عمران سیریز
بلیک سن
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ''بلیک سن'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ صامالی قزاقوں کی بہیمانہ کارروائی سے شروع ہونے والی کہانی کہاں جا کر اختتام پذیر ہوتی ہے یہ تو آپ کو ناول پڑھ کر ہی معلوم ہو سکے گا لیکن اس ناول میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ایک لیبارٹری تک پہنچنے کے لئے جو ہفت خواں طے کرنے پڑے ہیں اور پھر اس لیبارٹری کے ناقابل تسخیر حفاظتی انتظامات کو عمران نے جس ہلکے پھلکے انداز میں آف کر دیا۔ اس نے عمران کے سب ساتھیوں کو حیران کر دیا۔ اس ناول میں بھی دنیا پر حکومت کرنے کی خواہش مند ایک اور بڑی تنظیم سامنے آئی ہے لیکن جب مدِمقابل عمران اور اس کے ساتھی ہوں تو پھر ایسی تنظیموں کو اپنی بقا کی جنگ لڑنا پڑتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی آپ کے اعلیٰ معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کریں البتہ ناول کے مطالعہ سے پہلے اپنے چند خطوط، ای میلز اور ان کے جواب ضرور ملاحظہ کر لیں کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طور کم نہیں ہیں۔

کراچی سے محمد شفیق لکھتے ہیں۔ آپ کے ناول باقاعدگی سے پڑھتا ہوں اور مجھے اس وقت بے حد حیرت ہوتی ہے جب میں

اپنے دوستوں سے آپ کے ناولوں کی بات کرتا ہوں تو وہ سب نہ صرف آپ کے قارئین نکلتے ہیں بلکہ آپ کی تحریروں کے زبردست فین بھی ہوتے ہیں۔ جاسوسی ناول تو اور بھی لوگ لکھ رہے ہیں لیکن اس قدر مقبولیت صرف آپ کے حصے میں آئی ہے ایسا کیوں ہے۔ امید ہے آپ جواب ضرور دیں گے۔

محترم محمد شفیق صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ آپ نے جو کچھ لکھا ہے اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کیونکہ جو مصنف جاسوسی ناولوں میں فحاشی اور عریانی کو پرموٹ کرنے کی بجائے قارئین کی رہنمائی کرے کہ قاری مسلسل جدوجہد سے ناکامی میں حوصلہ چھوڑنے کی بجائے اور زیادہ اعتماد سے آگے بڑھے اللہ پر مکمل تقویٰ جیسی مثبت خصوصیت لاشعوری طور پر پرموٹ کرے تو پھر اس کے اثرات لازماً مرتب ہوتے ہیں اور مجھے خوشی ہے کہ میرے ناولوں نے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نوجوانوں کی زندگیوں کو مثبت راستوں پر ڈالنے کی توفیق دی ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

بہاولپور سے غزالہ احمد لکھتی ہیں۔ میں آپ کی دیرینہ اور مستقل قاری ہوں۔ ویسے تو آپ کے تمام ناول پسند آتے ہیں لیکن جو ناول آپ بین الاقوامی، سرکاری یا غیر سرکاری تنظیموں کے خلاف لکھتے ہیں وہ مجھے بے حد پسند آتے ہیں۔ آپ ایسے ناول زیادہ لکھا کریں۔ ایک درخواست ہے کہ آپ جولیا پر اب رحم کریں اور اس

کی شادی عمران سے کرا دیں ورنہ جس طرح ایک ناول کے آغاز میں اس پر نفسیاتی دورہ پڑا تھا اور پھر صالحہ نے اسے بڑی مشکل سے سنبھالا تھا۔ وہ واقعی کسی وقت خودکشی کر لے گی۔ شادی کرنا کوئی جرم تو نہیں ہے۔ امید ہے آپ ضرور میری درخواست پر ہمدردانہ غور کریں گے۔

محترمہ غزالہ صاحبہ۔ ناول پڑھنے اور پسند کرنے کا شکریہ۔ آپ نے جولیا کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اور خطرہ ظاہر کیا ہے کہ جولیا خودکشی کر لے گی اور مجھے کہا ہے کہ میں عمران اور جولیا کی شادی کرا دوں اور واقعی شادی کرنا کوئی جرم نہیں ہے لیکن اس کا فیصلہ عمران نے کرنا ہے یا عمران کی اماں بی نے۔ جولیا نے صالحہ کے ہمراہ عمران کی اماں بی سے بھی ایک فنکشن میں ملاقات کی تھی اور عمران کی بہن ثریا نے اس کا تعارف اماں بی سے خود کرایا تھا تو انہوں نے پسندیدگی کا اظہار کیا اور سید چراغ شاہ صاحب نے بھی جولیا کو یقین دلایا ہے کہ تمام رکاوٹیں خود بخود دور ہو جائیں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ تنویر کا بھی مسئلہ ہے۔ اب دیکھیں یہ رکاوٹیں کب اور کس طرح سے ختم ہوتی ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گی۔

ایبٹ آباد سے محمد عرفان لکھتے ہیں۔ آپ کے ناولوں کا طویل عرصے سے قاری ہوں۔ آپ کا طرز تحریر ایسا ہے کہ جب تک پورا ناول نہ پڑھ لیا جائے چین ہی نہیں آتا ہے۔ آپ نے اب تک

لاتعداد موضوعات پر لکھا ہے۔ جن میں سیکرٹ سروس سے ہٹ کر پاکیشیا میں موجود سماجی برائیوں کے خلاف بھی کھل کر لکھا ہے۔ ایسے ناول بے حد پسند کئے جاتے ہیں کیونکہ اس کے کردار ہمیں اپنے ارد گرد اٹھتے بیٹھے اور چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ امید ہے آپ سماجی برائیوں پر زیادہ سے زیادہ لکھیں گے تاکہ ہماری نوجوان نسل ان کے خلاف جدوجہد کر سکے۔

محترم محمد عرفان صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ سماجی برائیوں کے خلاف جدوجہد بھی اتنی ہی اہمیت رکھتی ہے جتنی ملکی سلامتی کے معاملات رکھتے ہیں۔ اس لئے سماجی برائیوں کے خلاف لکھنا ضروری ہے اس پر لکھتا بھی رہتا ہوں اور انشاء اللہ اس پر مزید بھی لکھا جاتا رہے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

جولیا اور صالحہ ایک شاپنگ سنٹر سے باہر آئیں تو صالحہ نے سڑک پار دوسرے بڑے شاپنگ سنٹر میں جانے کی بات کی لیکن جولیا نے تھکاوٹ کا اظہار کرتے ہوئے کسی ریستوران میں بیٹھ کر کافی پینے کی خواہش ظاہر کی۔ وہ دونوں گزشتہ دو گھنٹوں سے ونڈو شاپنگ میں مصروف تھیں۔ گو ان دونوں نے دو تین شیشیاں پرفیوم کی ضرور خریدی تھیں لیکن باقی سارا وقت وہ ونڈو شاپنگ کرتی رہی تھیں۔ ونڈو شاپنگ خواتین کا شوق ہوتا ہے وہ ریکوں میں موجود سامان کو دیکھتیں، ان سے منسلک قیمتوں کے ٹیگ پڑھتیں اور پھر ان سے بہتر کی تلاش میں آگے نکل جاتیں۔ عام طور یہ سمجھا جاتا ہے کہ جن کے پاس سرمایہ کی کمی ہوتی ہے وہ ونڈو شاپنگ کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ونڈو شاپنگ ہر طبقے کی خواتین کی یکساں پسند ہوتی ہے۔ چاہے وہ امیر ہو یا غریب۔ کیونکہ اس طرح انہیں

مارکیٹ میں موجود نئی اور جدید سے جدید اشیاء کے بارے میں علم ہوتا رہتا ہے اور پھر خواتین محفلوں میں اپنی معلومات کے ذریعے دوسروں پر اپنی معلومات اور امارت کا رعب قائم کرتی ہیں۔

گو جولیا اور صالحہ دونوں کے پاس سرمایہ کی کوئی کمی نہ تھی لیکن اپنی فطرت کے مطابق دونوں گزشتہ کئی گھنٹوں سے ونڈو شاپنگ میں مصروف تھیں اور صالحہ تو اب بھی مزید ونڈو شاپنگ کرنے کی خواہش مند تھی لیکن جولیا نے تھکاوٹ کا اظہار کرتے ہوئے کسی ریستوران میں بیٹھ کر ہاٹ کافی پینے کی خواہش کا اظہار کر دیا۔

''ٹھیک ہے۔ واقعی میں بھی اب ہلکی سی تھکاوٹ محسوس کر رہی ہوں۔ اوکے۔ یہاں دارالحکومت کا سب سے بہترین کراؤن ریستوران موجود ہے۔ وہاں کی کافی بھی بے حد اچھی ہوتی ہے۔ آؤ میرے ساتھ''...... صالحہ نے کہا اور سیڑھیاں اتر کر سڑک کی طرف بڑھنے لگی۔ جولیا اس کا ساتھ دے رہی تھی۔ ان کی کار تو بہت پیچھے ایک پبلک پارکنگ میں موجود تھی اس لئے وہ پیدل ہی چل رہی تھیں۔ دو سڑکیں کراس کرنے کے بعد وہ ایک ریستوران میں پہنچ گئیں۔ مین گیٹ کھول کر وہ دونوں جب اندر داخل ہوئیں تو ہال میں تقریباً تمام میزیں فل تھیں۔

''آیئے میڈم۔ ادھر کونے میں خالی میز موجود ہے۔ آیئے''۔ ایک سپروائزر نے آگے بڑھ کر کہا تو جولیا اور صالحہ دونوں باوردی سپروائزر کی رہنمائی میں ہال کے مشرقی کونے میں ایک میز کے گرد

موجود کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔ اسی لمحے ایک باوردی ویٹر وہاں پہنچ گیا۔

''ہاٹ کافی لے آؤ''...... صالحہ نے کہا تو ویٹر سر جھکا کر واپس مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ایک کونے میں موجود کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

''اچھا ماحول ہے یہاں کا۔ میں تو یہاں پہلی بار آئی ہوں''۔ جولیا نے ہال کو طائرانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''دوسری منزل پر ڈائننگ ہال ہے۔ یہ ہال چائے، کافی اور مشروبات کے لئے مخصوص ہے''...... صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لگتا ہے تم پہلے بھی یہاں آتی رہی ہو۔ کبھی تم نے ذکر تو نہیں کیا''...... جولیا نے کہا۔

''میں تو کئی بار یہاں آ چکی ہوں اور میں ہی کیا، تقریباً پوری سیکرٹ سروس یہاں آتی رہی ہے عمران سمیت''...... صالحہ نے جواب دیا۔ اسی لمحے ویٹر نے کافی کے برتن لگانے شروع کر دیئے تو جولیا بولتے بولتے رک گئی۔

''مجھے کبھی کسی نے بتایا ہی نہیں ہے۔ ایسا کیوں ہوا ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''عمران صاحب نے منع کر دیا تھا''...... صالحہ نے کافی کی پیالی تیار کرتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔

"عمران نے منع کر دیا تھا۔ کیا مطلب۔ کیوں۔ وجہ"...... جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ یہ بہت مہنگا ریستوران ہے اور عمران صاحب مفلس و قلاش آدمی ہیں اور آپ نے روزانہ یہاں آنے کی فرمائش کر دینی تھی"...... صالحہ نے کافی کی پیالی اٹھا کر جولیا کے سامنے رکھتے ہوئے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم واقعی اب شرارتی ہوتی جا رہی ہو۔ عمران تو چلو مفلس و قلاش ہو گا۔ صفدر تو مفلس نہیں ہے"...... جولیا نے بھی ہنستے ہوئے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"صفدر کیا پوری سروس ہی امراء پر مشتمل ہے سوائے عمران صاحب کے۔ اس لئے ساری سروس یہاں آتی رہتی ہے مجھ سمیت"...... صالحہ نے کافی سپ کرتے ہوئے کہا۔

"عمران جس قدر مفلس و قلاش ہے وہ مجھے بھی معلوم ہے۔ بہرحال یہ اچھا ریستوران ہے۔ اب عمران کو میں کہوں گی کہ وہ بطور سزا پوری سروس کو یہاں کھانا کھلائے"...... جولیا نے کافی سپ کرتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے صالحہ اس طرح چونک پڑی جیسے کوئی انہونی ہو گئی ہو۔

"کیا ہوا"...... جولیا نے بھی چونک کر کہا لیکن صالحہ نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا کہا تو جولیا کے چہرے پر مزید

حیرت کے تاثرات ابھر آئے البتہ اس نے مزید کوئی بات نہ کی تھی لیکن اسے معلوم ہو گیا تھا کہ صالحہ کی عقبی طرف موجود میز پر بیٹھے دو آدمی باتیں کر رہے تھے۔ باتیں چونکہ آہستگی سے ہو رہی تھیں اس لئے جولیا جو میز کی دوسری طرف اور قدرے فاصلے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اسے ان کی باتوں کی سمجھ نہ آ رہی تھی البتہ صالحہ ان سے بہت قریب تھی اس لئے وہ شاید ان کی باتیں سن رہی تھی اور سمجھ بھی رہی تھی البتہ وہ دونوں ہاٹ کافی سپ کرنے میں بدستور مصروف تھیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں آدمی اٹھ کر جانے لگے تو صالحہ نے جولیا کو ابھی واپس آنے کا اشارہ کیا اور اٹھ کر دونوں کے پیچھے چل پڑی اور پھر وہ ایک دوسرے کے پیچھے ہال سے باہر نکل گئے تو جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"یہ لڑکی بھی گئی کام سے"...... جولیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد صالحہ تیز تیز قدم اٹھاتی واپس آئی اور آ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا تھا۔ تم یہاں انجوائے کرنی آئی تھی یا جاسوسی کرنے"۔ جولیا نے کہا۔

"وہ دونوں باتیں ہی ایسی کر رہے تھے۔ اچانک میرے کانوں میں صامالی قزاقوں کے الفاظ پڑے۔ تمہیں معلوم ہے کہ ان دنوں صامالی قزاقوں کا اخبارات اور ٹی پر بے حد چرچا ہے جو سمندری جہازوں کو لوٹ لیتے ہیں اور عملے کو پکڑ کر باقاعدہ کروڑوں ڈالرز

تاوان لے کر چھوڑ دیتے ہیں''...... صالحہ نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن ان میں تمہارا انٹرسٹ کہاں سے شامل ہو گیا''۔ جولیا نے کہا۔

''ان میں سے ایک صاحب کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے تھا۔ وہ دوسرے کو بتا رہا تھا کہ صامالی قزاقوں نے ایک چھوٹا جہاز جو پاکیشیا کا تھا پکڑ لیا اور عملے کو یرغمال بنا کر جہاز کو بموں سے اڑا دیا۔ پاکیشیا حکومت نے بہت بڑا تاوان دے کر عملے کو رہا کرایا۔ اصل بات وہ یہ بتا رہا تھا کہ عملے کے ساتھ ایک پاکیشیائی سائنسدان کو بھی انہوں نے پکڑ لیا تھا اور پھر اسے غائب کر دیا گیا۔ اسے نہ ہی یرغمالیوں میں رکھا گیا اور نہ ہی اس کا ذکر کیا گیا ہے اور نہ اسے چھوڑا گیا ہے۔ اس سائنسدان کا نام ڈاکٹر آفتاب بتا رہا تھا۔ پھر انہوں نے ریستوران کا بل ادا کیا اور اٹھ کر جانے لگے تو میں اس لئے ان کے پیچھے گئی تھی تاکہ ان کی کار کا نمبر چیک کر سکوں''۔ صالحہ نے کہا۔

''کیوں۔ تمہارا یا ہمارا اس معاملہ سے کیا تعلق ہے۔ ملٹری انٹیلی جنس کا مسئلہ ہو گا۔ وہی نمٹیں گے''...... جولیا نے کافی کی دوسری پیالی بناتے ہوئے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ یہ معاملہ چیف کے نوٹس میں نہ لایا گیا ہو اور ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر آفتاب یہاں پاکیشیا میں کسی اہم فارمولے پر کام کر رہا ہو اس لئے میرا خیال ہے کہ چیف کو اطلاع دے دی

جائے اور عمران صاحب بھی اس طرح کام کرتے ہیں انہیں ایسی اطلاعات ملتی ہیں تو وہ چیف کو اطلاع دیتے ہیں اور پھر اس میں سے سیکرٹ سروس کا کیس برآمد ہو جاتا ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''تم عمران کی شاگردہ بنتی جا رہی ہو''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''چھوٹی بہن بڑے بھائی کی شاگردہ نہیں بنے گی تو اور کیا کرے گی۔ اب بھابی تو ہے نہیں کہ اس کی شاگرد بنا جا سکے''۔ صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا کا چہرہ صالحہ کی بات سن کر بے اختیار کھل اٹھا۔

''ایسی بات مت کیا کرو۔ تمہارے بڑے بھائی کو صرف دوسروں کو تنگ کرنا مقصود ہوتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''دوسروں میں کون کون شامل ہے''...... صالحہ نے اور زیادہ شرارت بھرے لہجے میں کہا تو اس بار جولیا بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

''کیا خیال ہے۔ چیف کو اطلاع دی جائے یا عمران صاحب کو''...... صالحہ نے کہا۔

''عمران کا کیا تعلق۔ اگر کوئی کیس ہو گا اور ٹیم کو مشن پر بھیجنے کا فیصلہ ہو گا تو چیف، عمران کو ہائر کر لے گا۔ اس سے پہلے عمران سب کا صرف دوست ہے۔ تم چیف کو بتاؤ''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو پھر یہ نیک کام آپ کریں''...... صالحہ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آؤ فلیٹ پر چلتے ہیں۔ وہاں سے فون کریں گے۔ یہاں پبلک جگہ سے بات نہیں ہوسکتی''...... جولیا نے کہا اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کار میں سوار اس پلازہ کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھیں جس میں جولیا کا فلیٹ تھا اور صالحہ کا بھی۔ سابقہ رہائشی پلازے سے شفٹ ہوتے ہوئے ان دونوں نے اس نئے تعمیر شدہ پلازہ میں دو لگژری فلیٹ اکٹھے ہی بک کرا لئے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے یہ فیصلہ بھی کیا تھا کہ وہ آئندہ بھی یہی کوشش کریں گی کہ ایک ہی پلازہ میں رہیں کیونکہ اس طرح دونوں کو ایک دوسرے کو زیادہ وقت دینے کا موقع مل جاتا تھا۔ جولیا کے فلیٹ میں پہنچ کر جولیا نے رسیور اٹھایا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''جولیا بول رہی ہوں چیف''...... جولیا نے کہا اور پھر اس نے مختصر طور پر صالحہ کے ساتھ کراؤن ریستوران میں جانے اور وہاں صالحہ کی ان دو افراد کی باتیں سننے کے بارے میں بتا دیا۔

''عمران کو فون کر کے یہ ساری بات تفصیل سے بتاؤ اور اسے میرا حکم بتا دو کہ وہ سرداور سے اس سائنسدان کے بارے میں معلومات حاصل کرے اور پھر مجھے رپورٹ دے''...... چیف نے کہا

اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ چونکہ جولیا نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا اس لئے ساتھ بیٹھی صالحہ نے بھی چیف کا جواب سن لیا۔

''میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ عمران کو اطلاع دے دیں''۔ صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چیف سرداور سے معلومات حاصل کرنا اپنے لئے ہتک سمجھتا ہے اس لئے اس نے یہ کام عمران کے ذمے لگایا ہے''...... جولیا نے چیف کی سائیڈ لیتے ہوئے کہا اور صالحہ بے اختیار مسکرا دی۔ جولیا نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ لاؤڈر کا بٹن پہلے ہی پریسڈ تھا۔

''منکہ مسمی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بلکہ بدہان خود ان فلیٹ ملکیہ سوپر فیاض ومقبوضہ خود بول رہا ہوں''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یہ تم نے کیا عجیب سے الفاظ بولنے شروع کر دیئے ہیں۔ یہ ملکیہ ومقبوضہ کیا ہوتا ہے''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ قانونی الفاظ ہے۔ ملکیہ کا مطلب ہوا کہ کون اس فلیٹ کا مالک ہے اور مقبوضہ کا مطلب ہے کہ کس کا اس پر قبضہ ہے۔ اب مالک تو بہرحال سوپر فیاض ہے۔ میں نے تو کئی بار اسے کہا کہ وہ اسے مجھے گفٹ کر دے لیکن کسی کو بخار دیتے ہوئے بھی اس کی جان نکلتی ہے فلیٹ کی ملکیت کہاں سے دے گا۔ اب تم اسے جائز

کہو یا ناجائز۔ قبضہ میرا ہے“...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اتنے مشکل الفاظ کیوں بولتے ہو۔ سیدھی طرح بات نہیں کر سکتے اور پھر مجھے یہ ملکیہ و مقبوضہ بتانے کی کیا ضرورت تھی“۔ جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اس لئے بتانا ضروری تھا کہ ہو سکتا ہے صفدر یار جنگ بہادر خطبہ نکاح یاد کر لے اور پھر تمہاری طرف سے ڈیمانڈ کر دی جائے کہ حق مہر میں تمہیں یہ فلیٹ لکھ دیا جائے تو میں پہلے بتا دوں کہ میں اس کا مالک نہیں ہوں“...... عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

”شٹ اپ۔ جو منہ میں آتا ہے بولے چلے جاتے ہو“۔ جولیا نے اس بار مصنوعی غصے بھرے لہجے میں کہا۔

”پیش بندی ضروری ہوتی ہے ورنہ نکاح سے پہلے ہی بارات کو واپس کر دیا جاتا ہے اور تم خود سوچو کہ علی عمران بے چارے کے دل پر کیا گزرے گی جب اس کی بارات کو واپس کر دیا جائے گا کہ اس کے پاس ملکیت نام کی کوئی چیز نہیں ہے“...... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والوں میں سے تھا۔ صالحہ نے جولیا کے ہاتھ سے رسیور لے لیا۔

”عمران صاحب۔ میں صالحہ بول رہی ہوں آپ کی چھوٹی بہن۔ آپ ہماری ہونے والی بھابی کو کیوں تنگ کرتے ہیں۔ آپ یہاں جولیا کے فلیٹ پر آ جائیں۔ چیف نے ایک کیس کے سلسلے

میں حکم دیا ہے کہ عمران کو بتا دیا جائے کہ وہ اس پر کام کرے“۔ صالحہ نے کہا۔

”میرے پاس تو پٹرول کے پیسے بھی نہیں ہیں اور پیدل چلوں تو ہر آدمی کار روک کر پوچھتا ہے کہ پٹرول کی بچت ہو رہی ہے۔ اب تم ہی بتاؤ کہ میں کس کس کے آگے رونا روؤں۔ اس لئے فون پر ہی بتا دو“...... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ آپ یہاں فلیٹ پر آئیں پھر بات ہو گی اور جلد آئیں ایمرجنسی ہے۔ میں اور جولیا آپ کا انتظار کر رہی ہیں“۔ صالحہ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

موٹر بوٹ خاصی تیز رفتاری سے سمندر میں آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عرشے پر ایک کرسی پر اُدھیڑ عمر ایشیائی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے بازوؤں اور جسم کو کرسی کے ساتھ رسی سے اس طرح باندھ دیا گیا تھا کہ وہ معمولی سی حرکت کرنے کے قابل بھی نہ رہا تھا۔ اس کے گرد چار دیو قامت افریقی ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ موٹر بوٹ کا کیپٹن بھی افریقی تھا۔

''تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔ بتاتے کیوں نہیں''...... ادھیڑ عمر نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''کومبو۔ بتا دو بیچارے کو۔ اب یہ واپس تو نہیں جا سکتا''۔ افریقی نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔ ان کے گہرے سیاہ رنگ کے چہروں پر موتیوں سے بھی زیادہ سفید دانت دور سے ہی چمکتے نظر آ رہے تھے۔

''چلو بتا دیتا ہوں۔ سنو ڈاکٹر آفتاب۔ تمہیں ایک خفیہ جزیرے پر پہنچایا جا رہا ہے۔ ایسے جزیرے پر جس کے بارے میں دنیا ابھی تک کچھ نہیں جانتی اور نہ ہی اسے کسی نقشے پر ظاہر کیا گیا ہے۔ وہاں ایک خفیہ سائنسی لیبارٹری قائم کی گئی ہے جو دنیا پر حکومت کرنے کی خواہش مند ایک خفیہ تنظیم بلیک سن نے قائم کی ہوئی ہے۔ اس لیبارٹری میں ایک میزائل پر کام ہو رہا ہے جس کے ذریعے طویل فاصلے پر موجود کسی بھی بڑے سے بڑے اور اینٹی میزائل سسٹم کے حامل لڑاکا بحری جہازوں کو یقینی طور پر تباہ کیا جا سکے گا کیونکہ پوری دنیا پر حکومت کرنے کے لئے سمندروں پر حکومت قائم کرنا بے حد ضروری ہو چکا ہے کیونکہ سپر پاورز کی زیادہ طاقت ان کے لڑاکا بحری جہازوں میں رکھ دی گئی ہے اور یہ لڑاکا بحری جہاز دنیا کے کسی بھی سمندر میں پہنچ کر کسی بھی ملک کو چند لمحوں میں تباہ و برباد کر سکتے ہیں۔ ایسے لڑاکا بحری جہازوں کی حفاظت کا سسٹم بھی ناقابل تسخیر بنا دیا جاتا ہے لیکن یہ میزائل جس پر اس جزیرے کی لیبارٹری میں گزشتہ چار سالوں سے کام کیا جا رہا ہے اس میں چند رکاوٹیں سامنے آ گئی ہیں۔ ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے تمہارا انتخاب کیا گیا تھا۔ تمہارے بارے میں جب معلومات حاصل کی گئیں تو پتہ چلا کہ تم ایکریمیا ایک سائنسی کانفرنس اٹنڈ کرنے گئے ہوئے تھے اور اب تمہاری واپسی ایک بحری جہاز کے ذریعے ہو رہی ہے کیونکہ تم سمندری سفر کو بے حد پسند

کرتے ہو۔ ہمیں ہیڈکوارٹر نے حکم دیا تو ہم نے صامالی قزاقوں کو مشن دے دیا جنہوں نے تمہارے جہاز کو اغوا کر لیا اور عملے کو یرغمال بنا لیا۔ تمہیں ہمارے حوالے کر دیا گیا اور اب ہم تمہیں اس خفیہ جزیرے پر لے جا رہے ہیں تاکہ تم بلیک میزائل میں پیش آنے والی سائنسی رکاوٹوں کو دور کر دو''...... کومبو نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اور اگر میں انکار کر دوں تو''...... ڈاکٹر آفتاب نے کہا تو کومبو سمیت وہاں موجود سارے افریقی قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

''انکار کی صورت میں تمہاری بیوی، دو معصوم لڑکوں، دو لڑکیوں اور تمہاری بوڑھی ماں کو پاکیشیا سے اغوا کر کے اس خفیہ جزیرے پر پہنچا دیا جائے گا۔ پھر تمہارے سامنے ان کے جسموں کے ٹکڑے کئے جائیں گے''...... کومبو نے مزے لے لے کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کوئی انسان ایسا نہیں کر سکتا چاہے وہ کتنا ہی ظالم کیوں نہ ہو''...... ڈاکٹر آفتاب نے کہا۔

''تمہیں اس قدر انعام و اکرام دیا جائے گا ۔ اس قدر دولت دی جائے گی کہ تمہاری آئندہ سات نہیں بلکہ ایک سو سات نسلیں بادشاہوں جیسی زندگی گزار سکیں گی''...... کومبو نے کہا۔

''یہ ضروری تو نہیں کہ میں واقعی ان سائنسی رکاوٹوں کو دور کر سکوں۔ میری زندگی واقعی میزائل ٹیکنالوجی پر کام کرتے ہوئے

گزری ہے لیکن یہ ضروری تو نہیں کہ اس نئے انداز کے میزائل میں پیش آنے والی رکاوٹوں کو میں دور کر سکوں''...... ڈاکٹر آفتاب نے کہا۔

''ہمارے سائنسدانوں نے تمہارا انتخاب سوچ سمجھ کر کیا ہو گا۔ اس لئے یہ بات طے ہے کہ تم ان رکاوٹوں کو دور کر سکتے ہو اور اگر تم نے کوئی بہانہ بازی کی تو پھر وہی ہو گا جو میں نے پہلے بتایا ہے اور پھر اگر تم زندہ بھی رہے تو ساری عمر خوف سے سو نہ سکو گے''...... کومبو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تمہاری تنظیم کا ہیڈکوارٹر اس جزیرے پر ہے''...... ڈاکٹر آفتاب نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''نہیں۔ ہیڈکوارٹر سمندر کے نیچے ہے۔ کس سمندر میں ہے اس کا علم ہمیں تو کیا کسی کو بھی نہیں ہے۔ وہاں سے صرف احکامات دیئے جاتے ہیں اور ان کی تعمیل نہ ہونے پر خوفناک سزائیں دی جاتی ہیں۔ بس ہمیں تو اتنا معلوم ہے''...... کومبو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مجھے کب تک اس جزیرے پر رہنا ہو گا''...... ڈاکٹر آفتاب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جب تک سائنسی رکاوٹیں دور نہیں ہو جاتیں''...... کومبو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا پھر مجھے پاکیشیا واپس جانے کی اجازت مل جائے گی''۔

ڈاکٹر آفتاب نے کہا۔

''ہاں۔ کیوں نہیں اور تمہیں اس قدر انعام دیا جائے گا کہ۔ تم اس کی مالیت کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اربوں کھربوں ڈالرز جو تمہارے نام کھولے گئے اکاؤنٹ میں نہ صرف ایک بار بلکہ مسلسل جمع ہوتے رہیں گے''۔ کومبو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اتنی دولت تمہارے پاس کہاں سے آ سکتی ہے کہ تم ایک آدمی کو اتنی بڑی دولت دے سکو''...... ڈاکٹر آفتاب نے کہا تو اس بار کومبو سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''تاوان کی رقمیں کروڑوں اربوں ڈالرز میں ہوتی ہیں۔ پھر تنظیم کے تحت پوری دنیا میں ہر قسم کا ناجائز کاروبار ہوتا ہے جس سے ناقابل یقین دولت اکٹھی کی جاتی ہے۔ اس لئے بے فکر رہو جو میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی ہو گا اور یہ صرف ہمارے لئے ہی نہیں بلکہ ہماری تنظیم کو جو بھی فائدہ پہنچائے گا اسے دل کھول کر نوازا جائے گا اور نوازا جاتا ہے''...... کومبو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی، کومبو کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی تیز آواز گونجنے لگی تو کومبو نے جیب سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس کومبو اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... کومبو نے ازخود بات کرتے ہوئے کہا۔

''کیا رپورٹ ہے۔ اوور''...... ایک مشینی سی آواز سنائی دی۔

یوں محسوس ہوتا تھا جیسے فولادی گراریوں کو آپس میں رگڑ کر آواز پیدا کی جا رہی ہو۔

''وکٹری چیف۔ ڈاکٹر آفتاب کو لے کر ہم ماسٹر آئی لینڈ لے جا رہے ہیں۔ اوور''...... کومبو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اسے بتا دیا گیا ہے کہ اسے کیوں لے جایا جا رہا ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''یس چیف۔ دونوں پہلوؤں کے بارے میں بتا دیا گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ کام کرے گا۔ اوور''...... کومبو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ماسٹر آئی لینڈ تم کب پہنچ رہے ہو۔ اوور''...... چیف نے پوچھا تو کومبو نے کیپٹن کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

''ایک گھنٹے میں''...... کیپٹن نے آہستہ سے جواب دیا تو یہی وقت کومبو نے بتا دیا۔

''اوکے۔ میں ڈاکٹر اسٹوم کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ اس سائنسدان کو تم سے وصول کر لے گا۔ اوور اینڈ آل''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کومبو نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔

''تمہارا یہ چیف کیا سمندر کے نیچے سے بات کر رہا تھا''۔ ڈاکٹر آفتاب نے کہا تو کومبو بے اختیار ہنس پڑا۔

''بلیک سن پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ یہ بہت وسیع تنظیم ہے۔ اسے دنیا سے دانستہ خفیہ رکھا گیا ہے کہ جب تنظیم ہر لحاظ سے پوری دنیا پر حکومت کرنے کے قابل ہو جائے تو پھر اسے اوپن کیا جائے گا۔ ہیڈکوارٹر تو ہیڈکوارٹر ہوتا ہے۔ اس تنظیم کے تحت بے شمار سیکشنز ہیں اور ہمارا تعلق سپر ٹاپ سیکشن سے ہے اور جو چیف کال کر رہا تھا وہ سپر ٹاپ سیکشن کا چیف تھا اور نجانے اس کا سیکشن ہیڈکوارٹر کہاں ہے۔ یورپ میں، ایکریمیا میں، ایشیا میں یا پھر افریقہ میں''...... کومبو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے کہ اتنی بڑی تنظیم کام کر رہی ہے اور کسی کو اس کا علم نہیں''...... ڈاکٹر آفتاب نے کہا۔

''اس لئے کہ اسے خفیہ رکھا جاتا ہے۔ ہر سیکشن اور ذیلی تنظیم کے اپنے اپنے نام ہیں۔ تمہیں اس لئے بتایا جا رہا ہے کہ تم واپس جاؤ گے تو تمہارے ذہن سے مشینوں کے ذریعے یہ تمام معلومات ہمیشہ کے لئے واش کر دی جائیں گی''...... کومبو نے جواب دیا تو ڈاکٹر آفتاب نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اب اسے اس تنظیم کے بارے میں درست طور پر سمجھ آئی ہو۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا کہ فون پر پہلے جولیا اور پھر صالحہ نے اس سے بات کی اور انہوں نے چیف کا حوالہ دے کر اسے اپنے فلیٹ پر کال کیا تھا اور عمران کے لئے اس لئے یہ نئی بات تھی کہ کوئی مشن ان دنوں نہیں تھا اور نہ ہی کسی مشن کے سلسلے میں ابتدائی کام ہو رہا تھا۔ پھر چیف کے حوالے سے اسے فلیٹ پر کال کرنے کی وجہ عمران جاننا چاہتا تھا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

''آج کمال ہو گیا ہے بلیک زیرو۔ کوچہ جاناں سے کال آئی ہے اور تمہیں تو معلوم ہے کہ میں کوچہ جاناں میں سر کے بل جانے کے لئے تیار ہوں لیکن اب کیا کیا جائے سر کے بل چلنے کے لئے جیسے ہی سر کو نیچے کرتا ہوں بلڈ پریشر ہائی ہو جاتا ہے۔ اب تم ہی

بتاؤ کہ میں کیسے کوچہ جاناں میں سر کے بل جاؤں''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''عمران صاحب۔ جولیا کا فون آیا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ وہ صالحہ کے ساتھ شاپنگ کرتے ہوئے کراؤن ریستوران میں کافی پینے جا کر بیٹھ گئیں۔ وہاں صالحہ نے دو افراد کی گفتگو سنی۔ ان میں سے ایک ملٹری انٹیلی جنس کا آدمی تھا۔ اس نے بتایا کہ پاکیشیائی بحری جہاز کو صامالی قزاقوں نے پکڑ لیا اور پھر جہاز کو تو تباہ کر دیا گیا اور عملے کو تاوان لے کر چھوڑ دیا گیا البتہ اس جہاز میں ایک پاکیشیائی سائنسدان ڈاکٹر آفتاب بھی سوار تھا جسے غائب کر دیا گیا ہے۔ یہ گفتگو سن کر جولیا نے مجھے فون کیا تو میں نے اسے کہا کہ وہ آپ کو فون کر کے کہے کہ ڈاکٹر آفتاب کے بارے میں معلومات حاصل کرے تا کہ مزید آگے بڑھا جا سکے''...... بلیک زیرو نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''تو اس بار چھوٹی بہن بڑے بھائی کے کام آ رہی ہے''۔ عمران نے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب ہوا عمران صاحب اس بات کا''...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''طویل عرصے سے کوئی مشن سامنے نہیں آیا اور بغیر مشن کے تم چھوٹا سا چیک بھی نہیں دیتے جبکہ آغا سلیمان پاشا کا غصہ عروج پر پہنچ جاتا ہے اور میں قہر درویش بر جان درویش کے مصداق سب

کچھ خاموشی سے سہتا رہتا ہوں لیکن بہنیں واقعی بھائیوں کا بہت خیال رکھتی ہیں اس لئے تو صالحہ نے مجھے چیک دلوانے کے لئے مشن تلاش کر ہی لیا ہے''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ کہا تو یہی جاتا ہے کہ بہنیں اور بیٹیاں دونوں بھائیوں اور والد کا بہت خیال رکھتی ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ بیٹیاں واقعی والد کا بہت خیال رکھتی ہیں۔ ثریا اب تک روزانہ فون پر ڈیڈی کا حال احوال اس طرح پوچھتی ہے جیسے ڈیڈی چھوٹے سے بچے ہوں اور اپنا خیال نہ رکھ سکتے ہوں اور ہاں۔ مجھے ایک بزرگ کا قول یاد آ گیا ہے۔ اس نے کہا میرا بیٹا اس وقت تک میرا بیٹا ہے جب تک اس کو بیوی نہ مل جائے اور میری بیٹی اس وقت تک میری بیٹی ہے جب تک میں زندہ ہوں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ بات تو آپ کے خلاف جاتی ہے عمران صاحب کہ آپ اپنے ڈیڈی کا خیال نہیں رکھتے اور یہ کام ثریا کو کرنا پڑتا ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ارے ارے میں تو ہر مہینے جا کر ڈیڈی سے چیک لے آتا ہوں اور جب میں ان کے سامنے بیٹھ کر روتا ہوں کہ میرے پاس زہر کھانے کو بھی پیسے نہیں ہیں اس لئے مجھے پیسے دیئے جائیں تا کہ میں زہر کھا سکوں تو وہ یہی کہتے ہیں کہ تمہارا چیف تم سے کام لیتا

ہے اور پیسے کیوں نہیں دیتا تو میں انہیں یہی جواب دیتا ہوں کہ چیف کہتا ہے کہ سرکاری خزانہ جاگیرداروں کے بیٹوں پر ضائع نہیں کیا جا سکتا اور میں کہتا ہوں کہ ڈیڈی اب چیف کو کون سمجھائے کہ جاگیردار کا مفلس و قلاش بیٹا بھوکا مر رہا ہے تو ڈیڈی ایک چیک دے دیتے ہیں تاکہ میں زہر خرید کر ان کو مزید چیک دینے کی تکلیف سے بچا سکوں لیکن اب کیا کیا جائے۔ پاکیشیا میں تو زہر بھی ملاوٹی ملتا ہے اس لئے بجائے مرنے کے الٹا بھوک لگنے لگ جاتی ہے''...... عمران نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا بلیک زیرو بے اختیار کھل کر ہنس پڑا۔

''اوکے۔ بس دعا کرتے رہنا کہ کوئی مشن بن جائے اور میں تم سے کچھ ایڈوانس حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں۔ اللہ حافظ''۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ ایک بار اسے خیال آیا کہ وہ سرداور سے ڈاکٹر آفتاب کے بارے میں معلومات حاصل کر لے پھر اس نے یہ ارادہ اس لئے ترک کر دیا کہ اس طرح جولیا اور صالحہ کو شک پڑ سکتا ہے کہ عمران اور چیف ایک ہیں۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار اس رہائشی پلازہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جس میں جولیا اور صالحہ دونوں کے رہائشی فلیٹ تھے۔ عمران نے کار پلازہ کی وسیع پارکنگ میں رکی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سیڑھیاں چڑھ کر دوسری منزل پر واقع جولیا کے فلیٹ کے بند دروازے کے سامنے پہنچ گیا۔

اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... جولیا کی آواز ڈور فون سے سنائی دی۔

''لیلیٰ کے دروازے پر بے چارہ مجنوں کے علاوہ اور کون دستک دے سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہاں کوئی لیلیٰ نہیں رہتی''...... دوسری طرف سے جولیا کی مصنوعی غصے سے بھری آواز سنائی دی۔

''کوئی لیلیٰ نہ رہتی ہو گی۔ مجنوں کی لیلیٰ تو رہتی ہو گی''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو اس بار کٹک کی آواز سنائی دی اور پھر تھوڑی دیر بعد دروازہ کھل گیا۔

''آؤ''...... دروازے پر موجود جولیا نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو عمران اندر داخل ہو گیا۔

''اس طرح آنے والے کے سر پر لٹھ نہیں مار دیا جاتا کہ آؤ۔ بلکہ کہا جاتا ہے۔ آیئے جناب حضور تشریف لایئے۔ قدم رنجہ فرمایئے۔ آپ نے ہمارے فلیٹ پر تشریف لا کر ہمیں اعزاز بخشا ہے''...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

''جس دن تمہاری زبان رک جائے گی اس دن دنیا کا نظام ٹھیک ہو جائے گا''...... جولیا نے کہا تو ہال میں بیٹھی صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔ وہ عمران کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

''بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔ شب ہجر کا کہیں دور دور تک امکان

نہیں رہے گا۔ روز وصل ختم ہونے میں ہی نہیں آئے گا اور کیدو بے چارہ کھڑا پیچ و تاب کھاتا رہ جائے گا“...... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔ اس کی زبان ویسے ہی رواں تھی۔

”میں چائے بنا لاؤں“...... جولیا نے جان چھڑانے کے انداز میں کہا۔

”ارے نہیں جولیا۔ تم بیٹھ کر عمران صاحب کو تفصیل بتاؤ۔ میں چائے بنا لاتی ہوں“...... صالحہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”اس نے میری کوئی بات نہیں مانی۔ اس لئے تم ہی بتاؤ اسے۔ میں چائے بنا لاتی ہوں“...... جولیا نے کہا۔

”تم دونوں بیٹھ کر خواتین کی مشہور عادت کے مطابق باتیں کرو۔ چائے میں بنا لاتا ہوں“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی جبکہ جولیا کے چہرے پر بھی مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

”عمران صاحب۔ آپ کو چائے بنانا آتی ہے“...... صالحہ نے کہا۔

”آتی تو نہیں۔ میں نے جب بھی گھر میں چائے بنانے کی کوشش کی تو ثریا میرے گلے پڑ گئی کہ اس کی موجودگی میں بڑے بھائی چائے بنائیں یہ اس کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ جب فلیٹ میں چائے بنانے کی کوشش کی تو آغا سلیمان پاشا اڑ گیا کہ میں اس کی موجودگی میں چائے بناؤں تو یہ میرے لئے ڈوب

مرنے کا مقام ہے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کے لئے عمران صاحب یا سلیمان کے لئے“...... صالحہ نے کہا۔

”وہ اپنی بات کہاں کر سکتا ہے۔ وہ آل ورلڈ کک ایسوسی ایشن کا صدر ہے۔ وہ کہاں ڈوب کر مر سکتا ہے۔ ایسے عہدوں پر پہنچ جانے والے لوگ شیم پروف ہو جاتے ہیں“...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”ثریا نے میری حمایت میں بات کر دی ہے اس لئے اب میں چائے بنا لاؤں گی۔ میں بھی ثریا کی طرح عمران صاحب کی چھوٹی بہن ہوں“...... صالحہ نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔

”آخر وہ وقت آ ہی گیا جب ہم دونوں اکیلے بیٹھ کر باتیں کریں گے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا کا سرخ و سپید چہرہ شرم سے پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور تیزی سے مڑ کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔ عمران اس کی حالت دیکھ کر بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد جولیا اور صالحہ دونوں چائے کے برتن اٹھائے واپس آ گئیں۔

”ہاں تو اب کون درویشنی قصہ سنائے گی“...... عمران نے چائے پیتے ہوئے کہا۔

”درویشنی کیا ہوتا ہے“...... جولیا نے چونک کر کہا۔

”درویش کی مؤنث درویشنی ہی بنتی ہوگی۔ ویسے میرا آج تک کسی درویشنی سے واسطہ تو نہیں پڑا کیونکہ درویش اسے کہتے ہیں جو اپنی خواہشات کے پیچھے نہ بھاگے اور خواتین تو خواہشات سے ہٹ ہی نہیں سکتیں“...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہوگئی۔

”عمران صاحب۔ آپ ڈاکٹر آفتاب نام کے کسی سائنسدان سے واقف ہیں“...... صالحہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران بھی یکلخت سنجیدہ ہوگیا۔

”نہیں۔ میں تو یہ نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں۔ کیوں۔ کیا ہوا ہے“...... عمران نے کہا تو صالحہ نے شاپنگ پر جانے اور پھر کراؤن ریستوران میں بیٹھنے اور اس دوران دو افراد کی گفتگو سننے سے لے کر ان افراد کی کار کا نمبر چیک کرنے اور پھر چیف کو تفصیل بتانے اور چیف کی طرف سے عمران کو بتانے کے بارے میں پوری تفصیل سے بتا دیا۔ گو عمران پہلے یہ ساری تفصیل بلیک زیرو سے فون پر سن چکا تھا لیکن اس نے یہاں یہی تاثر دیا کہ وہ یہ ساری باتیں پہلی بار سن رہا ہے۔

”کیا اس آدمی نے خود بتایا تھا کہ اس کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے“...... عمران نے صالحہ سے پوچھا۔

”دوسرے آدمی کو اس نے بتایا تھا کہ وہ ملٹری انٹیلی جنس میں اس سلسلے میں کام کر رہا ہے لیکن کوئی کامیابی نہیں ملی جس سے میں یہی سمجھی ہوں کہ اس آدمی کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے“۔ صالحہ

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کار کا رجسٹریشن نمبر کیا تھا“...... عمران نے پوچھا تو صالحہ نے نمبر بتا دیا۔ عمران نے جیب سے سیل فون نکالا اور اسے آن کر کے اس نے نمبر پریس کر کے رابطے کا بٹن پریس کر دیا۔ ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں باس“...... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”ایک کار کا رجسٹریشن نمبر نوٹ کرو اور چیک کر کے ابھی فون پر بتاؤ کہ یہ کار کس کی ہے۔ میں جولیا کے فلیٹ پر موجود ہوں“...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی صالحہ کا بتایا ہوا کار نمبر دوہرا دیا۔

”یس باس“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رابطہ آف کر کے سیل فون کو جیب میں ڈال لیا اور پھر سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

”یس“...... رابطہ ہوتے ہی سرداور کی آواز سنائی دی کیونکہ عمران نے ان کا براہ راست نمبر پریس کیا تھا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا

ہوں“...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”کس سن میں تم نے ڈی ایس سی کی ڈگری حاصل کی ہے“۔ دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

”آپ سے تو بہت بعد میں لی ہے۔ سنا ہے آپ کے دور میں ڈگریاں دینے کی بجائے ویسے ہی کہہ دیا جاتا تھا کہ جاؤ تم پاس ہو اس لئے تم خود ہی ڈگری بنا لو تاکہ غریب یونیورسٹی پر ڈگری بنانے کا مالی بوجھ نہ پڑے“...... عمران بھلا کہاں قابو میں آنے والا تھا۔

”جس طرح تم اپنی ڈگریوں کا پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہو اس پر اب مجھے اپنی ڈگریوں پر شرم آنے لگ گئی ہے“...... سرداور نے ہنستے ہوئے کہا۔

”آنی بھی چاہئے شرم۔ کیونکہ ڈگریاں جو ایسی ہیں“...... عمران نے کہا تو اس بار دوسری طرف سے سرداور جیسے سنجیدہ اور متین آدمی بھی بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

”اچھا بہت ہنس لیا۔ اب وہ بات بتاؤ جس کے لئے فون کیا ہے۔ میں ایک ضروری میٹنگ میں جانے کے لئے اٹھنے ہی والا تھا کہ تمہاری کال آ گئی“...... سرداور نے کہا۔

”آپ بے شک ایک کی بجائے دو بار اٹھ کر بیٹھ جایئے۔ آپ کو کون روک سکتا ہے۔ ویسے میں نے ایک سائنسدان ڈاکٹر آفتاب کے بارے میں معلومات حاصل کرنی تھیں“...... عمران نے کہا۔

”ڈاکٹر آفتاب۔ اوہ۔ تو تم اس سلسلے پر کام کر رہے ہو“۔ سرداور نے کہا۔

”مجھے تو معلوم نہیں ہے کہ کیا سلسلہ ہے البتہ ایک ریستوران میں چند باتیں سنی گئی ہیں جن کا علم چیف کو ہوا تو چیف نے حکم دیا کہ آپ سے ڈاکٹر آفتاب کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں“...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے مختصر طور پر صالحہ کی بتائی ہوئی باتیں دوہرا دیں۔

”ان دنوں میزائل ٹیکنالوجی کا دور ہے اور ہر طرف نئے سے نئے انداز کے میزائل ایجاد کئے جا رہے ہیں۔ ڈاکٹر آفتاب کا تعلق بھی میزائل ٹیکنالوجی سے تھا“...... سرداور نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تھا کا کیا مطلب سرداور“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”کیونکہ ڈاکٹر آفتاب کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس کی لاش آج رات کسی بھی وقت پاکیشیا پہنچ جائے گی“...... سرداور نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”تفصیل سے بتائیں سرداور۔ یہ تو انتہائی اہم معاملہ ہے اور چیف کو اس بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا“...... عمران نے کہا۔

”ڈاکٹر آفتاب میزائل ٹیکنالوجی پر منعقد ایک سائنس کانفرنس میں شرکت کے لئے ایکریمیا گئے۔ وہ سمندری جہاز پر سفر کرنے کے بے حد شوقین تھے۔ جاتے ہوئے تو ان کے پاس چونکہ وقت

نہیں تھا اس لئے وہ ہوائی جہاز پر گئے لیکن واپسی پر وہ ایک پاکیشائی مسافر بردار بحری جہاز پر سوار ہو کر واپس آ رہے تھے کہ اچانک اطلاع ملی کہ صامالی قزاقوں نے بحری جہاز کو لوٹ کر اس کے مسافروں اور عملے کو یرغمال بنا لیا اور جہاز کو بموں سے اڑا دیا گیا البتہ ڈاکٹر آفتاب کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔ عملے کو جہاز ران کمپنی نے تاوان دے کر چھڑا لیا جبکہ مسافروں کو ان کے خاندان نے۔ جو تاوان نہ دے سکے انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں سمندر میں پھینک دی گئیں۔ ڈاکٹر آفتاب کے بارے میں کچھ نہیں بتایا جا رہا تھا حالانکہ وہ بھی اس مسافر بردار بحری جہاز جو ریڈ روز کے نام سے رجسٹر تھا سفر کر رہے تھے۔ حکومت نے ملٹری انٹیلی جنس سے کہا کہ وہ صامالی قزاقوں سے کسی بھی طرح رابطہ کر کے ڈاکٹر آفتاب کے بارے میں حتمی معلومات حاصل کرے اور ڈاکٹر آفتاب جہاں بھی ہوں ان کی واپسی یقینی بنائی جائے۔ آج اب سے دو گھنٹے پہلے اطلاع ملی ہے کہ صامالی قزاقوں سے رابطہ ہوا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر آفتاب نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے انہیں ہلاک کر دیا گیا البتہ ان کی لاش موجود ہے جو واپس کی جا رہی ہے اور آج رات کو ہوائی جہاز کے ذریعے پاکیشیا پہنچ جائے گی''۔ سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر آفتاب کہاں رہتے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''ڈان کالونی کی ایک کوٹھی میں۔ ان کے چھوٹے چھوٹے بچے

ہیں۔ بے حد شریف آدمی تھے۔ اپنے کام سے کام رکھنے والے۔ اس لئے مجھے تو یقین نہیں آ رہا کہ انہوں نے قزاقوں کے مقابل مزاحمت کی ہو گی''...... سرداور نے کہا۔

''پھر قزاقوں کو انہیں ہلاک کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ تو ان کے بدلے حکومت سے تاوان کی بہت بڑی رقم وصول کر لیتے''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری بات درست ہو سکتی ہے۔ بہرحال مجھے ابھی تھوڑی دیر پہلے خبر ملی ہے۔ مجھے ذاتی طور پر بے حد افسوس ہوا ہے اور ان کی موت پاکیشیا کے لئے بھی خاصی افسوسناک ہے کیونکہ وہ ایک ایسے میزائل پر کام کر رہے تھے جو سمندر میں کام کرتا ہے اور اس سلسلے میں وہ سائنسی کانفرنس میں اپنا مقالہ پڑھنے گئے تھے''۔ سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ شکریہ''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی، فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ کیونکہ فلیٹ اسی کا تھا اور کال اس کے لئے بھی ہو سکتی تھی۔

''یس۔ جولیا بول رہی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں۔ باس یہاں موجود ہوں گے''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو جولیا نے رسیور عمران

کی طرف بڑھا دیا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود مگر ان فلیٹ مس جولیانا فٹز واٹر بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''باس۔ جو رجسٹریشن نمبر آپ نے بتایا ہے یہ کار افضل خان کے نام رجسٹرڈ ہے اور اس میں افضل خان کا جو پتہ دیا گیا ہے اس پتے پر افضل خان کے نام کی پلیٹ موجود ہے جس پر پورا نام میجر افضل خان تحریر ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب معلومات کرو کہ یہ صامالی قزاق کس سمندر میں کس روٹ پر چلنے والے بحری جہاز کو پکڑتے ہیں اور تاوان وغیرہ وصول کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں جس قدر ہو سکے تفصیلی معلومات مجھے چاہئیں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں کوشش کرتا ہوں''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

''سنو۔ یہ لاسٹ وارننگ دے رہا ہوں۔ اگر آئندہ تمہارے منہ سے لفظ کوشش نکلا تو گولیوں سے چھلنی کر دوں گا۔ نانسنس۔ کوشش کا لفظ وہ استعمال کرتے ہیں جنہیں اپنے آپ پر اعتماد نہیں ہوتا۔ مجھے تفصیلات چاہئیں بس''...... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ سوری باس۔ آئندہ ایسا نہیں ہوگا باس''...... ٹائیگر

نے کہا تو عمران نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

''وہ تمہارا اتنا ادب کرتا ہے اور تم اسے توہین آمیز انداز میں ڈانٹتے ہو نانسنس۔ یہ کیا طریقہ ہے''...... اس بار جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''استاد کا رعب و دبدبہ قائم رہنا چاہئے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس۔ کرنل شاہ بول رہا ہوں''...... ایک رعب دار آواز سنائی دی۔

''ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کی خدمت میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) سلام پیش کرتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ بڑے عرصے بعد فون کیا ہے۔ آپ کے چیف تو ہمیں گھاس ہی نہیں ڈالتے۔ آپ تو آفس آ جایا کریں۔ ہم بھی آپ سے کچھ سیکھ لیں گے''...... کرنل شاہ نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''گھاس کا کتنا بڑا گٹھڑ چاہئے آپ کو یا ٹرک بھر کر لے آؤں''...... عمران نے کہا۔

''گھاس کا گٹھڑ۔ کیا مطلب''...... کرنل شاہ نے چونک کر کہا۔

"آپ نے خود ہی تو کہا ہے کہ چیف آپ کو گھاس نہیں ڈالتے۔ اب ظاہر ہے آپ مجھے دعوت دے رہے ہیں تو گھاس کے لئے ہی دے رہے ہوں گے"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف کرنل شاہ بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ وہ تو میں نے محاورتاً کہا تھا۔ بہرحال حکم فرمائیں کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... کرنل شاہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کرنل شاہ صاحب۔ ڈاکٹر آفتاب کے سلسلے میں سرداور سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے ہی بتایا ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس اس سلسلے میں کام کر رہی ہے۔ یہ کیا سلسلہ ہے۔ سرداور نے تو بتایا ہے کہ انہوں نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی تو انہیں ہلاک کر دیا گیا اور آج رات ان کی لاش واپس لائی جا رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں عمران صاحب۔ مجھے ذاتی طور پر بے حد افسوس ہوا لیکن حقائق یہی ہیں۔ یہ واردات صامالی قزاقوں نے کی ہے"۔ کرنل شاہ نے جواب دیا۔

"آپ کے رابطے صامالی قزاقوں سے کس کی معرفت ہوئے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ہماری سروس میں میجر افضل خان ہیں۔ ان کے بہنوئی صامالیہ میں پاکیشیا کے سفیر ہیں۔ ان سفیر صاحب کا نام آغا شیر خان ہے۔ میجر افضل خان کے ذریعے پرسنل طور پر سفیر شیر خان سے

درخواست کی گئی۔ پھر ڈاکٹر آفتاب کا سراغ ملا اور ان کی کوششوں سے اب لاش واپس آ رہی ہے"...... کرنل شاہ نے کہا۔

"او کے۔ بس یہی معلوم کرنا تھا تا کہ چیف کو رپورٹ دی جا سکے۔ اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب کیس تو ختم ہو گیا ورنہ چیف، ڈاکٹر آفتاب کی واپسی کا حکم دیتے"...... جولیا نے کہا۔

"ان صامالی قزاقوں نے سمندروں میں ایسی حکومت قائم کر رکھی ہے کہ سپر پاورز بھی ان کے مقابل نہیں آتیں۔ یہ انفرادی کام نہیں ہو سکتا۔ لازماً کوئی تنظیم بنی ہوئی ہو گی۔ ایسی تنظیم کا خاتمہ ضروری ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"جولیا ٹھیک کہہ رہی ہے۔ چیف کو جذباتی باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بہرحال میں معلومات حاصل کر لوں گا کہ یہ کون لوگ ہیں اور کس کے تحت یہ کام ہو رہا ہے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

ایکریمیا کے بین الاقوامی شہر ناراک کے مضافات میں سیاہ فام افراد کا ایک خصوصی کلب تھا جس کا مالک اور جنرل مینجر سیاہ فام راکس تھا۔ راکس ادھیڑ عمر تھا لیکن اس کا جسم کسی جنگلی بھینسے کی طرح پلا ہوا تھا۔ چہرہ بڑا تھا اور چہرے پر زخموں کے مندمل نشانات خاصی تعداد میں تھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس کی اب تک کی زندگی لڑنے بھڑنے میں ہی گزری ہے۔ راکس اپنے دور میں ایکریمیا کی انڈرورلڈ کا خاصا بڑا نام تھا۔ وہ ہر قسم کے جرائم میں ملوث رہتا تھا۔ پھر ایک حادثے میں اس کی ٹانگ کٹ گئی تو اس نے مصنوعی ٹانگ لگوا لی لیکن یہ مصنوعی ٹانگ اس قدر درست انداز میں لگائی گئی تھی کہ وہ اب نارمل افراد کی طرح اٹھتا بیٹھتا اور چلتا پھرتا تھا۔ جب تک اس ٹانگ سے کپڑا نہ اٹھایا جائے کسی کو خیال تک نہیں آ سکتا تھا کو اس کی ایک ٹانگ گھٹنے سے نیچے مصنوعی

ہے۔ راکس صامالی نژاد تھا لیکن پھر وہ طویل عرصے پہلے صامالیہ سے ایکریمیا شفٹ ہو گیا اور ایکریمیا کی انڈرورلڈ میں اس نے اپنا نام پیدا کر لیا۔ اس کے بعد یہ کلب اس نے خرید لیا۔ اس کلب کا پہلے نام کچھ اور تھا لیکن اب یہ راکس کلب کہلاتا تھا۔ راکس کا تعلق اب بھی جرائم سے تھا لیکن اس نے اب عام جرائم چھوڑ کر ایک بین الاقوامی تنظیم بلیک سن میں شمولیت اختیار کر لی تھی۔ وہ اس تنظیم کے ایک سپر ٹاپ سیکشن کا انچارج تھا۔ صامالی قزاقوں کے کئی گروپوں کا تعلق بھی بلیک سن سے تھا۔ اس طرح بلیک سن کے جرائم پیشہ گروپس جو سیاہ فام افراد پر مشتمل تھے اور تقریباً دنیا کے تمام بڑے چھوٹے ملکوں میں موجود تھے یہ سب بھی بلیک سن کے ہی تحت تھے۔ بلیک سن صرف جرائم پیشہ تنظیم ہی نہیں تھی بلکہ بلیک سن کا مقصد پوری دنیا پر سیاہ فاموں کی حکومت قائم کرنا تھا اس لئے بلیک سن میں ایسے خصوص سیکشن قائم کئے گئے تھے جو انتہائی خطرناک ہتھیار تیار کرنے یا ان کے لئے دنیا بھر سے سائنسدانوں کو اغوا کرنے میں ملوث تھے۔ ایسے سیکشنز نجانے تعداد میں کتنے تھے لیکن ان سب کو سپر ٹاپ سیکشنز کہا جاتا تھا۔ آگے ان کے نام تھے جیسے راکس سپر ٹاپ سیکشن۔ جس کا انچارج راکس تھا۔ اس کے تحت صامالی قزاقوں کے کئی گروپ تھے جو سپر ٹاپ سیکشن راکس کے لئے رقم اکٹھی کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ بعض اوقات ایکریمین حکومت بھی اپنے مخصوص مقاصد کے لئے انہیں استعمال کر

لیتی تھی اس لئے وہ ان قزاقوں کی کارروائیوں کو نظر انداز کر دیا کرتی تھی۔ صامالی قزاقوں کا دائرہ کار جنوبی بحر اوقیانوس اور بحر ہند تھا۔ ان دونوں سمندروں میں بے شمار چھوٹے بڑے جزیرے تھے جن کے بارے میں دنیا کو علم نہیں تھا اور نہ ہی کسی نقشے پر انہیں ظاہر کیا گیا تھا کیونکہ ایسے جزیرے سمندر میں ابھرتے اور ڈوبتے رہتے تھے۔ ایسے کئی جزائر پر راکس سپر ٹاپ سیکشن جسے عام طور پر راکس سیکشن کہا جاتا تھا، کا قبضہ تھا اور وہاں بلیک سن کی انتہائی خفیہ لیبارٹریز بنائی گئی تھیں جن میں انتہائی جدید اور طاقتور ہتھیاروں پر ریسرچ ہوتی رہتی تھی۔ راکس اپنے اس کلب میں ہی رہتا تھا۔ کلب کی چوتھی منزل اس کی رہائش گاہ کے طور پر مخصوص تھی۔ اس کے مہمان بھی یہیں رہا کرتے تھے۔ چوتھی منزل کے عقب میں ایک خصوصی راستہ بنایا گیا تھا تاکہ چوتھی منزل پر آنے جانے کے لئے کلب کے مین گیٹ اور ہال سے نہ آنا پڑے۔ کراس کلب سیاہ فام افراد کا پسندیدہ کلب تھا۔ اس لئے یہاں چوبیس گھنٹے کی سروس تھی اور تقریباً چوبیس گھنٹے ہی یہ سیاہ فام مرد اور عورتوں سے بھرا رہتا تھا۔ یہاں انتہائی سخت ڈسپلن قائم کیا گیا تھا اس لئے یہاں لڑائی جھگڑا بے حد کم ہوتا تھا۔ اگر ہو جاتا تو پھر وہاں موجود مسلح افراد پلک جھپکنے میں جھگڑا کرنے والوں کا خاتمہ کر کے ان کی لاشیں باہر سڑک پر پھینک دیتے تھے۔ پولیس بھی ادھر کا رخ کرتی ہوئی گھبراتی تھی اس لئے کہا جاتا تھا کہ کراس کلب سیاہ فام جرائم پیشہ افراد کا

قلعہ ہے۔ راکس اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل دیکھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

''ہاں بولو''...... راکس نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ وہ اسی انداز میں بات کرنے کا عادی تھا۔

''مجھے رپورٹ ملی ہے کہ آپ کے آدمیوں نے پاکیشیا کے سائنسدان کو ہلاک کر دیا ہے۔ کیا واقعی ایسا ہوا ہے''...... دوسری طرف سے ایکریمیا کے سیکرٹری سائنس نے سرد اور خشک لہجے میں کہا۔

''ہمارے آدمی نہیں بلکہ صامالی قزاقوں نے ایسا کیا ہے۔ جب انہوں نے جہاز کو اغوا کیا تو اس سائنسدان نے شدید مزاحمت کی اور ایک اغوا کار کو زخمی کر دیا جس پر اسے گولی مار دی گئی۔ مجھے بھی ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے''...... راکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ تو اس میں ملوث نہیں ہیں۔ یہ بات تو طے ہے یا نہیں''...... سیکرٹری سائنس نے کہا۔

''نہیں جناب۔ ہمارا اس سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے''...... راکس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پھر ٹھیک ہے۔ ورنہ ہمیں خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ کہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس آپ کے خلاف کام کرنا شروع نہ کر دے۔ اس طرح ایکریمیا کے بھی بہت سے معاملات ان کے سامنے آ سکتے ہیں۔

صامالی قزاقوں کے خلاف اگر وہ کام کرتے ہیں تو کرتے رہیں۔ اوکے''...... سیکرٹری سائنس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ یہ کون سی سروس ہے جس سے ایکریمیا کا سیکرٹری سائنس اس قدر خوفزدہ ہے''...... راکس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن ایک بار پھر وہ فائل پر جھک گیا۔ کئی گھنٹوں تک کام کرنے کے بعد راکس نے آفس سے اٹھنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ اس کے ذہن میں سیکرٹری سائنس کی بات آ گئی۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''کرنل جیمز بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''راکس بول رہا ہوں جیمز''...... راکس نے کہا۔

''اوہ تم۔ کوئی خاص بات''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''تم فیلڈ ایجنٹوں میں رہے ہو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بھی جانتے ہو''...... راکس نے کہا۔

''ہاں۔ انتہائی خطرناک سیکرٹ سروس ہے لیکن تمہارا اس سے کیا تعلق پیدا ہو گیا ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''میرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کا کوئی سائنسدان بحری جہاز پر سفر کر رہا تھا وہ جہاز صامالی قزاقوں نے اغوا کر لیا۔ سائنسدان نے مزاحمت کی تو اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ یہ

رپورٹ کسی نے سیکرٹری سائنس کو دے دی تو اس نے فون کر کے مجھ سے پوچھا کہ میرا تو اس پاکیشیائی ڈاکٹر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں نے اسے بتا دیا کہ صامالی قزاقوں میں ایک دو گروپ ہمارے ہیں لیکن یہ واردات ہمارے گروپ نے نہیں کی اور نہ ہی ہمارا اس سے کوئی تعلق ہے جس پر انہوں نے اطمینان کا اظہار کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ انہیں خدشہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے سروں پر نہ پہنچ جائے۔ میں تو اس بارے میں نہیں جانتا تھا اس لئے میں نے تم سے پوچھا ہے''...... راکس نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''یہ بہت اچھا ہوا کہ تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ واقعی انتہائی خطرناک ترین سروس ہے''...... کرنل جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہوں گے۔ بہرحال شکریہ''...... راکس نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے واپس مڑ کر رسیور اٹھا لیا۔

''ہاں بولو''...... راکس نے کہا۔

''سب ہیڈکوارٹر سے کال ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو راکس بے اختیار اچھل پڑا۔

''سب ہیڈکوارٹر سے۔ کراؤ بات''...... راکس نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہیلو۔ سب ہیڈکوارٹر''...... ایک مشینی سی آواز سنائی دی۔

''یس باس۔ راکس بول رہا ہوں''...... راکس نے اس با خاصے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کومبو اور اس کا گروپ کتنے افراد پر مشتمل ہے''...... باس نے پوچھا۔

''چھ افراد ہیں اس گروپ میں باس''...... راکس نے جواب دیا۔

''پاکیشیائی ڈاکٹر کو انہوں نے اغوا کیا تھا''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس باس''...... راکس نے چونک کر کہا۔

''کومبو کا نمبر ٹو کون ہے''...... باس نے پوچھا۔

''رالف باس''...... راکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کومبو یا رالف اور اس کے گروپ کے افراد تمہارے بارے میں یا سب ہیڈکوارٹر کے بارے میں کتنا جانتے ہیں''...... باس نے پوچھا۔

''کومبو میرے بارے میں جانتا ہے۔ سب ہیڈکوارٹر کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اور نہ ہی رالف اور نہ ہی اس کا گروپ میرے یا سب ہیڈکوارٹر کے بارے میں جانتا ہے''...... راکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کومبو کو فوراً ایک گھنٹے کے اندر فنش کر دو اور رالف کو اس کی

جگہ دے دو لیکن اپنے بارے میں تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف اپنا سیٹلائٹ فون نمبر اسے دے دینا''...... باس نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

''حکم کی تعمیل ہو گی باس۔ لیکن اس آرڈر کی وجہ جان سکتا ہوں''...... راکس نے کہا۔

''تو تم اب اس قابل ہو گئے ہو کہ سب ہیڈکوارٹر سے وجہ پوچھ سکو۔ یہ تمہارے لئے لاسٹ وارننگ ہے۔ آئندہ اگر تم نے وجہ پوچھی تو چند لمحوں بعد تمہاری لاش گٹر میں پڑی نظر آئے گی۔ یہ سب کچھ تمہارے تحفظ کے لئے کیا جا رہا ہے کیونکہ اطلاعات مل رہی ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے سائنسدان ڈاکٹر آفتاب کے قاتلوں سے انتقام لینے کے لئے کسی بھی وقت پاکیشیا سے روانہ ہو سکتی ہے اور وہ بہرحال کومبو تک لازماً پہنچ جائے گی کیونکہ کومبو نے ڈاکٹر آفتاب کی لاش پاکیشیا سفیر کے حوالے کی ہے اور کومبو سے وہ لوگ تمہارے سر پر اور تمہارے ذریعے سب ہیڈکوارٹر تک پہنچ سکتے ہیں۔ گو ہم ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں لیکن بلیک سن ابھی تک خفیہ تنظیم چلی آ رہی ہے۔ پھر یہ اوپن ہو جائے گی اور تمام سپر پاورز کی طاقتور ایجنسیاں بلیک سن کے خلاف کام شروع کر دیں گی جبکہ ہم ابھی اس قابل نہیں ہوئے کہ تمام دنیا کے سمندروں اور ممالک پر قبضہ کر سکیں۔ گو ہم جلد ہی اس قابل ہو جائیں گے لیکن فوری طور پر ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کومبو کی قربانی دے کر ہم تنظیم کو بچا

لیں گے۔ آئندہ نہ پوچھنا۔ ورنہ''...... باس نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راکس نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔ اس کا پورا جسم پسینے سے بھیگ گیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سب ہیڈکوارٹر اپنے احکامات کی بلا چوں چرا تعمیل چاہتا ہے جبکہ راکس کے منہ سے حیرت کی وجہ سے ایسا نکلا تھا کہ وہ سب ہیڈکوارٹر سے اس کے حکم کی وجہ پوچھ بیٹھا تھا۔ یہ تو اس کی خدمات تھیں جس کے لئے اسے فوری موت کی سزا دینے کی بجائے لاسٹ وارننگ دی گئی لیکن وہ وجہ سن کر مزید حیران ہوا تھا کہ آخر پاکیشیا سیکرٹ سروس ہے کیا کہ اس سے اتنی بڑی مضبوط اور انتہائی طاقتور بین الاقوامی تنظیم اس قدر خوفزدہ ہو رہی ہے کہ اپنے اہم آدمی کو خود ہلاک کرانے پر اتر آئی ہے۔ اسے کومبو کی اہمیت کا علم تھا لیکن اب مجبوری تھی۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

''حکم باس''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''صامالیہ میں کومبو کے اسسٹنٹ رالف کو کہو کہ وہ مجھے براہ راست اور فوراً فون کرے''...... راکس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''ہاں بولو''...... راکس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''رالف بول رہا ہوں باس۔ صامالیہ سے۔ آپ نے حکم دیا تھا

فون کرنے کے لئے۔ حکم دیجئے''...... رالف کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کومبو کہاں ہے''...... راکس نے پوچھا۔

''کومبو صامالیہ ہیڈکوارٹر میں ہی ہے لیکن علیحدہ کمرے میں ہے''...... رالف نے گول مول سا جواب دیا تو راکس سمجھ گیا کہ وہ کسی لڑکی کے ساتھ علیحدہ کمرے میں بیٹھا شراب پی رہا ہو گا۔

''اوکے۔ میرا حکم غور سے سنو۔ کسی قسم کا سوال کرنے کی جرأت نہ کرنا۔ کومبو نے پاکیشیائی ڈاکٹر آفتاب کی لاش پاکیشیائی سفیر کے حوالے کر کے بہت بڑی حماقت کی ہے۔ ہیڈکوارٹر نے اس کا انتہائی سخت نوٹس لیا ہے اس لئے کومبو کو فنش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تم نے ایک گھنٹے کے اندر کومبو کو ہلاک کر کے مجھے رپورٹ دینی ہے اور اب کومبو کی جگہ تم نے لینی ہے۔ فوراً حرکت میں آ جاؤ اور حکم کی تعمیل کرو''...... راکس نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا لیکن اس کے چہرے پر افسردگی کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ کومبو نے طویل عرصہ تک اس کا ساتھ دیا تھا اور اس نے ہی اسے صامالیہ میں ایڈجسٹ کیا تھا اور آج اسے ہی اس کی ہلاکت کا حکم دینا پڑا تھا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک سائنسی رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی۔ (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے رسالے سے نظریں ہٹائے بغیر اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ آپ اجازت دیں تو میں فلیٹ پر آ جاؤں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"آ جاؤ لیکن چائے نہیں مل سکے گی کیونکہ سلیمان مارکیٹ گیا ہوا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"میں خود چائے بنا لوں گا باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تو پھر آ جاؤ۔ نیکی اور پوچھ پوچھ"...... عمران نے کہا اور رسیور

رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی تو عمران نے رسالہ بند کر کے میز پر رکھا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"ٹائیگر ہوں باس"...... ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر ہو تو پھر کسی چڑیا گھر کا رخ کرو"...... عمران نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر کا چڑیوں سے کیا واسطہ باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران اس کی خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آؤ"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر ٹائیگر کے اندر داخل ہونے پر اس نے دروازہ بند کر دیا اور وہ دونوں سٹنگ روم میں آ کر بیٹھ گئے۔

"ہاں بتاؤ۔ کیا مسئلہ ہے"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ آپ نے صامالی قزاقوں کے بارے میں تفصیلی رپورٹ طلب کی تھی۔ وہ میں لے آیا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر کوٹ کی اندرونی جیب سے اس نے ایک فائل نکال کر عمران کے سامنے میز پر رکھ دی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر فائل اٹھا لی اور اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ فائل میں چار کاغذ تھے جن پر کمپیوٹر لکھائی موجود تھی۔ عمران جب چاروں صفحات پڑھ چکا تو اس نے فائل بند کر کے واپس میز پر رکھ دی۔

"تم نے خاصی تفصیل معلوم کر لی ہے۔ تمہاری رپورٹ کے مطابق وہاں بہت سے اغوا کار گروپس ہیں۔ جس کا داؤ لگ جاتا ہے وہ اغوا کر لیتا ہے اور پھر تاوان وصول کرتا ہے لیکن مین گروپ تو کوئی ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ کومبو گروپ مین گروپ ہے۔ آپ نے شاید یہ معلومات اس لئے حاصل کی ہیں کہ آپ ڈاکٹر آفتاب کی موت کا انتقام لینا چاہتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"سیکرٹ سروس ملکی مفادات کے لئے کام کرتی ہے۔ انفرادی مفادات یا انتقام کے لئے نہیں۔ ملٹری انٹیلی جنس نے جو رپورٹ چیف کو بھجوائی ہے اس کے مطابق ڈاکٹر آفتاب نے مزاحمت کی جس پر انہیں گولی مار دی گئی لیکن سرداور کا کہنا ہے کہ ڈاکٹر آفتاب انتہائی سادہ اور شریف آدمی ہے۔ وہ اس قدر مزاحمت کر ہی نہیں سکتے تھے کہ انہیں گولی مارنا پڑے اور پھر اغوا کنندگان لاش لے کر کیوں بیٹھے رہے۔ کیا انہوں نے لاش کا تاوان وصول کرنا تھا۔ اس سے یہ خدشہ ذہن میں ابھرتا ہے کہ ڈاکٹر آفتاب کی ہلاکت کسی اور مقصد کے لئے کی گئی ہے اور بتایا کچھ اور جا رہا ہے۔ اب تم نے بتایا ہے کہ کومبو گروپ وہاں کا بڑا اور طاقتور گروپ ہے جبکہ کومبو نے ہی صامالیہ میں پاکیشیا کے سفیر کے حوالے ڈاکٹر آفتاب کی لاش کی ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر آفتاب کو ہلاک بھی اسی گروپ نے

کیا ہے۔ کیوں کیا ہے۔ میں یہی معلوم کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"آپ اجازت دیں تو میں صامالیہ کا چکر لگا آؤں تاکہ اس معاملے میں تفصیلی معلومات حاصل کی جا سکیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تمہارے پاس وہاں کے لئے کوئی ٹپ موجود نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"ایک ٹپ ہے تو سہی باس۔ لیکن وہ لوگ بھاری معاوضہ طلب کریں گے اور زیادہ تفصیل بھی نہ بتا سکیں گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کون سی ٹپ ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"صامالیہ کے دارالحکومت ماگا میں ایک کلب ہے جس کا نام ہارڈ کلب ہے اس کے جنرل مینجر اور مالک کا نام کرشو ہے۔ وہ وہاں ماسٹر کرشو کہلاتا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسے فون کرو اور پوچھو کہ کتنا معاوضہ طلب کرتا ہے"۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹی سی ڈائری نکالی اور اسے کھول کر اس کے ورق پلٹنے شروع کر دیئے۔ پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں جم گئیں۔ چند لمحوں بعد اس نے ڈائری بند کر کے جیب میں ڈالی اور ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ ہارڈ کلب"...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ چیختی ہوئی

آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا انداز اور لہجہ بدمعاشوں جیسا ہی تھا۔

''پاکیشیا سے ٹائیگر بول رہا ہوں۔ ماسٹر کرشو سے بات کراؤ۔ انہیں ایکریمیا کے ایلڈر برادرز کا حوالہ دے دینا''...... ٹائیگر نے بھی سرد لہجے میں کہا۔

''ہولڈ کرو''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ کون بول رہا ہے۔ میں ماسٹر کرشو ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور کرخت سی آواز سنائی دی۔

''ایلڈر برادرز ایکریمیا کی کال آئی ہو گی۔ میں پاکیشیا سے ٹائیگر بول رہا ہوں''...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

''ہاں بولو۔ کیا چاہتے ہو''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کومبو گروپ نے پاکیشیا کا بحری جہاز اغوا کیا۔ جہاز کو تو بموں سے اڑا دیا گیا لیکن مسافروں اور عملے کے بدلے میں تاوان لے کر انہیں رہا کر دیا گیا البتہ پاکیشیا کے ایک سائنسدان ڈاکٹر آفتاب کی لاش یہ کہہ کر واپس کی گئی کہ اس نے مزاحمت کی تھی۔ میں ڈاکٹر آفتاب کی ہلاکت کی اصل وجہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے ایلڈر برادرز نے کہا تھا کہ تم اس سلسلے میں بہترین آدمی ہو''۔ ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ایلڈر برادرز نے درست کہا ہے لیکن میں معاوضہ بھی بہترین لیتا ہوں البتہ تم سے صرف پچاس لاکھ ڈالرز لوں گا کیونکہ تم ایلڈر

برادرز کے آدمی ہو''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''او کے۔ پھر میں ایلڈر برادرز کو فون کر دیتا ہوں۔ وہ خود ہی تم سے معلومات بھی حاصل کر لیں گے اور تمہیں معاوضہ بھی دے دیں گے۔ میں تو صرف دس لاکھ ڈالرز دے سکتا ہوں۔ بولو''...... ٹائیگر نے کہا اور عمران اس کی سودے بازی پر بے اختیار مسکرا دیا۔

''یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ تو سنو۔ میں تیس لاکھ ڈالرز لوں گا۔ اس سے ایک ڈالر بھی کم نہیں ہو گا۔ ہاں یا نہ میں جواب دو''۔ ماسٹر کرشو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں تمہیں پندرہ لاکھ ڈالرز دے سکتا ہوں۔ بولو ہاں یا نہ''۔ ٹائیگر نے بھی اس کے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب تمہیں کیا کہا جائے۔ چلو بیس لاکھ ڈالرز دے دینا۔ اب تو خوش ہو''...... ماسٹر کرشو نے کہا تو سامنے بیٹھے ہوئے عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''او کے۔ اپنا بنک اکاؤنٹ اور بنک کی تفصیلات بتا دو''۔ ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیلات بتا دی گئیں۔

''میں تمہیں معاوضہ بھجوا کر پھر فون کرتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے فون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف سے بینک مینجر نے جواب دیا تو ٹائیگر نے اسے بنک اکاؤنٹ اور بینک کے بارے میں تفصیلات بتاتے ہوئے بیس لاکھ ڈالرز ٹرانسفر کرنے کا کہہ دیا اور پھر رسیور

رکھ دیا۔

''یہ ایلڈر برادرز کون ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ایکریمیا کے گینگسٹر ہیں اور صامالیہ میں ان کا خاصا اثر و رسوخ ہے۔ یہاں پاکیشیا میں بھی ان کے آدمی موجود ہیں جو اسلحہ کی سمگلنگ میں ملوث ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میں چائے بنا لاؤں باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم نے پینی ہے تو بنا لو ورنہ سلیمان کو اگر معلوم ہو گیا کہ میں نے اس کی بجائے کسی اور کے ہاتھ کی بنی ہوئی چائے فلیٹ میں بیٹھ کر پی ہے تو آئندہ مجھے چائے نہیں ملے گی''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

''باس۔ ڈاکٹر آفتاب کی ہلاکت آپ کے خیال کے مطابق کیوں ہوئی ہو گی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''اس لئے باس کہ یہ کومبو گروپ سر سے پیر تک بدمعاش بتائے جاتے ہیں۔ انہیں ڈاکٹر آفتاب سے کیا کام ہو سکتا ہے جس کے لئے انہیں اغوا کیا گیا اور پھر انہیں ہلاک کیا گیا۔ یہ لوگ تو شاید سائنس کے لفظ سے بھی واقف نہ ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جو کچھ بھی ہے سامنے آ جائے گا۔ اگر ڈاکٹر آفتاب کی ہلاکت کسی سازش کے تحت نہیں ہوئی تو پھر معاملہ ختم ہو جائے گا ورنہ ہم

اس سازش کا سراغ لگائیں گے''...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد ٹائیگر نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''ییس ہارڈ کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا سے ٹائیگر بول رہا ہوں۔ ماسٹر کرشو سے بات کراؤ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہولڈ کرو''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ ماسٹر کرشو بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد بھاری سی آواز سنائی دی۔

''ماسٹر کرشو۔ معاوضہ پہنچ گیا ہے تمہارے اکاؤنٹ میں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن پہلے یہ بتاؤ کہ کیا تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے''...... ماسٹر کرشو نے کہا تو ٹائیگر کے ساتھ ساتھ عمران بھی بے اختیار چونک پڑا۔

''سیکرٹ سروس کا کیا تعلق ہم جیسے لوگوں کے ساتھ۔ کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس لئے کہ یہاں کومبو کو خود اس کے گروپ کے آدمی نے گولی مار دی ہے اور بتایا یہ جا رہا ہے کہ پاکیشیائی ڈاکٹر کی ہلاکت

کا انتقام لینے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آ رہی ہے اور وہ کومبو کے ذریعے آگے بڑے لوگوں تک پہنچ جائے گی۔ اس لئے انہیں روکنے کے لئے کومبو کو ہلاک کر دیا گیا ہے''...... ماسٹر کرشو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ایسا کس کے کہنے پر کیا گیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ کسی کو بھی معلوم نہیں ہے۔ کومبو کے تحت ایک گروپ تھا جو یہاں کا بے حد طاقتور گروپ سمجھا جاتا تھا۔ کومبو کو یہاں بے تاج بادشاہ کی حیثیت حاصل تھی۔ پھر اچانک پتہ چلا کہ اس کے اسسٹنٹ نے اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے اور ہلاک کرنے والا رالف ہے جو اب اس گروپ کا انچارج ہے۔ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بات کی ہے''...... ماسٹر کرشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر آفتاب کی ہلاکت کے بارے میں کیا تفصیل ہے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''جس جہاز پر ڈاکٹر آفتاب سفر کر رہا تھا اس کو اغوا اس لئے کیا گیا تھا کہ اس پر سائنسدان سوار تھا۔ پھر جہاز کو اس لئے بموں سے اڑا دیا گیا کہ اس کی لاگ بک سے معلوم ہو جاتا کہ یہ جہاز اس راستے پر سفر کر رہا تھا جس راستے پر صامالی قزاق کام نہیں کرتے اور اسے بہت دور سے گھیر کر ادھر لایا گیا تھا۔ اس کے بعد مسافروں اور عملے کو انتہائی کم تاوان پر چھوڑ دیا گیا کیونکہ ان کا

مقصد اس سے رقم اکٹھی کرنا نہیں تھا۔ پھر سائنسدان کو ایک موٹر بوٹ میں بیٹھا کر کومبو اور اس کا گروپ کسی نامعلوم جزیرے پر لے گیا جس کے بعد دوسرے روز اس کی لاش واپس لائی گئی اور پھر اس لاش کو پاکیشیائی سفیر کے حوالے اس شرط پر کیا گیا کہ وہ سائنسدان کے بارے میں تفصیلات معلوم نہیں کریں گے''...... ماسٹر کرشو نے کہا۔

''کون سے جزیرے پر لے جایا گیا۔ سائنسدان کو''۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

''یہ کسی کو معلوم نہیں کیونکہ کھلے سمندر میں کئی چھوٹے بڑے ایسے جزیرے ہیں جو ویران اور سنسان پڑے رہتے ہیں۔ کبھی یہ سمندر سے باہر آ جاتے ہیں اور کبھی ڈوب جاتے ہیں''...... ماسٹر کرشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''موٹر بوٹ کیپٹن سے تو معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''وہ بھی کومبو گروپ کا ہی آدمی ہے اور موٹر بوٹ بھی اسی گروپ کی ہے اس لئے وہ کیسے بتا سکتے ہیں''...... ماسٹر کرشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس گروپ کی نشست و برخاست کہاں رہتی ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''یہاں ماگا میں بلیک کلب مشہور ہے۔ پہلے کومبو اس کا جنرل

منیجر تھا۔ اب رالف ہے''...... ماسٹر کرشو نے کہا۔

''یہ رالف وہی ہے جس نے کومبو کو ہلاک کیا ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''ہاں وہی ہے۔ البتہ میرا نام سامنے نہ آئے ورنہ مجھے میرے کلب سمیت فنا کر دیا جائے گا۔ یہ لوگ حد درجہ سفاک، ظالم اور طاقتور ہیں''...... ماسٹر کرشو نے کہا۔

''تم فکر مت کرو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مجھے ایلڈر برادرز نے تسلی دلائی تھی اس لئے میں نے تمہارا کام کیا ہے۔ اب تم خیال رکھنا''...... ماسٹر کرشو نے کہا۔

''او کے۔ بے فکر رہو''...... ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''کومبو کی ہلاکت اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں وہاں پہنچنے والی اطلاعات بتا رہی ہیں کہ دال میں کچھ کالا نہیں بلکہ ساری دال ہی کالی ہے۔ لازماً اس جزیرے پر جہاں ڈاکٹر آفتاب کو لے جایا گیا ہو گا وہاں کسی خاص میزائل پر کام ہو رہا ہو گا اور کسی سائنسی رکاوٹ کے بارے میں ڈاکٹر آفتاب کو استعمال کیا گیا ہے کیونکہ سرداور بتا رہے تھے کہ ڈاکٹر آفتاب میزائل ٹیکنالوجی سے متعلق تھے اور اسی سلسلے میں ایک سائنس کانفرنس میں اپنا مقالہ پڑھنے گئے تھے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن انہیں فوری ہلاک کیوں کر دیا گیا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ایک تو یہ کہ انہیں اس بارے میں معلوم تھا وہ انہوں نے بتا

دیا ہو گا۔ دوسرا یہ کہ انہوں نے بتانے سے انکار کر دیا ہو گا۔ ویسے دوسری صورت ہوتی تو انہیں وہاں رکھ کر ان پر دباؤ ڈالا جاتا۔ فوری ہلاکت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ وہ بتا سکتے تھے انہوں نے بتا دیا اور اب وہ چونکہ ان کے لحاظ سے فارغ ہو چکے تھے اس لئے انہیں ہلاک کر دیا گیا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن باس۔ میزائل ٹیکنالوجی پر مبنی کسی لیبارٹری کا تعلق ان بدمعاشوں، اغوا کاروں سے کیسے ہو سکتا ہے۔ ایسے کام تو کسی ملک کی سرکاری ایجنسی کرتی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ سب کچھ اب وہاں جا کر معلوم ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کیسے وہاں خبریں پہنچ رہی ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس سے یہ خبریں لیک ہو رہی ہیں کیونکہ سرداور نے کئی بار مجھ سے اس سلسلے میں بات کی ہے اور سرداور کا ملٹری انٹیلی جنس سے قریبی رابطہ رہتا ہے کیونکہ تمام لیبارٹریوں کی سیکورٹی ملٹری انٹیلی جنس کے پاس ہے''...... عمران نے کہا۔

''باس اب اس مشن پر ملٹری انٹیلی جنس کام کرے گی یا پاکیشیا سیکرٹ سروس''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''سپر سیکرٹ سروس کی ٹیم کام کرے گی''...... عمران نے جواب

دیا تو ٹائیگر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''سپر سیکرٹ سروس کی ٹیم۔ وہ کون ہیں باس''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں، تم، جوزف اور جوانا''...... عمران نے جواب دیا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

رالف بلیک کلب میں اپنے آفس میں بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا۔ کومبو کے بعد اب چونکہ وہ گروپ کا سربراہ تھا اس لئے یہ آفس جس میں پہلے کومبو بیٹھتا تھا اب رالف بیٹھا کرتا تھا لیکن رالف کو فائلیں پڑھنے سے نفرت تھی اس لئے وہ صرف فون اور پیغامات وصول کرتا تھا اور زبانی ہی احکامات دے دیتا تھا۔ باقی وقت وہ شراب پینے میں گزار دیتا تھا۔ شراب کا وہ اس قدر عادی تھا کہ دن رات مسلسل شراب پینے کے باوجود اس کو معمولی سا نشہ بھی نہ ہوتا تھا۔ جسمانی طور پر بھی وہ نہ صرف دیو ہیکل قدوقامت کا مالک تھا بلکہ اس کا چہرہ قدرتی طور پر بڑا اور پتھر کی طرح سخت تھا اس لئے اسے دیکھنے والا خودبخود اس سے مرعوب ہو جاتا تھا۔ کومبو کی زندگی میں بھی گروپ کے سارے عملی کام رالف کے ہی ذمے تھے اور وہی کرتا تھا جبکہ کومبو احکامات دیتا تھا۔ رالف آفس

میں بیٹھا شراب پی رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی شراب کی بوتل میز پر رکھی اور رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... رالف نے سخت لہجے میں کہا۔

''اسٹانا بول رہا ہوں باس۔ ایک ضروری اطلاع دینی ہے۔ آپ اجازت دیں تو آفس میں حاضر ہو جاؤں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''فون پر بتاؤ۔ خواہ مخواہ اپنی اہمیت نہ جتایا کرو نانسنس''۔ رالف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''باس۔ ہارڈ کلب کے ماسٹر کرشو نے کسی کو آپ کے بارے میں، کومبو کے بارے میں اور سائنسدان کے بارے میں معلومات فون پر مہیا کی ہیں اور اس نے بیس لاکھ ڈالرز وصول کئے ہیں''۔ اسٹانا نے کہا تو رالف بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''بیس لاکھ ڈالرز۔ اتنا بھاری معاوضہ کس نے دیا ہے''۔ رالف نے کہا۔

''صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ یہ رقم پاکیشیا سے ٹرانسفر ہو کر ماسٹر کرشو کے اکاؤنٹ میں جمع ہوئی ہے''...... اسٹانا نے کہا۔

''کیا باتیں ہوئی ہیں۔ فون کال ریکارڈ کی گئی ہے''...... رالف نے پوچھا۔

''نہیں باس۔ ماسٹر کرشو کا فون سیکرٹری ہے شاگو۔ اس نے یہ باتیں سننے کی کوشش کی ہے لیکن چونکہ ماسٹر کرشو سپیشل فون استعمال کر رہا تھا اس لئے مکمل بات چیت نہیں سنی جا سکی البتہ جو الفاظ سنے جا سکے ہیں وہ میں نے آپ کو بتا دیئے ہیں''...... اسٹانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیا کا مطلب ہے کہ ماسٹر کرشو نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہمارے بارے میں معلومات مہیا کی ہیں۔ ماسٹر کرشو اب کہاں ہے''...... رالف نے کہا۔

''وہ اپنے کلب کے آفس میں موجود ہے باس''...... اسٹانا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اس سے بات کرتا ہوں''...... رالف نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے سے پہلے فون کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ ہارڈ کلب''...... ایک چیختی ہوئی مردانہ آواز سنائی دی۔

''رالف بول رہا ہوں بلیک کلب سے''...... رالف نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ یس سر۔ میں بات کراتا ہوں سر''...... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو۔ کرشو بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد کرشو کی بھاری

آواز سنائی دی۔

''رالف بول رہا ہوں ماسٹر کرشو''...... رالف نے کہا۔

''اوہ تم۔ آج کیسے یاد کر لیا مجھے۔ کومبو تو روزانہ مجھے فون کرتا تھا''...... دوسری طرف سے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ باس کومبو تمہیں اپنا استاد کہتے تھے اور میں بھی سمجھتا ہوں۔ ایک اہم معاملہ پر تم سے مشورہ کرنا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ کلب کی بجائے رہائش گاہ پر مشورہ ہو جائے''...... رالف نے کہا۔

''کس سلسلے میں مشورہ کرنا چاہتے ہیں''...... ماسٹر کرشو نے کہا۔

''اپنے گروپ کے بارے میں مجھے معاملات کچھ مشکوک لگ رہے ہیں۔ تم سمجھ تو گئے ہو گے۔ میں چاہتا ہوں تفصیل سے بات ہو جائے''...... رالف نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میری رہائش گاہ پر آ جاؤ۔ میں ابھی اٹھ پڑتا ہوں ورنہ میں رات گئے واپس جاتا ہوں''...... ماسٹر کرشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''شکریہ۔ کتنی دیر میں پہنچ جاؤ گے''...... رالف نے پوچھا۔

''آدھے گھنٹے کے اندر''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوکے۔ میں پہنچ جاؤں گا۔ گڈ بائی''...... رالف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''آج تمہیں معلوم ہو گا ہمارے بارے میں معلومات مہیا

کرنے کا نتیجہ''......رالف نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے شراب کی بوتل اٹھائی اور تقریباً نصف گھنٹے بعد اس کی نئے ماڈل کی سیاہ کلر کی کار تیزی سے اس رہائشی کالونی کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی جہاں ماسٹر کرشو کی رہائش گاہ تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ رہائش گاہ کے ڈرائنگ روم میں پہنچ چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ماسٹر کرشو جو قدرے زیادہ عمر کا تھا ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ دونوں نے مصافحہ کیا اور پھر وہ آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ اسی لمحے ملازم نے ٹرے میں رکھی ہوئی شراب کی ایک بوتل اور دو گلاس ان کے درمیان میز پر رکھے اور خالی ٹرے اٹھا کر واپس چلا گیا تو ماسٹر کرشو نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا، دونوں گلاسوں میں شراب انڈیلی اور پھر بوتل کا ڈھکن بند کر کے واپس میز پر رکھی اور خود اپنے سامنے موجود گلاس اٹھا لیا۔ رالف نے شراب کی بوتل کو گردن سے پکڑ کر اٹھایا اور دوسرے لمحے بوتل فضا میں گھومتی ہوئی پوری قوت سے سامنے بیٹھے ماسٹر کرشو کے سر پر پڑی اور چھناکے کی آواز کے ساتھ ہی ماسٹر کرشو کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ صوفے پر ہی پہلو کے بل گرا اور پھر گھوم کر نیچے فرش پر جا گرا۔ رالف نے بے ہوش پڑے ہوئے ماسٹر کرشو کو چیک کیا اور پھر جیب سے مشین پسٹل نکال کر وہ دوڑتا ہوا ڈرائینگ روم سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس نے جھک کر فرش پر پڑے ہوئے ماسٹر کرشو کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور ڈرائینگ روم سے باہر آ کر وہ پورچ میں

موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کار کا عقبی دروازہ کھولا اور کاندھے پر لدے ہوئے ماسٹر کرشو کو عقبی سیٹ اور فرنٹ سیٹ کے درمیان ڈالا اور عقبی سیٹ پر موجود کپڑا اس نے کھینچ کر بے ہوش پڑے ماسٹر کرشو پر ڈال دیا۔ پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے پھاٹک کھول دیا اور واپس آ کر کار میں بیٹھا اور چند لمحوں بعد اس کی کار کوٹھی سے باہر پہنچ چکی تھی۔ اس نے کار سائیڈ پر روکی اور خود کار سے نیچے اتر کر وہ واپس کوٹھی کے اندر گیا۔ اس نے بڑا پھاٹک بند کر کے اندر سے لاک کیا اور پھر چھوٹی کھڑکی کھول کر وہ باہر آیا۔ اس نے کھڑکی کو بند کیا لیکن باہر سے کنڈی نہ لگائی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ باہر سے کنڈی لگی دیکھ کر کوئی بھی چونک سکتا تھا۔ کوٹھی کے اندر چار ملازم اور دو عورتیں موجود تھیں جنہیں اس نے بے دردی سے سائیلنسر لگے مشین پسٹل سے ہلاک کر دیا تھا چونکہ اس نے اپنے کلب سے روانہ ہوتے ہوئے یہ سارا پلان بنا لیا تھا اس لئے وہ مکمل طور پر تیار ہو کر اور خاص طور پر سائیلنسر لگا مشین پسٹل ساتھ لے آیا تھا۔ کار میں بیٹھ کر وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور کالونی میں پہنچ گیا۔ یہاں اس کے گروپ کی ایک کوٹھی موجود تھی۔ اس نے مخصوص انداز میں ہارن دیا تو چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک مسلح نوجوان باہر آیا۔

''پھاٹک کھولو''...... ڈرائیونگ سیٹ پر موجود رالف نے کہا۔

''یس سر''...... نوجوان نے جھٹکا کھاتے ہوئے کہا اور تیزی سے

مڑ کر واپس اندر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد بڑا پھاٹک کھل گیا تو رالف نے کار اندر کی طرف بڑھا دی اور پھر اسے سائیڈ پر بنے ہوئے وسیع و عریض پورچ میں لے جا کر روک دیا اور خود نیچے اترا تو برآمدے سے ایک دیو ہیکل سیاہ فام اتر کر تیزی سے اس کی طرف آنے لگا۔ یہ راڈ تھا۔ اس پوائنٹ کا انچارج اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں رالف کو سلام کیا۔

''باس آپ مجھے حکم دے دیتے۔ آپ نے خواہ مخواہ تکلیف کی''...... راڈ نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کار میں ہارڈ کلب کا جنرل مینجر ماسٹر کرشو بے ہوش پڑا ہوا ہے اسے اٹھا کر اندر لے جاؤ اور کرسی پر رسی سے اچھی طرح باندھ دو۔ یہ کام جلدی کرو کیونکہ اسے میں نے سر پر بوتل مار کر بے ہوش کیا ہے۔ اسے کسی بھی وقت ہوش آ سکتا ہے''...... رالف نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ برآمدے میں ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ اندر داخل ہوا۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ یہ راڈ کا آفس تھا ایک سائیڈ پر ریک میں شراب کی بوتلیں موجود تھیں۔ رالف نے ایک بوتل اٹھائی اور ریوالونگ کرسی پر بیٹھ کر اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل منہ سے لگا لی۔ آدھی بوتل پی کر اس نے بوتل ہٹائی اور پھر چند لمحوں بعد دوبارہ بوتل کو منہ سے لگا لیا اور اس بار اس نے بوتل میں موجود آخری قطرہ بھی حلق میں انڈیل لیا تو بوتل اس نے سائیڈ پر

موجود ایک بڑی ٹوکری میں پھینک دی۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد راڈ اندر داخل ہوا۔

"حکم کی تعمیل ہوگئی ہے باس"...... راڈ نے کہا۔

"اسے ہوش تو نہیں آیا"...... رالف نے پوچھا۔

"نہیں باس۔ راڈ نے جواب دیا تو رالف سر ہلاتا ہوا اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں داخل ہوا تو وہاں ایک کرسی پر ماسٹر کرشو رسی سے بندھا ہوا موجود تھا البتہ اس کے جسم میں حرکت کے آثار نظر آنے لگے تھے۔

"یہ آسانی سے زبان نہیں کھولے گا۔ اس لئے کوڑا لے آؤ"۔ رالف نے سامنے موجود کرسی پر بیٹھے ہوئے راڈ سے کہا تو راڈ سر ہلاتا ہوا مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ماسٹر کرشو ایک جھٹکا کھا کر سیدھا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں کھول دیں اسی لمحے راڈ ہاتھ میں ایک بڑا سا کوڑا پکڑے اندر داخل ہوا اور رالف کے عقب میں کھڑا ہوگیا۔

"یہ۔ یہ کیا ہے۔ تم رالف۔ یہ سب کیا ہے۔ کہاں ہوں میں"۔ کرشو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں سامنے بیٹھے ہوئے رالف کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر کرشو۔ پہلے یہ سن لو کہ تم ہمارے خفیہ پوائنٹ پر ہو۔ تمہیں تمہاری رہائش گاہ سے بے ہوش کر کے یہاں لایا گیا ہے اور

تمہاری رہائش گاہ میں موجود تمام ملازمین مردوں اور عورتوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے"...... رالف نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ تم نے ایسا کیوں کیا۔ تم تو مجھ سے مشورہ چاہتے تھے۔ پھر"...... ماسٹر کرشو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ تم نے ہمارے خلاف پاکیشیا کے کسی آدمی کو معلومات مہیا کی ہیں اور پاکیشیا سے تمہارے اکاؤنٹ میں بیس لاکھ ڈالرز ٹرانسفر کئے گئے ہیں۔ گوتم نے سپیشل فون استعمال کیا جس کی وجہ سے گفتگو ٹیپ نہ ہو سکی اور نہ ہی مکمل طور پر سنی اور سمجھی جا سکی لیکن اس قدر الفاظ سمجھ میں آ گئے کہ ان سے معلوم ہوا کہ تم نے میرے بارے میں، باس کومبو کے بارے میں اور پاکیشیائی سائنسدان کے بارے میں معلومات مہیا کی ہیں۔ انکار کرنے یا کوئی بہانہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ حتمی بات ہے البتہ تمہیں زندہ چھوڑا جا سکتا ہے اگر تم مجھے بتا دو کہ تم نے کس کو یہ معلومات مہیا کی ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یا کسی اور کو اور کیا تفصیل بتائی ہے اور سنو۔ دوسری صورت میں تمہیں بتانا تو پڑے گا لیکن تمہارے جسم کے ٹکڑے اڑا دیئے جائیں گے۔ بولو۔ جواب دو"...... رالف نے کہا تو ماسٹر کرشو نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اور اگر تم نے میری باتوں پر یقین نہ کیا تو پھر میں کیا کروں گا"...... ماسٹر کرشو نے کہا۔

"تم حلف اٹھا کر کہو کہ تم سچ بولو گے تو میں یقین کر لوں گا"۔

رالف نے کہا۔

''اور تم بھی حلف اٹھا کر کہہ دو کہ تم معلومات کے بعد مجھے زندہ چھوڑ دو گے تو میں حلف دینے کے لئے تیار ہوں''...... ماسٹر کرشو نے کہا تو رالف نے حلف اٹھا کر کہہ دیا کہ اگر ماسٹر کرشو سب کچھ بتا دے گا تو رالف اسے زندہ چھوڑ دے گا۔ اس کے بعد ماسٹر کرشو نے بھی حلف اٹھا کر کہا کہ وہ جو کچھ بتائے گا سب کچھ سچ بتائے گا۔

''ٹھیک ہے۔ اب بتا دو۔ وہ لوگ غیر ملکی ہیں جبکہ ہم تم نے یہاں اکٹھے رہنا ہے''...... رالف نے کہا۔

''ایکریمیا کے گینگسٹر ایلڈر برادرز کو تم جانتے ہو۔ میرے سارے کاروبار کے پیچھے بھی وہی ہیں۔ ایلڈر نے مجھے فون کر کے کہا کہ پاکیشیا کا ایک آدمی جس کا نام ٹائیگر ہے مجھ سے معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کی گارنٹی دی جا سکتی ہے کہ یہ معلومات آگے ٹرانسفر نہیں کی جائیں گی۔ پھر اس ٹائیگر کا فون آیا۔ اس نے کومبو گروپ اور پاکیشیائی سائنسدان ڈاکٹر آفتاب کے بارے میں معلومات لینے کے لئے کہا۔ میں نے اس سے پچاس لاکھ ڈالرز طلب کئے۔ بہرحال بیس لاکھ ڈالرز میں سودا ہو گیا۔ اس نے میرے اکاؤنٹ میں بیس لاکھ ڈالرز ٹرانسفر کر دیئے تو میں نے اسے بتایا کہ کومبو کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور سائنسدان کو ایک موٹر بوٹ کے ذریعے کسی نامعلوم جزیرے پر لے جایا گیا ہے اور

پھر دوسرے روز وہاں سے اس کی لاش واپس آئی اور پھر لاش پاکیشیائی سفیر کے حوالے کر دی گئی اور یہ بھی میں نے اسے بتایا کہ اب کومبو کی جگہ رالف نے لے لی ہے اور اب بلیک کلب میں کومبو کی جگہ رالف بیٹھتا ہے''...... ماسٹر کرشو نے کہا۔

''اور کچھ''...... رالف نے کہا۔

''نہیں۔ اس سے زیادہ ایک لفظ بھی نہیں''...... ماسٹر کرشو نے جواب دیا۔

''او کے۔ اب میں اپنے حلف کے مطابق تمہیں زندہ چھوڑ کر جا رہا ہوں البتہ راڈ نے کوئی حلف نہیں لیا''...... رالف نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے فائرنگ کی تیز آواز کے ساتھ ہی ماسٹر کرشو کی چیخ گونجی لیکن رالف رکنے کی بجائے آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ دوبارہ راڈ کے آفس میں آ کر بیٹھ گیا تھا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ کراس کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''بلیک کلب سے رالف بول رہا ہوں۔ میری چیف راکس سے بات کراؤ''...... رالف نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ راکس بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد

سخت لہجے میں کہا گیا۔

''رالف بول رہا ہوں چیف۔ ماگا سے''...... رالف نے کہا۔

''ہاں بولو۔ کیا بات ہے''...... راکس نے کہا تو رالف نے اسٹا کی کال سے لے کر اب تک کے تمام حالات تفصیل سے بتا دیئے۔

''ماسٹر کرشو کو ہلاک کر کے تم نے اچھا کیا ہے لیکن اس کی لاش کسی ویران جگہ پر پھینکوا دو''...... راکس نے کہا۔

''لیس چیف''...... رالف نے کہا۔

''میں ایلڈر برادرز سے معلوم کرتا ہوں کہ یہ ٹائیگر کون ہے اور وہ کیوں اس معاملے میں دلچسپی لے رہا ہے''...... راکس نے کہا۔

''میرے لئے کیا حکم ہے چیف''...... رالف نے کہا۔

''تم نے اپنے ساتھیوں سمیت ہوشیار رہنا ہے۔ جب تک میں اس معاملے کے بارے میں پوری تفصیل معلوم نہ کر لوں''۔ راکس نے کہا۔

''لیس چیف''...... رالف نے کہا۔

''ٹائیگر کے بارے میں معلومات حاصل کر کے میں اسی نمبر پر تمہیں فون کرتا ہوں''...... راکس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رالف نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے رسیور رکھتے ہی باہر موجود راڈ اندر داخل ہوا۔ وہ شاید رالف کے فون کی وجہ سے باہر ہی رک گیا تھا۔

''میرے لئے کیا حکم ہے باس''...... راڈ نے کہا۔

''ماسٹر کرشو کی لاش کسی ویران علاقے میں پھینکوا دو''...... رالف نے کہا۔

''لیس باس''...... راڈ نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ رالف نے اٹھ کر ریک سے ایک اور شراب کی بوتل اٹھائی اور اسے کھول کر منہ سے لگا لیا۔ پھر دو تین لمبے گھونٹ لے کر اس نے بوتل ہٹائی اور پھر اس طرح رک رک کر وہ شراب پیتا رہا۔ پھر شراب کی خالی بوتل اس نے ٹوکری میں پھینکی ہی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رالف نے رسیور اٹھا لیا۔

''لیس رالف بول رہا ہوں''...... رالف نے کہا۔

''چیف راکس سے بات کرو''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''چیف۔ میں رالف بول رہا ہوں''...... رالف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں نے ایلڈر برادرز سے ٹائیگر کے بارے میں بات کی ہے اور معلومات حاصل کی ہیں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ ٹائیگر پاکیشائی انڈر ورلڈ میں کام کرتا ہے اور اسے بہترین ٹریسر سمجھا جاتا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے کسی ایجنٹ عمران کا شاگرد ہے اور اس کے لئے بھی کام کرتا ہے۔ اس سے میری سمجھ میں یہ بات آئی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اس ٹائیگر کو ہائر کیا ہو گا کہ وہ سائنسدان کی ہلاکت کے بارے

میں معلومات حاصل کرے اور اس نے ماسٹر کرشو سے یہ معلومات حاصل کر لی ہیں''......راکس نے کہا۔

''یس باس''...... رالف نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تاکہ اپنے کلب جا سکے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو حسب روایت بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

''بیٹھو''...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی وہ اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ ڈاکٹر آفتاب کے بارے میں تازہ ترین معلومات کیا ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے ٹائیگر کے فلیٹ پر آنے اور پھر اس کی ماگا کے ماسٹر کرشو سے ہونے والی بات چیت کے بارے میں بتا دیا۔

''مطلب ہے کہ اسے پہلے کسی جزیرے پر لے جایا گیا۔ پھر اسے ہلاک کیا گیا جبکہ بتایا یہی گیا کہ ڈاکٹر آفتاب نے مزاحمت کی جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے اس جزیرے پر میزائل کے بارے میں کوئی کام ہو رہا ہے''...... بلیک زیرو نے

کہا۔

''ہاں۔ ڈاکٹر آفتاب کا تعلق میزائل ٹیکنالوجی سے تھا۔ وہاں بھی یہی کام کیا جا رہا ہو گا اور کسی سائنسی رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے ڈاکٹر آفتاب کو اغوا کیا گیا اور جب کام ہو گیا تو اسے ہلاک کر دیا گیا''...... عمران نے کہا۔

''تو اب آپ اس جزیرے پر موجود لیبارٹری کو تباہ کرنے جائیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''دنیا میں سینکڑوں ملک اور تنظیمیں سائنسی کام کرتی رہتی ہیں۔ ہم کس کس کا خاتمہ کریں گے۔ ویسے ہمارے اپنے ملک کی لیبارٹریاں بھی تو ایسے ہی کام کر رہی ہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ کوئی مشن نہیں بنتا''...... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر آفتاب کی گمشدگی تو مشن بنتا تھا لیکن اب اس کی لاش واپس آ چکی ہے اور اس کا انتقام لینے کا کام تو سیکرٹ سروس کا نہیں ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہمارا ایک سائنسدان ہلاک کر دیا گیا ہے اور ہم اگر اسی طرح خاموش رہے تو پھر ایک بھی سائنسدان زندہ نہیں بچے گا''...... اس بار بلیک زیرو نے قدرے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم جس سیٹ پر بیٹھے ہو

اس سیٹ کے تقاضے ہیں کہ تم جذباتی انداز میں مت سوچو بلکہ ٹھوس حقائق کو سامنے رکھ کر فیصلے کرو۔ مجھے اس سارے معاملے کے پیچھے کوئی بڑی تنظیم نظر آ رہی ہے ورنہ یہ کام صامالی قزاقوں کا نہیں ہے کہ وہ کسی سائنسدان کو اس انداز میں اغوا کریں اور پھر اسے کسی خفیہ جزیرے پر لے جا کر ہلاک کر دیں اور پھر اس کی لاش بھی واپس کر دیں۔ یہ سب کسی گریٹ گیم کا حصہ ہے اور ہمیں گریٹ گیم کا پتہ چلانا ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ مجھے کہہ رہے تھے کہ میں جذباتی نہ بنوں لیکن اب آپ صرف اندازوں سے بات کر رہے ہیں۔ معاف کیجئے گا اندازوں پر سیکرٹ سروس کو حرکت میں نہیں لایا جا سکتا''...... بلیک زیرو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا لیکن آخر میں وہ خود ہی ہنس پڑا۔

''میں نے کب کہا ہے کہ مشن پر سیکرٹ سروس کو بھیجو۔ میں اپنے ساتھ سپر سیکرٹ سروس کو لے جاؤں گا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

''سپر سیکرٹ سروس۔ وہ کون سی ہے''...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''جب یہ سروس پاکیشیا میں ہوتی ہے تو سنیک کلرز کہلاتی ہے اور جب ملک سے باہر جاتی ہے تو سپر سیکرٹ سروس کہلاتی ہے۔ مطلب ہے میں، میرا شاگرد ٹائیگر، جوزف اور جوانا''...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"سپر سیکرٹ سروس مشن تو مکمل کر لے گی لیکن آپ کو چیک نہیں ملے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اسی لئے تو بیچاری سپر سیکرٹ سروس یا سنیک کلرز دونوں ہی صورتوں میں مفلوج ہو چکی ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ سپر سیکرٹ سروس کی بجائے صرف سیکرٹ سروس کو ساتھ لے جائیں تاکہ آپ کو چیک تو مل سکے"۔ بلیک زیرو نے کہا

"ابھی تو تم خود کہہ رہے تھے کہ اندازوں پر سیکرٹ سروس کو حرکت میں نہیں لایا جا سکتا۔ اب خود ہی تیار ہو گئے ہو"...... عمران نے کہا۔

"میں تو آپ کو چیک دینے کے لئے کہہ رہا ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہارے منہ سے نکلا ہوا لفظ چیک میرے کانوں میں مدھر ساز بجانا شروع کر دیتا ہے لیکن جب چیک ملتا ہے تو پھر پتہ چلتا ہے کہ چڑیا کی چونچ میں دانہ اور اونٹ کے منہ میں زیرہ کی مثالیں کس لئے بنائی گئی ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اس بار آپ دانش منزل سنبھالیں اور مجھے اجازت دیں صامالیہ جانے کی۔ یہاں دراز میں چیک بک پڑی ہے جتنے مرضی آئے چیک کاٹتے رہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"سب پر دستخط کر دیئے ہیں تم نے"...... عمران نے اس طرح اشتیاق بھرے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین ہو کہ ہر چیک پر دستخط

ہو چکے ہوں گے۔

"میری جگہ آپ دستخط کر لیں۔ کس کی مجال ہے کہ آپ کا دستخط شدہ چیک واپس کرے"...... بلیک زیرو نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران ہے یہاں"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"حکم سلطانی پر عمران نہ بھی ہو تب بھی اسے کان سے پکڑ کر پیش کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے اس بار اپنے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"عمران بیٹے۔ ڈاکٹر آفتاب کی موت کو ابھی چند روز بھی نہیں گزرے کہ ان کے گھر ایک اور خوفناک واردات ہو گئی ہے۔ ان کے دو معصوم بیٹوں اور تین بیٹیوں اور ان کی بیوہ کو دو ملازموں سمیت گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ایک ملازمہ تہہ خانے میں چھپ گئی تھی اس لئے وہ بچ گئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ چار آدمی اچانک گھر میں داخل ہوئے۔ ان کے پاس بڑے بڑے پستول تھے۔ بچے انہیں دیکھ کر چیخنے لگے تو انہوں نے بڑی بے رحمی سے بچوں کو گولیاں مار دیں اور ڈاکٹر آفتاب کی بیوہ سے پوچھنے لگے کہ انہیں ڈاکٹر آفتاب کے لکھے ہوئے کرش نوٹس چاہئیں۔ بیوہ بے

چاری کو اس بارے میں معلوم ہی نہ تھا۔ اس نے جب کہا کہ اسے معلوم نہیں ہے تو اسے بھی گولیوں سے بھون ڈالا گیا۔ ملازموں کو بھی ہلاک کر دیا گیا۔ پھر انہوں نے پورے گھر کی تلاشی لی۔ تہہ خانہ بھی انہوں نے ٹریس کر لیا لیکن اس میں کاٹھ کباڑ بھرا ہوا تھا جس کے پیچھے بچ جانے والی ملازمہ چھپی ہوئی تھی۔ وہ بہرحال ٹریس نہیں ہو سکی اور وہ لوگ چلے گئے۔ ایک سیف کھلا ہوا پڑا ہے جس میں سے شاید کاغذات نکالے گئے ہیں۔ اس خوفناک واردات کی اطلاع سرداور تک پہنچی تو انہوں نے مجھے فون کر کے کہا کہ میں تمہیں کہوں کہ ان معصوم بچوں، ڈاکٹر آفتاب کی بیوہ اور ملازموں کے بے رحم قاتلوں کو ٹریس کر کے انہیں انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے۔ میں نے انہیں کہا ہے کہ وہ خود تمہیں براہ راست کیوں نہیں کہہ دیتے لیکن سرداور نے جواب دیا کہ عمران جتنی آپ کی بات مانتا ہے اتنی کسی کی نہیں مانتا۔ اس لئے میں نے تمہیں فون کیا ہے''...... سرسلطان نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

''ویری سیڈ سرسلطان۔ اس قدر سنگ دلانہ جرم کہ معصوم بچوں کو بے دریغ ہلاک کر دیا گیا۔ ویری بیڈ۔ لیکن سرسلطان۔ یہ واردات تو پولیس یا انٹیلی جنس کور کرے گی۔ میں اس میں کیسے اور کس حیثیت سے مداخلت کر سکتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''تم اسے سیکرٹ سروس کا مشن مت بناؤ بلکہ اسے سنیک کلرز کا مشن بناؤ۔ تم نے خود ہی اس کا نوٹیفکیشن مجھ سے کرایا تھا کہ

معاشرے میں پلنے والے خطرناک زہریلے سانپوں اور اژدھوں کو پکڑ کر انصاف کے کٹہرے میں لانا بھی ضروری ہے''...... سرسلطان نے کہا۔

''آپ کی بات ٹھیک ہے۔ یہ واقعی سنیک کلرز کا کیس بنتا ہے۔ اوکے۔ آپ بے فکر رہیں۔ ان مجرموں کو انصاف کے کٹہرے میں ضرور لایا جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''تھینکس بیٹے''...... سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''انتہائی خوفناک واردات ہے۔ پہلے بے چارہ ڈاکٹر آفتاب ہلاک ہوا اور اب اس کا پورا گھرانہ ختم کر دیا گیا''...... بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یہ اسی صامالی قزاقوں والے واقعہ کا دوسرا سین ہے۔ سائنس دان جس فارمولے پر کام کر رہے ہوں اس کے کرش نوٹس علیحدہ بناتے ہیں جن سے بعد میں ایجادات کو مکمل کیا جا سکتا ہے۔ یہ لوگ کرش نوٹس لینے آئے تھے اور شاید لے بھی گئے ہوں لیکن انہوں نے سفاکیت کی انتہا کر دی۔ اس کے لئے کوئی اور طریقہ بھی اختیار کیا جا سکتا تھا''...... عمران نے کہا اور پھر جیب سے اس نے سیل فون نکالا اور اسے آن کر کے اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس باس۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی

ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر آفتاب مرحوم کی رہائش گاہ ڈان کالونی کی کسی کوٹھی میں تھی۔ وہاں اب ان کے دو معصوم بیٹے، تین بیٹیاں اور بیوہ رہتی تھیں جنہیں چند ملازمین کے ساتھ ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ایک بچ جانے والی ملازمہ نے بتایا ہے کہ وہ چار افراد تھے اور انہوں نے وہاں قتل عام کر دیا ہے وہ وہاں سے کرش نوٹس لینے آئے تھے جو وہ شاید لے گئے ہیں۔ تم فوری طور پر معلوم کر کے مجھے سیل فون پر بتاؤ کہ یہ کون لوگ ہیں، کہاں ہیں اور فوری طور پر کہاں مل سکتے ہیں''...... عمران نے بے حد سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کتنا وقت لگے گا تمہیں انہیں ٹریس کرنے میں''...... عمران نے پوچھا۔

''صرف دو گھنٹے باس''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اتنی جلد کیسے معلوم کر لو گے''...... عمران نے قدرے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''باس۔ مجھے معلوم ہے کہ ایسے کون سے لوگ ہیں جو اس ٹائپ کی سفاکانہ واردات کر سکتے ہیں۔ میں نے صرف جائے وقوعہ سے شواہد اکٹھے کرنے ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہ کام کرو''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سیل فون آف کر اسے واپس جیب میں

رکھ لیا۔

''آپ کی بات درست ہے عمران صاحب۔ یہ معاملہ صرف صامالی قزاقوں تک محدود نہیں ہے۔ اس کے پیچھے کوئی بڑی تنظیم ہے''...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میں لائبریری میں ان صامالی قزاقوں کے بارے میں پڑھ لوں''...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی بلیک زیرو بھی احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''بیٹھو''...... عمران نے کہا اور مڑ کر لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زیرو کو معلوم تھا کہ عمران لائبریری میں موجود نقشوں اور کتابوں کے ساتھ ساتھ انٹرنیٹ سے بھی معلومات حاصل کرے گا اور اسے اس میں ڈیڑھ دو گھنٹے بہرحال لگ جائیں گے اس لئے وہ کچن کی طرف بڑھ گیا تاکہ چائے بنا کر ایک جگ عمران کو دے آئے اور دوسرا خود لے لے۔ پھر واقعی تقریباً دو گھنٹوں بعد عمران واپس آ گیا

''عمران صاحب۔ صامالی قزاقوں کے بارے میں کیا پتہ چلا''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''وہی عام سا مواد ہے کتابوں میں بھی اور انٹرنیٹ پر بھی۔ میں نے زیادہ توجہ قزاقوں پر رکھنے کی بجائے اس جزیرے کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہے جہاں ڈاکٹر آفتاب کو لے جایا گیا تھا لیکن نہ ہی نقشوں میں ایسی کوئی جگہ اس ایریئے میں نظر آئی ہے اور نہ ہی کسی کتاب میں اس کا ذکر ہے اور نہ ہی انٹرنیٹ پر اس بارے میں

کوئی معلومات ہیں اس لئے اب خود وہاں جانا پڑے گا''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ اس لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتے ہیں یا کوئی اور مقصد ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ کرش نوٹس اس لبیارٹری کے لئے ہی منگوائے گئے ہیں لیکن اس کے لئے جس سفاکی کا مظاہرہ کیا گیا ہے وہ ناقابل برداشت ہے۔ چلو ڈاکٹر آفتاب نے تو کوئی مزاحمت کی ہو گی یا کچھ بتانے سے انکار کیا ہو گا اس لئے انہیں ہلاک کر دیا گیا لیکن معصوم بچوں، بیوہ اور بے گناہ ملازموں نے کیا قصور کیا تھا۔ بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلا کر بھی تو واردات کی جا سکتی تھی لیکن جس طرح انہوں نے واردات کی ہے اس کے لئے نہ صرف یہ لوگ جنہوں نے واردات کی ہے بلکہ لیبارٹری بھی تباہ ہونی چاہئے اور صرف لیبارٹری ہی نہیں، جس تنظیم کے تحت یہ لیبارٹری ہے اس تنظیم کا خاتمہ بھی ضروری ہے''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے عمران کی جیب سے سیل فون کی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر سیل فون نکالا اور اس کے رابطے اور لاؤڈر کے بٹن پریس کر دیئے۔

''یس۔ علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے ذہن پر سفاکانہ واردات پوری طرح چھائی

ہوئی تھی۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ میں نے معلوم کر لیا ہے کہ یہ واردات سٹار کلب کے مالک اور جنرل مینجر رابرٹ کے حکم پر ہوئی ہے اور واردات کرنے والے گروپ کا انچارج اسمتھ ہے جو پیشہ ور قاتل بھی ہے اور بدمعاش بھی۔ اس کے گروپ میں اس کے ساتھ تین افراد ہیں۔ اسے کوبرا گروپ کہا جاتا ہے۔ یہ اپنی بے رحمی، سنگدلی اور سفاکی کی وجہ سے مشہور ہے۔ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ انتہائی تیز رفتاری سے واردات کرتے ہیں اور اپنے راستے میں آنے والے ہر شخص کو چاہئے وہ کوئی بھی ہو یہ لوگ انتہائی سفاکی سے ہلاک کر دیتے ہیں۔ یہ گروپ اس وقت کالراج روڈ پر واقع ایک عمارت میں موجود ہے۔ یہی ان کا اڈہ ہے''۔ ٹائیگر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کالراج روڈ پر کہاں ہے یہ عمارت اور کس انداز کی ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''کالراج روڈ پر ڈریم سینما کے ساتھ ایک منزلہ عمارت ہے جس کے باہر کسی بسکٹ بنانے والی کمپنی کا بورڈ لگا ہوا ہے۔ یہ عمارت اس کمپنی کا وئیر ہاؤس بتایا جاتا ہے لیکن یہ اصل میں اس گروپ کا اڈہ ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم اس وقت کہاں موجود ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''میں کالراج روڈ پر ہی ہوں''...... ٹائیگر نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

''تم وہیں رکو۔ میں وہاں پہنچ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے آنے سے پہلے اس عمارت کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دوں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''پھر انہیں ہوش میں لانا پڑے گا اور وقت ضائع ہو گا۔ ہم نے سنیک کلرز کے تحت کارروائی کرنی ہے اور ان سانپوں سے دوسروں کو بچانا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ میں سینما کے سامنے موجود پارکنگ میں موجود ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے۔ میں آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور سیل فون آف کر کے اس نے اسے واپس جیب میں رکھا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اگر آپ اجازت دیں تو تنویر کو ساتھ بھجوا دوں۔ شاید آپ ان پر رحم کھا جائیں کیونکہ ٹائیگر سے بھی تو غلطی ہو سکتی ہے''...... بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر کو معلوم ہے کہ ایسے لوگوں کا کیا حشر ہو گا اس لئے اس نے کنفرمیشن کے بعد ہی فون کیا ہو گا۔ باقی رہی ان پر رحم کھانے والی بات تو میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ انتہائی زہریلے سانپوں پر رحم کھانا اپنے پر ظلم کرنا ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

موٹر بوٹ کافی تیز رفتاری سے سمندر کی سطح پر پھسلتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ بوٹ کے عرشے پر کیپٹن کے علاوہ چار افراد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں ایک رالف اور باقی تین اس کے ساتھی تھے۔ موٹر بوٹ سمندر میں موجود خفیہ جزیرے ماسٹر آئی لینڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ بوٹ پر سرخ جھنڈا لہرا رہا تھا جس کے درمیان سیاہ رنگ کا دائرہ بنا ہوا تھا۔

''باس۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام آج کل بڑا سننے میں آ رہا ہے۔ اس کا کیا بیک گراؤنڈ ہے''...... ایک آدمی نے رالف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''پاکیشیا براعظم ایشیا کا ایک پسماندہ ملک ہے ہمارے ملک صامالیہ سے ملتا جلتا۔ یہاں ہمارے ملک میں جنگلات زیادہ ہیں اور آبادیاں کم لیکن پاکیشیا میں بڑی بڑی آبادیاں ہیں۔ وہاں کی

سیکرٹ سروس اپنی کارکردگی کے لحاظ سے بے حد مشہور ہے''۔ رالف نے جواب دیا۔

''کیا وہ ہمارے خلاف کام کرنے یہاں آئے گی''...... ایک اور ساتھی نے کہا۔

''کہا تو یہی جا رہا ہے کہ وہ اپنے سائنسدان کا انتقام لینے آئے گی''...... رالف نے جواب دیا۔

''تو پھر اس کے خلاف کام کرنے کے لئے آپ نے کیا پلاننگ کی ہے باس''...... اس بار بوٹ کیپٹن نے کہا۔

''پلاننگ کیا کرنی ہے۔ پاکیشیا میں ایک گروپ ہے جس کا انچارج رابرٹ ہے جو وہاں ایک کلب کا مالک اور جنرل مینجر ہے۔ وہ چیف باس راکس کا دوست ہے اور پاکیشیا میں بے حد با اثر بھی ہے اور اس کے پاس ایسے گروپس بھی ہیں جو انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں۔ یہ کرش نوٹس جو ہم ڈاکٹر اسٹوم کو دینے جا رہے ہیں اس گروپ نے صرف چند گھنٹوں میں وہاں سے حاصل کر کے ہمارے پاس بھجوائے ہیں۔ اس گروپ کو چیف باس راکس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف ہائر کیا ہوا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس ویسے تو خفیہ رہتی ہے لیکن اس کی سربراہی کرنے والا عمران نامی آدمی سب کے سامنے رہتا ہے اور انتہائی خطرناک سمجھا جاتا ہے۔ رابرٹ کا گروپ چوبیس گھنٹے ایئرپورٹ پر نگرانی کر رہا ہے کہ جیسے ہی عمران اپنی سروس کے ساتھ وہاں سے یہاں کے

لئے روانہ ہو گا ہمیں اطلاع مل جائے اور ہم یہاں ایئرپورٹ پر ہی اس سروس کو گولیوں سے اڑا دیں گے اور اگر کسی طرح وہ ایئرپورٹ سے بچ کر نکل جائیں تو پھر پورے دارالحکومت میں ان کا گھیراؤ کیا جائے گا اور انہیں ہلاک کر دیا جائے گا''...... رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا ایک نوجوان بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم ہنسے کیوں ہو''...... رالف نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نوجوان نے ہنس کر رالف کی توہین کی ہو۔

''باس۔ آپ تو اس طرح بات کر رہے ہیں جیسے وہ سیکرٹ سروس کی بجائے عام لوگ ہوں۔ سیکرٹ سروس انتہائی تربیت یافتہ لوگوں پر مبنی ہوتی ہے۔ انہیں ہر قسم کی تربیت دی جاتی ہے۔ وہ اتنی آسانی سے مرنے والے لوگ نہیں ہوتے جس طرح آپ کہہ رہے ہیں''...... اس نوجوان نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ میں احمق ہوں۔ چیف باس راکس بھی احمق ہے جنہوں نے یہ پلاننگ کی ہے۔ کیوں''...... رالف نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں کسی کو احمق نہیں کہہ رہا باس۔ میں تو کہہ رہا ہوں کہ آپ کو اس پلاننگ پر نظر ثانی کرنا پڑے گی۔ یہ پلاننگ احمقانہ ہے''...... اس نوجوان نے کہا تو رالف کا جیب میں موجود ہاتھ باہر

آیا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی اس نوجوان کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ کرسی سمیت نیچے عرشے پر جا گرا اور پھر چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ اس کا سینہ گولیوں کی بوچھاڑ سے چھلنی ہو گیا تھا۔

”اور کسی کو اس پلاننگ پر اعتراض ہو تو بتائے“...... رالف نے غراتے ہوئے باقی ساتھیوں سے کہا۔

”یہ خود احمق تھا باس۔ آپ نے اچھا کیا کہ اسے ختم کر دیا۔ آپ اور چیف باس دونوں نے واقعی اچھی پلاننگ کی ہے۔ انہیں معلوم ہی نہ ہو سکے گا اور وہ مارے جائیں گے۔ وہ خطرناک اس وقت ثابت ہو سکتے ہیں جب وہ سنبھلے ہوئے ہوں لیکن جب اچانک ان پر فائرنگ ہو گی جیسے وکی پر ہوئی ہے تو کون سنبھل سکتا ہے“...... ایک آدمی نے باقاعدہ رالف کی تعریف کرتے ہوئے کہا اور باقیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”اس کی لاش اٹھا کر سمندر میں پھینک دو“...... رالف نے کہا اور اس کے دو ساتھی اٹھے اور ان میں سے ایک نے عرشے پر ٹیڑھے پڑے ہوئے وکی کو سیدھا کیا۔ اس کی تلاشی لی اور جیبوں میں مشین پسٹل کے ساتھ ساتھ پرس اور کاغذات تھے جو رالف نے لے لئے اور پھر ان دونوں نے وکی کو اٹھا کر سمندر میں اچھال دیا۔ چند لمحوں تک اس کی لاش تیرتی رہی پھر سمندر کی لہروں میں کسی اور طرف کو نکل کر نظروں سے غائب ہو گئی۔

”باس۔ فرسٹ سرکل آ گیا ہے“...... اچانک کیپٹن نے کہا۔

”او کے۔ میں بات کرتا ہوں“...... رالف نے کہا اور جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس کا بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ رالف کالنگ۔ اوور“...... رالف نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”یس۔ ڈاکٹر اسٹوم اٹنڈنگ یو۔ اوور“...... چند لمحوں بعد ایک بوڑھی لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”ڈاکٹر صاحب۔ ہماری بوٹ فرسٹ سرکل کے قریب پہنچ گئی ہے۔ اوور“...... رالف نے کہا۔

”کتنے افراد ہیں۔ اوور“...... ڈاکٹر اسٹوم نے پوچھا۔

”میرے علاوہ تین افراد ہیں جن میں ایک کیپٹن بھی شامل ہے۔ اوور“...... رالف نے کہا۔

”لیکن پہلے آپ نے اپنے علاوہ چار افراد بتائے تھے۔ اوور“...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

”یس ڈاکٹر۔ پہلے ایسے ہی بتایا گیا تھا لیکن ایک ساتھی نے چیف باس راکس کے خلاف بات کی تو تنظیم کے قانون کے مطابق اسے فوراً گولی مار دی گئی اور اس کی لاش سمندر میں پھینک دی گئی ہے۔ اب میرے ساتھ تین آدمی ہیں۔ اوور“...... رالف نے جواب دیا۔

”او کے۔ میں فرسٹ سرکل سمیت تمام سرکل اوپن کرا دیتا ہوں

چار افراد کے لئے لیکن جزیرے پر تم اکیلے آؤ گے۔ باقی بوٹ م
ہی رہیں گے۔ اوور‘‘...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔
’’یس ڈاکٹر۔ جیسے آپ نے کہا ہے ویسے ہی ہو گا۔ اوور‘‘
رالف نے کہا تو دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کے الفاظ ک
ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا تو رالف نے بھی ٹرانسمیٹر آف کیا اور ا
واپس جیب میں ڈال لیا اور پھر تھوڑی دیر بعد بوٹ سے کچھ فاص
پر سمندر پر سرخ رنگ کی پٹی سی لہراتی ہوئی نظر آنے لگی۔ بو
تیزی سے اس پٹی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ یہ اس جزیر
کے گرد فرسٹ سرکل تھا۔ جزیرہ دور تھا لیکن جو بوٹ یا جہاز اس
سے ٹکرا جاتا۔ اس کے کروڑوں پرزے اڑ جاتے۔ اسی طرح دو ا
حفاظتی سرکل تھے۔ بوٹ تیزی سے سرخ پٹی کی طرف بڑھی چلی
رہی تھی۔ رالف سمیت سب کے سانس رکے ہوئے تھے۔ پھر بو
سرخ پٹی کو کراس کر کے آگے نکل گئی اور کسی کو کچھ نہ ہوا تو ا
سب نے بے اختیار اطمینان بھرے طویل سانس لئے اور پھر تقر
نصف گھنٹے بعد وہ ایک چھوٹے سے جزیرے کے قریب پہنچ گئے
جزیرے کے ایک طرف باقاعدہ گھاٹ بنا ہوا تھا۔ جزیرہ گھ
درختوں سے ڈھکا ہوا تھا۔
’’تم سب بوٹ میں ہی رہو گے۔ جزیرے پر جانے کی کوشش
نہ کرنا ورنہ دوسرے لمحے جل کر راکھ ہو جاؤ گے‘‘...... رالف ن
اپنے ساتھیوں سے کہا۔

’’یس باس۔ ہم سمجھتے ہیں باس‘‘...... سب نے کہا تو رالف
جزیرے پر چلا گیا۔ درختوں کے اندر سے اچانک ایک مسلح آدمی
سامنے آ گیا۔
’’آپ کا نام‘‘...... اس آدمی نے کہا۔
’’رالف‘‘...... رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
’’اوکے۔ ڈاکٹر صاحب آپ کے منتظر ہیں‘‘...... اس آدمی نے
کہا اور واپس مڑ کر آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک درخت
کے پاس رکا۔ اس نے درخت کے موٹے تنے پر مخصوص انداز میں
ہاتھ مارا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی زمین کا ایک بڑا حصہ کسی
صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ اندر ڈھلون تھی
جس کے اختتام پر ایک دروازہ تھا۔
’’آیئے‘‘...... مسلح آدمی نے کہا اور ڈھلوان پر چلتا ہوا آگے
بڑھتا چلا گیا جبکہ رالف اس کی پیروی کر رہا تھا۔ اس آدمی نے بند
دروازہ کھولا اور سائیڈ پر ہٹ گیا۔
’’جائیں۔ ڈاکٹر صاحب آپ کے منتظر ہیں‘‘...... اس مسلح آدمی
نے کہا تو رالف سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا تو ایک چھوٹی سی راہداری
سے گزر کر وہ ایک بڑے آفس میں داخل ہوگیا جہاں میز کے پیچھے
ایک بوڑھا آدمی سوٹ پہنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سفید بال اس
کے کانوں سے بھی کافی نیچے تک لٹکے ہوئے تھے۔
’’تمہارا نام رالف ہے‘‘...... اس بوڑھے نے کہا۔

''یس سر۔ اور آپ''...... رالف نے کہا۔

''میں ڈاکٹر اسٹوم ہوں اس لیبارٹری کا انچارج۔ بیٹھو''۔ بوڑھے نے کہا۔

''شکریہ جناب''...... رالف نے کہا اور میز کی دوسری طرف ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تم کرش نوٹس لے آئے ہو''...... ڈاکٹر اسٹوم نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ آج ہی میرے پاس پہنچے ہیں''...... رالف نے کہا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک لفافہ نکال کر اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ڈاکٹر اسٹوم کی طرف بڑھا دیا۔

''یہ اتنی جلدی کیسے مل گئے''...... ڈاکٹر اسٹوم نے بڑا لفافہ کھولتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیا میں ایک گروپ ہے جو بے حد تیز رفتاری سے کام کرتا ہے اور اسی حساب سے معاوضہ بھی زیادہ لیتا ہے۔ باس راکس کے اس گروپ سے خاص تعلقات ہیں۔ میرے بھی اس سے باس راکس کے ذریعے رابطے ہیں اور پہلے بھی کئی بار میں نے اس گروپ سے کام لیا ہے۔ اس لئے میں نے اس گروپ کے چیف راہرٹ کو جو پاکیشیا میں ایک کلب کا مالک اور جنرل مینجر ہے، فون کر کے اسے کام دیا۔ اس نے اپنے گروپ کو بھیجا اور دو گھنٹوں کے اندر اندر وہ لوگ نوٹس لے کر اس کلب پہنچ گئے جہاں سے

سپیشل کوریئر کے ذریعے یہ ہم تک پہنچے اور اب یہ آپ کے ہاتھ میں ہیں''...... رالف نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ واقعی درست نوٹس ہیں۔ ان کے بغیر ہمارا کام آگے نہیں بڑھ سکتا تھا لیکن وہاں کلب والوں نے اسے پہچان کیسے لیا۔ کیا وہ سائنسدان ہیں''...... ڈاکٹر اسٹوم نے کاغذات کو سرسری انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''ان کے سائنسدانوں سے رابطے رہتے ہیں کیونکہ لیبارٹریوں سے فارمولے اڑانے اور سائنسدانوں کو اغوا کرنے کرانے کا کام بھی وہ کرتے رہتے ہیں۔ آپ نے کرش نوٹس کا کہا تھا۔ میں نے بھی انہیں کرش نوٹس کا کہہ دیا''...... رالف نے کہا۔

''میں نے کرش نوٹس فارمولا زیرو فور کہا تھا ورنہ اور فارمولوں کے کرش نوٹس بھی وہاں موجود ہو سکتے تھے''...... ڈاکٹر اسٹوم نے کاغذات کو واپس لفافے میں ڈالتے ہوئے کہا۔

''ہاں یاد آ گیا۔ میں نے بھی انہیں یہی کہا تھا کرش نوٹس فارمولا زیرو فور''...... رالف نے کہا۔

''اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ تمہارا اور تمہارے باس کا شکریہ''...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا تو رالف نے سلام کیا اور مڑ کر دروازے سے باہر آ گیا۔ راہداری کے اختتام پر ڈھلوان والا دروازہ موجود تھا۔ اس کے پاس وہی مسلح آدمی موجود تھا۔ وہ اس کے ساتھ باہر جنگل میں آیا اور پھر اس نے راستہ بند کر دیا۔

''کیا تم جنگل میں اکیلے رہتے ہو''...... رالف نے اس مسلح آدمی کے ساتھ گھاٹ کی طرف چلتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میرا تعلق سیکورٹی سے ہے اور ہم اندر رہتے ہیں۔ ایک اور راستہ ہے ہمارے لئے۔ جس کا لیبارٹری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ کی وجہ سے مجھے باہر بھیجا گیا ہے''...... اس مسلح آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہاں تو سیکورٹی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اگر تم ساتھ نہ ہوتے تو میں کسی صورت بھی راستہ تلاش نہیں کر سکتا''...... رالف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پھر بھی جناب۔ سیکورٹی کا انتظام تو کرنا ہی پڑتا ہے''...... اس آدمی نے جواب دیا اور رالف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ گھاٹ پر اس کی موٹر بوٹ موجود تھی۔ وہ اس میں سوار ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد موٹر بوٹ دارالحکومت ماگا کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر اڑی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جس کا چہرہ اس وقت پتھر کی طرح سخت ہو رہا تھا۔ جب سے اس نے معصوم بچوں اور بے گناہ عورت کے انتہائی بے دردی سے ہلاک کئے جانے کا سنا تھا اس کا موڈ یکسر بدل گیا تھا۔ گو اسے معلوم تھا کہ مجرم ایسی کارروائیاں کرتے رہتے ہیں لیکن جس قدر سنگدلی اور سفاکی وہاں دکھائی گئی تھی اس نے عمران کے تن بدن میں آگ لگا دی تھی۔ اس لئے وہ بجائے سٹار کلب جا کر اس رابرٹ سے نمٹنے اور اس سے معلومات حاصل کرنے کے سیدھا اس کوبرا گروپ کے اڈے کی طرف جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار کالراج روڈ پر مڑ گئی اور اس کے ساتھ ہی اس نے رفتار کم کر دی۔ پھر اسے بسکٹ فیکٹری کے بورڈ والی عمارت ڈریم سینما کے ساتھ نظر آ گئی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔

ایک طرف پارکنگ موجود تھی۔ اس نے کار موڑی اور پھر اسے پارکنگ میں لے گیا۔ اسی لمحے ٹائیگر پیدل چلتا ہوا وہاں آ گیا۔

"تمہاری کار کہاں ہے"...... عمران نے اپنی کار سے باہر آتے ہوئے ٹائیگر کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کچھ فاصلے پر ایک اور پارکنگ بنی ہوئی ہے وہاں پر"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تمہاری کار میں مشین پسٹل کا سائیلنسر موجود ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ لیکن"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جاؤ اور وہ لے آؤ۔ فضول سوالات مت کیا کرو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو ٹائیگر تیزی سے مڑا اور سائیڈ کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران دانش منزل سے روانہ ہونے سے پہلے کار میں موجود سیٹ کے نیچے باکس سے سائیلنسر ڈ مشین پسٹل نکال کر جیب میں ڈال چکا تھا۔ چونکہ دن کا وقت تھا اور یہ خاصی مصروف سڑک تھی اس لئے عمران کو مجبوراً سائیلنسر لگا مشین پسٹل استعمال کرنا پڑ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر واپس آ گیا۔

"میری جیب میں ہے باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"او کے۔ آؤ"......عمران نے کہا اور سڑک کی طرف بڑھ گیا۔ سڑک کراس کر کے وہ اس عمارت کی طرف بڑھ گیا جس پر بسکٹ کمپنی کا بورڈ موجود تھا۔ عمارت کا جہازی سائز کا پھاٹک بند تھا۔

عمران نے سائیڈ ستون پر موجود کال بیل کا بٹن پریس کر دیا اندر کہیں گھنٹی بجنے کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"کون ہے"...... ڈور فون سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ خاصا سخت تھا۔

"پھاٹک کھولو۔ تمہارے چیف رابرٹ نے بھیجا ہے ہمیں"۔ عمران نے بھی جھٹکے دار لہجے میں کہا جیسے عام طور پر بدمعاشوں کا انداز گفتگو ہوتا ہے۔

"باس۔ یہ مجھے پہچانتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے اسے اس بات کا پہلے سے علم تھا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک آدمی سر جھکا کر اس کھڑکی سے باہر آنے لگا تو کھڑکی کے سامنے کھڑے عمران نے ایک ہاتھ سے اسے پیچھے کی طرف دھکا دیا تو وہ آدمی اچھل کر پشت کے بل اندر جا گرا۔ اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی لیکن یہ چیخ ایسی تھی جیسے کوئی شدید حیرت کی وجہ سے چیخ پڑا ہو۔ اس آنے والے کے اندر گرتے ہی عمران اچھل کر اندر پہنچ گیا۔ اس کے پیچھے ٹائیگر بھی تیزی سے اندر داخل ہوا اور گرنے والا آدمی چند لمحوں تک تو حیرت کی وجہ سے ساکت پڑا رہا۔ پھر اس نے یکلخت اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران کا ہاتھ جیب سے باہر آیا اور اس کے ساتھ ہی سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیاں اس آدمی کے سینے پر عین دل پر پڑیں اور اس کے جسم نے دو تین جھٹکے کھائے اور پھر

ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

''اسے گھسیٹ کر ایک طرف ڈال دو''...... عمران نے کہا اور تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے کچھ لوگوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران جب قریب پہنچا تو اسے اندر سے آواز آئی۔

''کون ہے برینڈی''...... بولنے والے کا لہجہ بے حد سخت تھا اور عمران ہاتھ میں سائیلنسر لگا مشین پسٹل پکڑے اندر داخل ہوا تو وہاں چار افراد ایک میز کے گرد بیٹھے تاش کھیل رہے تھے اور ہر ایک کے سامنے شراب کا گلاس پڑا ہوا تھا۔

''تم۔ تم کون ہو''...... تقریباً سب نے ہی لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی کمرہ ان کی چیخوں سے گونج اٹھا اور وہ چاروں کے چاروں ٹانگوں پر گولیاں کھا کر کرسیوں سمیت نیچے جا گرے تھے۔ عمران نے ان کے سینوں میں گولیاں مارنے کی بجائے ان کی ٹانگوں پر گولیاں ماری تھیں۔ سب نے چیختے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی جبکہ ایک نے گرتے ہی جیب میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تو سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیاں اس کے بازو پر پڑیں اور اس کا جسم بے اختیار جھٹکے کھانے لگا۔

''اسمتھ کون ہے۔ جلدی بولو۔ اسے چھوڑا جا سکتا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''مم۔ مم۔ میں ہوں۔ مم۔ مگر تم کون ہو''...... اس آدمی نے جس نے بازو پر گولیاں کھائی تھیں کراہتے ہوئے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ باقی تینوں افراد چند لمحوں تک تڑپنے کے بعد بے ہوش ہو چکے تھے۔ عمران نے مشین پسٹل کا رخ ان کی طرف کیا اور پھر باری باری گولیاں سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی فرش پر پڑے ہوئے افراد کے دلوں پر پڑیں اور ان کے جسموں نے بے ہوشی کے عالم میں ہی جھٹکے کھائے اور پھر ساکت ہو گئے۔ عمران نے آگے بڑھ کر اسمتھ کو گردن سے پکڑ کر ایک طرف پھینکا اور پھر اس کی کرسی سیدھی کر کے اس نے ایک بار پھر اسے گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اٹھا کر سیدھی کی ہوئی کرسی پر ڈال دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل بائیں ہاتھ میں پکڑا اور دائیں ہاتھ سے اسمتھ کے چہرے پر زور زور سے تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ بہت سے تھپڑ کھانے کے بعد اسمتھ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے بازو سے مسلسل خون بہہ رہا تھا اور ٹانگ سے بھی لیکن وہ دیو جیسے جسم کا مالک تھا۔ اس لئے عمران کو یقین تھا کہ وہ جلدی نہیں مرے گا۔

''تمہارا نام اسمتھ ہے اور تم کوبرا گروپ کے انچارج ہو۔ بولو''...... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ مم۔ مم۔ مگر تم۔ تم کون ہو''...... اسمتھ نے رک رک کر اور آہستہ بولتے ہوئے کہا۔

''یہی تمہارے ساتھی تھے یا اور بھی ہیں''...... عمران نے پوچھ
''پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو۔ کیوں ہمیں مار رہے ہو''......
بار اسمتھ نے قدرے جان دار لہجے میں کہا۔
''تم نے اور تمہارے گروپ نے ڈاکٹر آفتاب کے معصوم بچ
کو بے دردی اور سفاکی سے ہلاک کر دیا۔ ان کی بیوہ اور ملازم
بے دریغ قتل کیا۔ بولو۔ کیا حاصل کیا تم نے۔ بولو۔ اگر تم سچ ب
دو گے تو میں تمہیں اسی حالت میں زندہ چھوڑ کر چلا جاؤں گا او
اب بھی بچ سکتے ہو۔ بولو۔ سچ بولو''...... عمران نے غراتے ہو
کہا۔
''رابرٹ نے حکم دیا تھا کہ اس نے ڈبل معاوضہ لیا ہے
ہمیں بھی ڈبل معاوضہ دے گا۔ اگر ہم جلد از جلد کرش نوٹس حا
کریں۔ اس رہائش گاہ کا بھی اسی نے بتایا تھا اور کرش نوٹس ز
فور فارمولے کے بارے میں اسی نے بتایا تھا۔ ہم نے وہاں ریڈ
تو وہاں بچے چیخنے لگے۔ عورتیں اونچی آواز میں رونے لگیں تو
نے پکڑے جانے کے خوف سے انہیں ہلاک کر دیا اور پھر ایک
سیف سے ہمیں کرش نوٹس زیرو فور مل گئے جو ہم نے رابرٹ کو پ
دیئے''...... اسمتھ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ گو کسی لمحے اس
آواز اونچی اور کسی لمحے نیچی ہو جاتی تھی لیکن وہ مسلسل بولتا رہا
آخر میں یکلخت ہچکی لے کر اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ ایک
پھر بے ہوش ہو چکا تھا۔ شاید خون زیادہ نکل جانے اور مسلس

بولنے کی وجہ سے اس کی قوت مدافعت تقریباً ختم ہو گئی تھی۔ اسی
لمحے سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیاں اس کے دل میں
اتر گئیں اور اس کے جسم نے دو ہلکے ہلکے جھٹکے کھائے اور پھر
ساکت ہو گیا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ عمران تیزی سے مڑا اور کمرے
سے باہر آ گیا تو ٹائیگر گیٹ کے پاس موجود تھا۔
''باس۔ ادھر ملازمین موجود تھے۔ انہیں میں نے ہلاک کر دیا
ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔
''اچھا کیا۔ چلو اب ہم نے سٹار کلب جانا ہے اس رابرٹ کے
پاس اور اسے وہاں سے اٹھا کر رانا ہاؤس لے جانا ہے''۔ عمران
نے کہا۔
''مجھے اس کے آفس کے خفیہ راستے کا علم ہے۔ یہ کام میں
آسانی سے کر لوں گا۔ آپ بے شک رانا ہاؤس چلے جائیں۔ میں
رابرٹ کو وہیں لے آتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔
''او کے''...... عمران نے کہا اور گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر
اس کے پیچھے تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار اس سڑک کی طرف
بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں رانا ہاؤس تھا اور پھر تقریباً پون گھنٹے کی
مسلسل ڈرائیونگ کے بعد اس نے کار رانا ہاؤس کے جہازی
سائز کے گیٹ کے سامنے روک کر مخصوص انداز میں ہارن دیا تو
پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور جوزف باہر آ گیا۔
''او کے باس۔ میں بڑا پھاٹک کھولتا ہوں''...... جوزف نے

عمران اور اس کی کار کو دیکھ کر کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے واپس اند
چلا گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھلا تو عمران کار اندر لے گیا۔
وسیع و عریض پورچ میں دو کاریں موجود تھیں۔ عمران نے اپنی
سپورٹس کار پورچ میں روکی اور نیچے اترا تو برآمدے کی سیڑھیاں اتر
کر جوانا پورچ کی طرف آ رہا تھا جب کہ جوزف بڑا پھاٹک بند کر
کے اب پورچ کی طرف آ رہا تھا۔

”ٹائیگر ایک آدمی کو لے کر آ رہا ہے۔ اس آدمی کو بلیک روم
میں لے جا کر راڈز میں جکڑ دینا ہے اور پھر مجھے اطلاع دینی
ہے“...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور تیزی سے ایک
کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا البتہ مڑتے ہوئے اس نے جوزف
اور جوانا دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات دیکھ لئے تھے۔ وہ
سمجھتا بھی تھا کہ ایسا کیوں ہے لیکن نجانے کیا کیفیت اس پر چھا گئی
تھی کہ مسکرانے کے لئے بھی اس کا دل نہ چاہ رہا تھا۔ کمرے میں
بیٹھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”داور بول رہا ہوں“...... رابطہ ہوتے ہی سر داور کی آواز سنائی
دی کیونکہ یہ ان کا ڈائریکٹ فون نمبر تھا۔

”علی عمران بول رہا ہوں سر داور“...... عمران نے بڑے سنجیدہ
لہجے میں کہا۔

”کیا ہوا۔ کیا ہسپتال سے بول رہے ہو“...... سر داور نے یکلخت
پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”رانا ہاؤس سے بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر آفتاب کے معصوم بچوں
کی ہلاکت کا جب سے سنا ہے مجھ پر نجانے کیا کیفیت سی چھا گئی
ہے کہ ہنسنے مسکرانے کو دل ہی نہیں چاہتا“...... عمران نے ان کی
پریشانی کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

”ہر حساس دل پر ایسی ظالمانہ واردات کا سن کر یہی کیفیت
طاری ہو جاتی ہے۔ بہرحال بتاؤ کیسے فون کیا ہے“...... سر داور نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر آفتاب جس زیرو فور فارمولے پر کام کر رہے تھے۔ وہ
فارمولا کیا ہے اور کہاں ہے“...... عمران نے کہا۔

”فارمولا تو لیبارٹری میں ہے اور اس کی ایک کاپی میرے سپیشل
سٹور میں ہے اور یہ فارمولا ایک مخصوص ساخت کے میزائل کی
تیاری کا ہے۔ ڈاکٹر آفتاب تقریباً اس پر کام مکمل کر چکے تھے۔ اب
انہیں ہلاک کر دیا گیا ہے لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو“...... سر داور
نے کہا۔

”اس فارمولے کے کرش نوٹس حاصل کرنے کے لئے ان کے
معصوم بچوں، عورتوں اور ملازمین کو بے دردی سے ہلاک کیا گیا اور
کرش نوٹس ڈاکٹر آفتاب کے گھر کے سیف میں رکھے ہوئے تھے وہ
حملہ آور لے گئے ہیں۔ میں نے اس لئے آپ سے پوچھا تھا کہ
فارمولا کہاں ہے کیونکہ بغیر فارمولے کے کرش نوٹس کسی کام نہیں آ
سکتے اور واردات بتاتی ہے کہ فارمولا پہلے سے ہی ان کے پاس تھا

انہیں صرف آگے بڑھنے کے لئے کرش نوٹس کی ضرورت تھی''۔ عمران نے کہا۔

''فارمولا تو یہاں موجود ہے۔ میں نے کل ہی چیک کیا ہے لیکن تمہاری بات بھی درست ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر آفتاب کے ذہن سے مشینری کے ذریعے فارمولے کے خصوصی سائنسی نکات حاصل کئے گئے اور پھر انہیں ہلاک کر دیا گیا تا کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے کہ ان کے ذہن سے فارمولا حاصل کیا گیا ہے لیکن اس فارمولے پر کام کو آگے بڑھانے کے لئے کرش نوٹس کی ضرورت تھی تا کہ اب تک جتنا کام ڈاکٹر آفتاب کر چکے ہیں اس سے آگے بڑھا جا سکے اور کرش نوٹس وہ لے گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کام ایکریمیا کا ہے اور یہ فارمولا ایکریمیا خود تیار کرنا چاہتا ہے''...... سرداور نے کہا۔

''اگر ایکریمیا اس فارمولے کو تیار کرلے تو کیا پاکیشیا کے دفاع کو کوئی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ بات تم مجھ سے پوچھ رہے ہو حالانکہ تمہیں خود اس بارے میں علم ہے۔ ہمیں براہِ راست ایکریمیا سے خطرہ نہیں ہو سکتا البتہ ایکریمیا کے دوست ممالک کافرستان اور اسرائیل دونوں سے ہر وقت شدید خطرہ رہتا ہے۔ ڈاکٹر آفتاب کا تیار کردہ یہ میزائل کافرستان اور اسرائیل کو دیا جا سکتا ہے''...... سرداور نے کہا۔

''سرداور۔ میزائل تو بہرحال نئے سے نئے بنتے رہتے ہیں اور

بنتے رہیں گے کیونکہ مستقبل میزائل ٹیکنالوجی کا ہی ہے۔ ہم کب تک ان میزائلوں کے پیچھے بھاگتے رہیں گے''...... عمران نے کہا۔

''ہماری چیز چوری ہو جائے تو کیا ہمیں حق نہیں ہے کہ ہم چوروں سے اپنا مال واپس لیں اور انہیں چوری کرنے کی سزا دلوائیں۔ ہم ان کے تیار کردہ میزائلوں کے پیچھے نہ بھاگیں لیکن ہمارے فارمولے پر تو ہمارا حق ہے''...... سرداور نے کہا۔

''یہ کس قسم کا فارمولا ہے۔ کیا ملٹی ٹارگٹ میزائل ٹائپ کا ہے یا کچھ اور ہے''...... عمران نے کہا۔

''اس کی اہمیت اس بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ میزائل ٹیکنالوجی میں پوری دنیا میں سب سے آگے ہونے کے باوجود ایکریمیا نے اس فارمولے کو نہ صرف حاصل کیا ہے بلکہ ڈاکٹر آفتاب کو بھی ہلاک کر دیا ہے تا کہ کوئی اس کا دعوے دار ہی نہ رہے۔ یہ میزائل کاندھے پر رکھ کر فائر کیا جا سکتا ہے اور فائر ہونے والی جگہ سے دو میل کے محیط میں جو لڑاکا جہاز یا بمبار جہاز موجود ہوتا ہے یہ اس کا پیچھا کرے گا اور اسے ہر صورت میں فضا میں ہی ہٹ کر دے گا۔ اسے سمندر میں موجود کسی اسٹیمر یا موٹر بوٹ سے بھی فائر کیا جا سکتا ہے''...... سرداور نے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے سرداور''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم جیسا سائنسدان بھی اسے ناممکن کہہ رہا ہے۔ اس سے تم

اس کی اہمیت کو سمجھ سکتے ہو۔ کاندھے پر رکھ کر فائر ہونے کا مط ہے کہ اس میزائل کا اینٹی نظام نہیں بنایا جا سکتا اور اسے ہ آسانی سے لے جایا جا سکتا ہے۔ جب یہ فائر ہو کر فضا میں ا تو یہ دو میل کے محیط میں لڑاکا یا بمبار جہاز کے مخصوص دھوئی موجودگی کو چیک کرے گا جیسے کوبرا میزائل کرتا ہے اور پھر یہ جہاز کو ہٹ کرے گا۔ اس کی رفتار بے حد تیز ہو گی اس لئے ہونے کے زیادہ سے زیادہ دو منٹ کے اندر دو میل کے محیط چاہے جتنی بھی بلندی پر لڑاکا یا بمبار جہاز ہو گا اس تک یہ پہنچ اور پھر اسے ہٹ کر دے گا۔ چونکہ یہ دھوئیں کی بنیاد پر اس سراغ لگائے گا۔ اس لئے یہ جہاز اس سے کسی صورت بھی نہ سکے گا''...... سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''حیرت انگیز۔ یہ تو واقعی حیرت انگیز اور جدید ترین میزائل گا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ اسی لئے ایکریمیا اس کے پیچھے پاگل ہو رہا ہے سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب اس لیبارٹری کا خاتمہ یقینی سمجھیں۔ جہا ڈاکٹر آفتاب کو ہلاک کیا گیا ہے وہاں ہمارا فارمولا موجود ہے'' عمران نے کہا۔

''فارمولے کی تو نجانے کتنی کاپیاں کر کے انہوں نے ایکریم کے سپیشل سٹورز میں رکھوا دی ہوں گی اور ایکریمیا کے پاس ا

لیبارٹریوں کی کمی نہیں ہے جہاں ایسے فارمولوں پر کام ہو سکے''۔ سرداور نے کہا۔

''اوہ۔ آپ درست کہہ رہے ہیں۔ ٹھیک ہے میں یہ سب باتیں چیف کے نوٹس میں لے آتا ہوں۔ پھر وہ جو فیصلہ کریں''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہ درست رہے گا''...... سرداور نے کہا تو عمران نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے باہر موجود جوزف اندر داخل ہوا۔

''باس۔ کافی لے آؤں''...... جوزف نے کہا۔

''ابھی نہیں۔ پہلے کام مکمل کر لیں پھر''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور جوزف سر جھکائے واپس چلا گیا۔ عمران بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اس کا کیا حل نکالا جائے تو اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ فارمولے کی تو کاپی شاید کسی سٹور میں محفوظ کر لی گئی ہو گی لیکن کرش نوٹس کی کاپی کا انہیں خیال ہی نہیں آ سکتا اور کرش نوٹس کے بغیر فارمولا صرف سائنسی نکات پر مبنی ہو گا جسے کرش نوٹس کے بغیر آسانی سے نہیں بنایا جا سکتا۔ اس لئے اگر لیبارٹری سے کرش نوٹس حاصل کر لئے جائیں اور لیبارٹری تباہ کر دی جائے تو ایکریمیا اس فارمولے پر کام آگے نہ بڑھا سکے گا جبکہ پاکیشیا ان کرش نوٹس کی مدد سے ایسا میزائل تیار کر لے گا۔ یہ خیال ذہن میں آتے ہی عمران کی پریشانی کافی حد تک کم ہو گئی۔ کچھ دیر بعد

اسے دور سے کار کے مخصوص ہارن کی آواز سنائی دی تو وہ سمجھ گیا کہ ٹائیگر آ گیا ہے اور پھر تھوڑی دیر بعد جوزف ایک بار پھر کمرے میں داخل ہوا۔

”آقا کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے“...... جوزف نے کہا۔

”ٹائیگر لے آیا ہے کسی کو یا نہیں۔ کہیں تم نے حکم کی تعمیل میں ٹائیگر کو تو نہیں راڈز میں جکڑ دیا“...... عمران نے کافی دیر بعد پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر آقا کا شاگرد ہے اور غلاموں کو نہ صرف آقا بلکہ آقا کے شاگردوں کا بھی احترام کرنا پڑتا ہے“...... جوزف نے کہا تو عمران مسکراتا ہوا کرسی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بلیک روم میں داخل ہوا تو وہاں دیوار کے ساتھ راڈز والی کرسیوں کی ایک قطار موجود تھی جس میں سے ایک کرسی پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بے ہوشی کے عالم میں ڈھلکا ہوا پڑا تھا۔ اس کے جسم کے گرد راڈز موجود تھے۔ کمرے میں ٹائیگر کے ساتھ جوانا بھی موجود تھا۔ عمران اس کے سامنے موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”بیٹھو اور بتاؤ کہ کیا ہوا ہے۔ کیسے لے آئے ہو اسے“۔ عمران نے کہا۔

”کوئی خاص تگ و دو نہیں کرنا پڑی باس۔ اس خفیہ راستے سے میں اس کے آفس گیا اور کی ہول سے اندر بے ہوش کرنے والی

گیس فائر کر دی۔ یہ بے ہوش ہو گیا تو اسے اٹھا کر اسی خفیہ راستے سے باہر نکلا اور کار کی عقبی سیٹ اور فرنٹ سیٹ کے درمیان ڈال کر اسے یہاں لے آیا ہوں“...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”جوانا۔ الماری سے اینٹی گیس کی بوتل نکال لاؤ اور اسے ہوش میں لے آؤ“...... عمران نے کہا۔

”مجھے ٹائیگر نے پہلے بتا دیا تھا کہ اسے گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے۔ اس لئے میں نے اینٹی گیس کی بوتل اٹھا لی تھی۔ اس وقت میری جیب میں ہے“...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم اسے ہوش میں لے آؤ اور پھر بوتل واپس رکھ کر کوڑا اٹھا لاؤ۔ ان لوگوں نے حد درجہ سفاکی اور بربریت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس لئے ایسے لوگ قابل معافی نہیں ہو سکتے“...... عمران نے کہا۔

”کیا کیا ہے انہوں نے ماسٹر۔ جو آپ اس قدر سنجیدہ ہو رہے ہیں“...... جوانا نے آخر کار وہ بات پوچھ ہی لی جو شاید وہ پوچھتے ہوئے جھجک رہا تھا۔ عمران نے مختصر طور پر معصوم بچوں، بیوہ اور ملازمین کی سفاکانہ ہلاکت کے بارے میں بتا دیا۔

”وہ گروپ کہاں ہے ماسٹر“...... جوانا نے کہا۔

”پیشہ ور قاتل تو تم بھی رہے ہو۔ یہ گروپ بھی پیشہ ور قاتلوں کا ہے“...... عمران نے کہا۔

”دورِ جہالت میں جو کچھ ہوا میں اس پر شرمندہ ہوں لیکن ہم نے اس طرح کبھی بربریت کا مظاہرہ نہیں کیا“...... جوانا نے کہا۔

"وہ گروپ اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے اور یہ ان لوگوں کا سرغنہ ہے۔ اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا تو جوانا اثبات میں سر ہلاتا ہوا بے ہوش پڑے آدمی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جیب سے لمبی گردن والی بوتل نکالی اس کا ڈھکن ہٹا کر اس نے بوتل کا دہانہ بے ہوش پڑے آدمی کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی، اس کا ڈھکن لگایا اور پھر مڑ کر کونے میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا تا کہ بوتل واپس وہاں رکھ کر عمران کے حکم کے مطابق کوڑا اٹھا لائے۔ جوزف اس موقع پر باہر ہی رکا تھا تا کہ نگرانی اور دیکھ بھال کر سکے۔ جوانا کوڑا پکڑے آ کر عمران کی کرسی کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

"اس کا نام رابرٹ ہے نا"...... عمران نے ساتھ کرسی پر بیٹھے ٹائیگر سے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ رابرٹ کے جسم میں اب حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تھے اور پھر چند لمحوں بعد ہی اس کی آنکھیں کھلیں۔ اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔ ابھی اس کی آنکھوں میں دھند چھائی ہوئی تھی لیکن پھر اس نے ایک جھٹکا کھایا اور اس کا ڈھلکا ہوا جسم تن گیا۔ اب آنکھوں میں موجود دھند غائب ہو چکی تھی۔

"تمہارا نام رابرٹ ہے اور تم سٹار کلب کے مالک اور جنرل

مینجر ہو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں۔ مگر۔ مگر۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ میں کہاں ہوں۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ تو ٹائیگر ۔ تم۔ یہ کیا ہے"...... رابرٹ نے انتہائی حیرت بھرے اور خاصے بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

"تمہارے کہنے پر پیشہ ور قاتلوں کا ایک گروپ ڈاکٹر آفتاب مرحوم کی رہائش پر گیا اور وہاں معصوم بچوں، بیوہ اور ملازمین کو بے دردی سے ہلاک کر کے کرش نوٹس لے آیا۔ تمہارے اس کوبرا گروپ کو کالراج روڈ پر واقع ان کے اڈے میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ تمہیں تمہارے سٹار کلب سے ٹائیگر نے آفس میں بے ہوش کرنے والی گیس فائر کر کے بے ہوش کیا اور خفیہ راستے سے اٹھا کر یہاں لے آیا ہے۔ میرے عقب میں موجود جوانا کو تم دیکھ رہے ہو۔ اس کے ہاتھ میں کوڑا ہے اور جس قوت اور طاقت سے تم پر کوڑے کی ضرب پڑے گی۔ اس کا اندازہ تم بخوبی کر سکتے ہو۔ میں تمہارے سامنے دو صورتیں رکھتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ تم مجھے سچ سچ بتا دو کہ تم نے کس کے کہنے پر کرش نوٹس حاصل کئے۔ کس کو بھجوائے اور پھر اسے فون پر کنفرم کرا دو تو میں تمہیں زندہ چھوڑ سکتا ہوں۔ دوسری صورت میں اگر تم کچھ بتانے سے انکار کر دو تو پھر کوڑوں کی مدد سے تمہارے جسم کی ہر ہڈی سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل کر دی جائے گی اور تم اس دوران خود ہی سب کچھ بتا دو گے

لیکن پھر کیا تم زندہ رہو گے۔ ویسے مجھے دوسری صورت پسند ہے لیکن میں انصاف کے طور پر تمہارے سامنے دونوں صورتیں رکھ رہا ہوں۔ جواب دو ہاں میں یا نہ میں"...... عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"کیا تم حلف دیتے ہو کہ سب کچھ سچ بتانے پر تم مجھے زندہ اور صحیح سلامت چھوڑ دو گے"...... رابرٹ نے کہا۔

"میں اپنی بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں۔ چاہے تم اعتبار کرو یا نہ کرو۔ میں پانچ تک گنوں گا اس کے بعد دوسری صورت پر عملدرآمد شروع ہو جائے گا اور پھر تمہاری کوئی بات نہیں سنی جائے گی۔ ایک، دو"...... عمران نے اپنی بات کر کے آخر میں گنتی شروع کر دی۔

"میں بتاتا ہوں۔ سب کچھ بتاتا ہوں"...... رابرٹ یکلخت خوفزدہ لہجے میں چیخ پڑا۔

"بولتے رہو ورنہ گنتی بھی آگے بڑھ جائے گی"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے صامالیہ کے دارالحکومت ماگا کے ایک کلب کے مالک اور جنرل منیجر رالف نے ٹاسک دیا تھا۔ چونکہ اسے جلدی تھی اس لئے میں نے ڈبل معاوضہ لے کر ٹاسک کوبرا گروپ کے سپرد کر دیا اور کوبرا گروپ کے انچارج اسمتھ نے ٹاسک واقعی بے حد تیزی سے مکمل کر لیا۔ میں نے کرش نوٹس کا پیکٹ بنایا اور سپیشل کوریئر کے

ذریعے رالف کو بھیج دیا۔ بس یہ ہے سارا معاملہ"...... رابرٹ نے کہا۔

"رالف کا نمبر کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اس کے کلب کا نمبر مجھے معلوم ہے۔ اس نمبر پر رابطہ ہوتا ہے"...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نمبر بتاؤ اور میرے سامنے رالف سے بات کرو اور کنفرم کراؤ کہ تمہیں یہ ٹاسک واقعی رالف نے دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"نمبر تو میں بتا دیتا ہوں لیکن کنفرم کیسے کراؤں"...... رابرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو مرضی آئے کہو لیکن کنفرمیشن ضروری ہے ورنہ گنتی آگے بڑھ جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"ملاؤ نمبر اور کراؤ بات"...... رابرٹ نے کہا اور ساتھ ہی نمبر بتا دیا۔ اس کے دارالحکومت ماگا کا رابطہ نمبر بتا کر اور ساتھ ہی بلیک کلب کا نمبر بھی بتا دیا۔ عمران نے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور رابرٹ کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر کے فون اور رسیور جوانا کی طرف بڑھا دیا۔ جوانا نے ایک ہاتھ سے فون اٹھایا اور دوسرے ہاتھ میں رسیور پکڑے رابرٹ کے قریب پہنچ گیا۔ عمران نے چونکہ آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔ جوانا نے رسیور رابرٹ کے کان سے لگا دیا۔

"بلیک کلب"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے سٹار کلب کا رابرٹ بول رہا ہوں۔ رالف سے بات کراؤ"...... رابرٹ نے کہا۔

"باس رالف اپنے ساتھیوں سمیت موٹر بوٹ پر کھلے سمندر میں گئے ہوئے ہیں اور ان کی واپسی کا کچھ پتہ نہیں ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جوانا نے رسیور اس کے کان سے ہٹا لیا۔

"اب بولو۔ گنتی شروع کروں"...... عمران نے کہا۔

"اب میں کیا کروں۔ وہ میرا پابند تو نہیں ہے۔ پھر اسے تو معلوم ہی نہ تھا کہ میں اسے فون کروں گا"...... رابرٹ نے کہا۔

"سوری رابرٹ۔ اس کے علاوہ کوئی اور آدمی بتاؤ جس سے کنفرمیشن ہو سکے"...... عمران نے کہا۔

"اور آدمی تو ناراک کا راکس ہو سکتا ہے۔ رالف کا باس۔ اسے یقیناً اس کا علم ہو گا بلکہ میرا خیال ہے کہ رالف نے اس کے کہنے پر ہی یہ کارروائی کی ہو گی"...... رابرٹ نے کہا۔

"اس کا نمبر بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"مجھے اس کا نمبر معلوم نہیں ہے"...... رابرٹ نے جواب دیا۔

"سوری رابرٹ"...... عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میری بات پر یقین کرو۔ میں نے کبھی

راکس سے براہِ راست بات نہیں کی"...... رابرٹ نے چیختے ہوئے کہا۔

"تم نے پاکیشیا کے اہم سائنسی فارمولے کے نوٹس چوری کر کے غیر ملک بھجوائے ہیں۔ تمہاری وجہ سے معصوم بچے بے دردی سے ہلاک ہوئے۔ تمہاری سزا موت ہے"...... عمران نے اس کے چیخنے چلانے کی پرواہ کئے بغیر کہا اور دوسرے لمحے گولیوں کی بارش اس کے سینے پر ہوئی اور اس کا جسم راڈز میں جکڑے ہونے کے باوجود اس طرح پھڑکنے لگا جیسے بکری ذبح ہوتے ہوئے تڑپتی ہے۔

"اس کی لاش کسی ویرانے میں پھینک دو"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تنویر اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایکشن سے بھرپور ایک فلم دیکھ رہا تھا۔ یہ اس کی ہابی تھی۔ وہ زیادہ تر وقت فلیٹ میں ہی گزارتا تھا اور وقت گزارنے کے لئے وہ ایکشن سے بھرپور فلمیں دیکھتا رہتا تھا۔ چونکہ ایسی فلمیں خریدنے کے لئے اسے شہر کے تمام ایسے سٹورز پر جانا پڑتا تھا جہاں ایسی فلمیں فروخت کی جاتی تھیں۔ اس لئے سب سٹورز کے مالکان و مینجرز اسے بہت اچھی طرح جانتے تھے۔ تنویر نے انہیں یہی بتایا ہوا تھا کہ وہ امپورٹ ایکسپورٹ کا کام کرتا ہے۔ تنویر اس وقت بھی ایک زبردست ایکشن فلم دیکھنے میں اس قدر محو تھا اور اس کی نظریں سکرین پر اس طرح جمی ہوئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹ جاتا ہے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی لیکن تنویر نے دانستہ اسے نظر انداز کر دیا کیونکہ اس وقت ایکشن اپنے عروج پر تھا اور وہ نظریں نہ ہٹانا چاہتا تھا۔ اس کا

خیال تھا کہ جب رسپانس نہیں ملے گا تو کال کرنے والا خود ہی کال کرنا بند کر دے گا لیکن گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ اچانک تنویر کے ذہن میں خیال آیا کہ جولیا کا فون نہ ہو۔ یہ خیال آتے ہی اس نے سکرین سے نظریں ہٹائے بغیر رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''تنویر بول رہا ہوں''...... تنویر نے کہا۔ ٹی وی کی آواز پہلے ہی کافی کم تھی کیونکہ تنویر ہمیشہ ٹی وی کی آواز کم رکھتا تھا کیونکہ اس کی تمام تر دلچسپی ایکشن میں تھی۔ اسے ڈرامہ، مزاح یا ایسے ہی دوسرے موضوعات سے کوئی دلچسپی نہیں تھی اور ایکشن دیکھنے کی چیز ہوتی ہے سننے کی نہیں۔ اس لئے وہ آواز کافی کم رکھتا تھا۔

''کاشفہ بول رہی ہوں آپ کی ہمسائی''...... دوسری طرف سے ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔

''سوری۔ رانگ نمبر''...... تنویر نے کہا اور رسیور رکھ دیا لیکن چند لمحوں بعد گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی لیکن تنویر نے اس بار اسے اس طرح نظر انداز کر دیا جیسے اسے یقین ہو کہ یہ کال بھی رانگ نمبر ہی ہو گی لیکن اسی لمحے ایکشن اپنے عروج پر پہنچ کر ختم ہو گیا تو اس نے ٹی وی سے نظریں ہٹائیں اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''تنویر بول رہا ہوں''...... تنویر نے کہا۔

''فون بند نہ کریں۔ یہ رانگ کال نہیں ہے۔ میں آپ کو ہی کال کر رہی ہوں۔ میرا نام کاشفہ ہے اور میرا فلیٹ بھی اسی پلازہ میں ہے جس میں آپ کا فلیٹ ہے۔ اس لحاظ سے میں آپ کی

ہمسائی ہوں''...... اس بار دوسری طرف سے بولنے والی خاتون نے
مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تم نے کیوں مجھے فون کیا ہے۔ کیا اور کوئی کام نہیں ہے
تمہیں''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مجھے ہیلپ کی ضرورت ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''سوری۔ میں ایسے ہتھکنڈوں میں آنے والا نہیں ہوں۔ اب
مجھے فون نہ کرنا ورنہ گردن توڑ دوں گا''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں
کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

''نانسنس۔ نجانے دوسروں کو لوٹنے کے لئے لوگوں نے کیا کیا
بہانے گھڑ رکھے ہیں۔ نانسنس''...... تنویر نے اونچی آواز میں
بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر سکرین کی طرف دیکھنے لگا لیکن
اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

''اسے کوئی نہ کوئی سبق سکھانا پڑے گا۔ ویسے یہ باز نہیں آئے
گی''...... تنویر کو گھنٹی کی آواز سن کر غصہ آ گیا لیکن پھر اسے خیال آیا
کہ ضروری نہیں کہ اس عورت کا فون ہو۔ جولیا بھی کبھی فون کر سکتی
ہے اس لئے اس نے ایک بار پھر جھٹکے سے رسیور اٹھایا اور کان
سے لگا لیا۔

''تنویر بول رہا ہوں''...... تنویر نے اپنے لہجے کو کنٹرول میں
رکھتے ہوئے کہا۔

''تنویر صاحب۔ فار گاڈ سیک۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ مجھے آپ

سے کوئی مالی ہیلپ چاہئے۔ میرے ساتھ ظلم ہوا ہے، زیادتی ہوئی
ہے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ چاہیں تو آپ میری ہیلپ اس
طرح کر سکتے ہیں کہ آپ ظلم و زیادتی کرنے والوں کو ایسا سبق
سکھائیں کہ آئندہ کوئی کسی کے ساتھ ظلم و زیادتی نہ کر سکیں گے''۔
کاشفہ نے ایک بار پھر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں اور آپ نے اس کام کے لئے میرا
انتخاب کیوں کیا ہے۔ آپ پولیس کے پاس جائیں''...... تنویر نے
اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

''پولیس میری بات نہیں سنتی کیونکہ جس کے خلاف میں شکایت
کر رہی ہوں اس کا تعلق ایک جرائم پیشہ آدمی سے ہے جو ایک
بدنام کلب کا مالک ہے''...... کاشفہ نے کہا تو کلب کا سن کر تنویر
چونک پڑا۔

''آپ کے ساتھ ہوا کیا ہے۔ پہلے یہ تو بتائیں اور آپ نے
میرا انتخاب کیوں کیا ہے یہ بھی آپ نے نہیں بتایا''...... تنویر نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے فلیٹ میں آ کر تفصیل
بتاؤں''...... کاشفہ نے کہا۔

''سوری۔ میں اکیلا رہتا ہوں اس لئے میں کسی اجنبی خاتون کو
فلیٹ پر نہیں بلا سکتا۔ آپ مجھے فون پر بتا دیں جو بتانا چاہتی ہیں۔
پھر میں فیصلہ کروں گا کہ میں آپ کی کوئی مدد بھی کر سکتا ہوں یا

نہیں''...... تنویر نے جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا۔

''پھر آپ میرے فلیٹ پر آ جائیں۔ ساتویں منزل پر ہے۔ سات سو سترہ نمبر''...... کاشفہ نے کہا۔

''خواہ مخواہ کیوں اپنا اور میرا وقت ضائع کر رہی ہو۔ میں کسی اجنبی عورت کے فلیٹ پر کیوں جاؤں گا''...... تنویر نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ مس صالحہ سے آپ کو فون کرانا پڑے گا۔ میرا تو خیال تھا کہ آپ کے بارے میں صالحہ نے جو کچھ بتایا ہے آپ فوری طور پر میری مدد پر آمادہ ہو جائیں گے''...... کاشفہ نے کہا۔

''کون مس صالحہ۔ کس کی بات کر رہی ہو''...... تنویر نے کہا۔

''آپ کی ساتھی جو ٹاور پلازہ میں رہتی ہے۔ میں اس کے پاس ہیلپ کے لئے گئی تھی کیونکہ میں انٹرنیشنل ہوٹل میں ملازمت کرتی ہوں جو اس کے والد کی ملکیت ہے اور اس کا جنرل مینجر چاہے تو میری مدد کر سکتا تھا۔ اس نے جنرل مینجر کو فون کیا لیکن اس نے معذرت کر لی۔ میں بے حد مایوس ہوئی تو اس نے میرا پتہ پوچھا تاکہ وہ کسی ساتھی یا دوست سے کہہ کر میرا کام کرا دے۔ جب میں نے پتہ بتایا تو اس نے کہا کہ ان کا ایک ساتھی تنویر اسی پلازہ میں رہتا ہے۔ اگر وہ میری مدد پر آمادہ ہو جائے تو میرا کام ہو سکتا ہے۔ اس نے مجھے یہ فون نمبر دیا ہے''...... کاشفہ نے کہا تو

تنویر کو صالحہ پر غصہ آ گیا کہ اس نے خواہ مخواہ اس کا ریفرنس دے دیا۔

''تمہارے ساتھ ہوا کیا ہے یہ تو بتاؤ۔ کیا قیامت ٹوٹ پڑی ہے تم پر''...... تنویر نے صالحہ کا غصہ بھی اس پر اتارتے ہوئے کہا۔

''آئی ایم سوری۔ آپ سرے سے انسان ہی نہیں ہیں۔ آپ کو کسی مظلوم کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہے''...... اس بار دوسری طرف سے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''نانسنس۔ نجانے ان عورتوں پر کیا پھٹکار ہوتی ہے کہ خواہ مخواہ اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع کرتی رہتی ہیں۔ نانسنس۔ اور ہاں۔ صالحہ نے اسے میرے بارے میں کیوں بتایا۔ یہ غلط ہے''...... تنویر نے رابطہ ختم ہونے پر رسیور رکھتے ہوئے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے صالحہ کے فلیٹ کا نمبر پریس کرنا شروع کر دیا۔

''صالحہ بول رہی ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی صالحہ کی آواز سنائی دی۔

''تنویر بول رہا ہوں مس صالحہ۔ یہ آپ نے فضول لوگوں کو میرا فون نمبر دینا کیوں شروع کر دیا ہے''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کیا ہو گیا ہے تنویر صاحب۔ آپ تو بڑے غصے کی حالت میں

بول رہے ہیں۔ بلڈ پریشر تو ہائی نہیں ہو گیا آپ کا“...... دوسر
طرف سے صالحہ نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو تنویر
اسے کاشفہ کے فون آنے اور پھر آخر میں کچھ بتائے بغیر فون بند ک
دینے کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

”وہ مظلوم عورت ہے تنویر صاحب۔ اس کے ساتھ واقعی ظلم ہوا
ہے اور یہ ظلم انٹرنیشنل ہوٹل کے ایک اسسٹنٹ مینجر نے کرایا ہے۔
میں نے جنرل مینجر سے بات کی لیکن اس نے یہ کہہ کر معذرت کر
لی کہ وہ ملازموں کے پرائیویٹ معاملات میں مداخلت نہیں کرتا۔
میں نے ڈیڈی سے بات کی تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا تو میں
نے سوچا کہ جولیا کو ساتھ لے کر خود ہی یہ کام کر دوں لیکن جب
کاشفہ نے مجھے بتایا کہ وہ اسی پلازہ میں رہ رہی ہے جس پلازہ میں
آپ ان دنوں رہائش پذیر ہیں تو میں نے اسے آپ کے بارے
میں بتایا کہ آپ کسی سرکاری تنظیم سے متعلق ہیں اور بے حد ہمدرد
دل کے مالک ہیں اور آپ کا فون نمبر بھی دے دیا اور مجھے یقین تھا
کہ جب کاشفہ آپ کو تفصیل بتائے گی تو آپ ضرور اس کی مدد
کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے اور ہماری پوری ٹیم میں آپ ہی اس
کام کے لئے سب سے فٹ ہیں“...... صالحہ نے تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔

”پھر وہ کیوں نہیں بتا رہی کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہے اور وہ
اب چاہتی کیا ہے“...... تنویر نے کہا۔

”میں نے بتایا ہے کہ اس کے ساتھ انٹرنیشنل ہوٹل کے
اسسٹنٹ مینجر راڈر نے ظلم کیا ہے۔ کاشفہ یہاں اکیلی رہتی ہے۔ وہ
غیر شادی شدہ ہے اور انٹرنیشنل ہوٹل میں خریداری شعبہ میں افسر
ہے۔ اس کے والدین ایک ایکسیڈنٹ میں اکٹھے فوت ہو گئے۔
ایک بھائی تھا وہ شادی کے بعد مستقل طور پر ایکریمیا شفٹ ہو گیا۔
والدین کی وفات پر وہ آیا۔ اس نے کاشفہ کو اپنے ساتھ ایکریمیا
چلنے کا کہا لیکن کاشفہ سے اس کی بھابی کا رویہ ایسا ہے کہ اس نے
ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ وہ بے حد اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتی
ہے اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے۔ اسسٹنٹ مینجر راڈر نے اس سے فلرٹ
کرنا چاہا لیکن کاشفہ نے اسے بری طرح ڈانٹ دیا کیونکہ کاشفہ
جانتی تھی کہ وہ نہ صرف شادی شدہ ہے بلکہ اس کے تین چار بچے
بھی ہیں۔ اس راڈر کے تعلقات جرائم پیشہ افراد سے ہیں۔ اس
نے ان کے ذریعے کاشفہ سے انتقام لینے کا سوچا اور پھر دو دیو
قامت سیاہ فام بدمعاش ایک رات کاشفہ کے فلیٹ پر پہنچ گئے۔ وہ
اسے بے عزت کرنا چاہتے تھے لیکن کاشفہ نے ان کی منتیں کیں اور
انہیں بھاری رقم اور زیورات دینے کا کہا تو وہ رضامند ہو گئے۔
کاشفہ نے انہیں فلیٹ میں موجود بھاری رقم بھی دے دی اور اپنا
تمام زیور بھی دے دیا اور وہ لوگ اسے بے عزت کئے بغیر واپس
چلے گئے۔ کاشفہ کو اتنا صدمہ ہوا کہ وہ بیمار پڑ گئی۔ غنڈوں نے
اسے دھمکی دی تھی کہ اگر اس نے پولیس کو یا کسی اور کو بھی اس

بارے میں بتایا کہ اسے بے عزت کر کے ہلاک کر دیا جائے گا۔
کاشفہ نے وعدہ کر لیا لیکن دوسری رات وہ پھر آ گئے۔ اس بار وہ
کاشفہ سے اس کی بینک میں موجود تمام جمع پونجی جو اس نے اپنے
والدین کا مکان فروخت کر کے بینک میں جمع کرا رکھی تھی، حاصل
کرنا چاہتے تھے ورنہ بے عزت کرنے اور وڈیو بنا کر اسے پھیلانے
کی دھمکی دی جس پر مجبوراً کاشفہ کو اپنی زندگی بچانے کے لئے انہیں
بلینک چیک دینا پڑا۔ وہ اسے بے ہوش کر کے چلے گئے۔ دوسرے
روز کافی دن چڑھے جب کاشفہ کو ہوش آیا تو اس نے بینک فون کیا
تو بینک نے بتایا کہ دو سیاہ فام چیک لے کر آئے اور تمام رقم لے
گئے ہیں۔ کاشفہ کے اکاؤنٹ میں صرف چند روپے موجود ہیں۔ یہ
ایسا صدمہ تھا کہ اسے ہسپتال جانا پڑا۔ ہسپتال سے فارغ ہو کر
جب وہ دوبارہ ڈیوٹی پر جانے لگی تو اس نے راڈر کے چہرے پر
انتقامی مسکراہٹ دیکھی۔ وہ پہلے ہی سمجھتی تھی کہ یہ سارا فساد اسی
شیطان کا ہے چنانچہ وہ اس کے گھر گئی تا کہ اس کی بیوی کی منت
سماجت کرے کہ وہ راڈر کو اس کی رقم واپس کرنے پر آمادہ کر دے
لیکن وہاں اس کی بیوی نے الٹا اس کی بات سننے کی بجائے اسے
بے عزت کر کے اپنی رہائش گاہ سے نکال دیا کیونکہ اس کی بیوی کی
انگلی میں اس نے وہ انگوٹھی دیکھ لی تھی جو اس کے زیورات میں
شامل تھی جو وہ سیاہ فام لے گئے تھے۔ اس نے پولیس کارروائی کے
لئے پولیس اسٹیشن سے رجوع کیا لیکن کہیں کوئی شنوائی نہ ہوئی۔

اس نے اپنے بھائی کو ایکریمیا فون کر کے انہیں اپنی بپتا سنائی تو
اس نے اسے ایکریمیا آنے کا کہا اور کچھ رقم بھجوا دی تا کہ کاشفہ
ٹکٹ لے سکے لیکن اس کی بھابی نے فون کر کے اسے ایسی باتیں
کہیں کہ کاشفہ سمجھ گئی کہ وہ اس کا ایکریمیا آنا پسند نہیں کرتی۔ پھر
کسی کے کہنے پر وہ مجھ سے ملی۔ میں نے جنرل مینجر کو فون کیا لیکن
اس نے معذرت کر لی۔ پھر ڈیڈی سے بات ہوئی تو انہوں نے بھی
معذرت کر لی“...... صالحہ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس کے ساتھ واقعی ظلم ہوا ہے اور مجھے اس کے کردار نے
متاثر کیا ہے کہ اس نے اپنی تمام جمع پونجی اور زیورات دے کر اپنی
عزت بچا لی ہے ورنہ عورتیں مر تو جاتی ہیں لیکن اپنے زیورات کسی
کو نہیں دیتیں۔ لیکن اب وہ مجھ سے کیا چاہتی ہے“...... تنویر نے
کہا۔

”صرف انتقام۔ تمہیں معلوم ہو گا کہ عورت اگر انتقام پر اتر
آئے تو پھر اپنا سب کچھ چاہے برباد ہو جائے لیکن انتہائی بھیانک
انتقام وہ ضرور لیتی ہے“...... صالحہ نے کہا۔

”اس راڈر کو گولی مار دے۔ انتقام پورا ہو جائے گا“...... تنویر
نے کہا۔

”وہ راڈر کے ساتھ ساتھ ان سیاہ فاموں سے یہی انتقام چاہتی
ہے جنہوں نے گو اسے بے عزت نہیں کیا لیکن اس پر تشدد کیا اور
نجانے کیا کیا کہا۔ ان کا پتہ راڈر کو معلوم ہو سکتا ہے“...... صالحہ نے

کہا۔

”مطلب ہے کہ پہلے راڈر سے ان سیاہ فاموں کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں پھر راڈر سمیت ان دونوں سیاہ فاموں کو بھی گولی مار دی جائے تاکہ اس کا انتقام پورا ہو سکے“۔ تنویر نے کہا۔

”نہیں نہیں۔ راڈر شادی شدہ ہے اور اس کے بچے ہیں چھوٹے چھوٹے۔ راڈ کو ہلاک کرنا دراصل ان بچوں کے ساتھ ظلم ہے البتہ اسے اتنا سبق ضرور ملنا چاہئے کہ آئندہ وہ کسی اور کے ساتھ ایسا کرنے کا تصور بھی نہ کر سکے اور سیاہ فام تو بدمعاش ہیں۔ کسی جرائم پیشہ کلب سے وابستہ ہوں گے۔ ان کو بھی ایسا سبق ملنا چاہیے کہ وہ آئندہ کسی عورت کے ساتھ ایسا سلوک کرنے کا سوچ کر ہی خوفزدہ ہو جائیں“...... صالحہ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں کاشفہ سے رابطہ کرتا ہوں تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ کیا چاہتی ہے پھر دیکھتا ہوں کہ کیا کیا جا سکتا ہے“...... تنویر نے کہا اور کریڈل دبا دیا۔ پھر ٹون آنے پر پلازہ ایکسچینج سے رابطہ کر کے انہیں کاشفہ کا فلیٹ نمبر بتا کر ان سے ان کا فون نمبر لیا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”کاشفہ بول رہی ہوں“...... چند لمحوں بعد کاشفہ کی آواز سنائی دی۔

”تنویر بول رہا ہوں۔ مجھے صالحہ نے ساری تفصیل بتا دی ہے۔ تمہارے ساتھ واقعی ظلم ہوا ہے لیکن اب تم کیا چاہتی ہو“...... تنویر نے کہا۔

”مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ میری ناسمجھی تھی کہ میں نے سوچا کہ تم میری ہیلپ کرو گے لیکن تمہیں مجھ سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے۔ سوری۔ جو ہو گیا سو ہو گیا اور اب جو ہو گا وہ بھی ہو گا۔ ایک کاشفہ ان بدمعاشوں سے انتقام نہ لے سکنے کی وجہ سے خودکشی کر لے گی تو دنیا میں رہنے والے آپ جیسے لوگوں کو کیا فرق پڑے گا۔ فون کرنے کا شکریہ“...... کاشفہ نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”ان عورتوں کی عقل الٹی ہوتی ہے۔ پہلے منتیں کر رہی تھی اب جب میں نے پوچھا تو نخرے شروع کر دیئے۔ نانسنس۔ لیکن اگر اس احمق نے خودکشی کر لی تو۔ یہ تو زیادتی ہو گی“...... تنویر نے کہا اور ایک بار پھر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی مگر کسی نے فون اٹنڈ نہ کیا۔

”اوہ۔ یہ جذباتی ہو رہی تھی۔ کہیں واقعی خودکشی نہ کر لی ہو اس نے“...... تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کی خودکشی کا خیال آتے ہی تنویر کو اب محسوس ہو رہا تھا جیسے کاشفہ کا مجرم وہ خود ہے۔ تھوڑی دیر بعد لفٹ کے ذریعے وہ ساتویں منزل پر پہنچ گیا۔ وہاں عورتیں اور مرد آ جا

رہے تھے۔ سترہ نمبر کمرے کا دروازہ بند تھا اور سائیڈ پر کاشفہ کے نام کی پلیٹ موجود تھی۔ کاشفہ کا پورا نام کاشفہ رضا تھا اور نام کے نیچے انٹرنیشنل ہوٹل کے الفاظ بھی درج تھے۔ تنویر نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... ڈور فون سے کاشفہ کی آواز سنائی دی لیکن تنویر کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی آواز خوف کی وجہ سے لرز رہی ہو۔

''تنویر ہوں۔ دروازہ کھولو''...... تنویر نے کہا۔

''سوری تنویر صاحب۔ میں آپ سے نہیں ملنا چاہتی''...... کاشفہ بھی شاید ضد پر اتر آئی تھی۔

''میں کہہ رہا ہوں دروازہ کھولو۔ سنا نہیں تم نے''...... تنویر نے خاصے تحکمانہ لہجے میں کہا تو کٹک کی آواز کے ساتھ ہی ڈور فون بند ہوا اور چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر ایک عورت کھڑی تھی۔ اس کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔ گالوں پر آنسوؤں کی جیسے لڑیاں سی بنی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔

''مم۔ مم۔ میں مر جاؤں گی۔ یہاں میرا کوئی ہمدرد نہیں ہے''۔ کاشفہ نے رو دینے والے لہجے میں آہستہ آہستہ بولتے ہوئے کہا۔

''اندر چلو۔ یوں دروازے پر کھڑے ہو کر باتیں کرنا اچھا نہیں لگتا۔ چلو اندر''...... تنویر نے ایک بار پھر تحکمانہ لہجے میں کہا اور کاشفہ جو دروازے کے درمیان کھڑی تھی، سائیڈ پر ہو گئی۔ تنویر اندر داخل ہوا۔

''دروازہ لاک مت کرنا۔ ویسے ہی بند کر دو''...... تنویر نے کہا اور سامنے موجود کرسیوں کی طرف بڑھ گیا۔ فلیٹ خاصا صاف ستھرا تھا اور فرنیچر بھی خاصا قیمتی اور جدید تھا۔

''میں تو تمہارے لئے اجنبی عورت ہوں اور تم میرے لئے اجنبی مرد ہو۔ تم نے کہا تھا کہ تم اپنے فلیٹ پر کسی اجنبی عورت کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اب تم خود ایک اجنبی عورت کے فلیٹ پر کیوں آئے ہو''...... کاشفہ نے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''تم اب اجنبی نہیں رہی ہو۔ صالحہ نے مجھے ساری تفصیل بتا دی ہے۔ تم نے جس طرح اپنے زیورات اور اپنی جمع پونجی خود دے کر اپنی عزت بچائی ہے اس سے میں بے حد متاثر ہوا ہوں۔ تم جیسی عورتیں لاکھوں میں چند ہوتی ہیں۔ میں تمہیں سلام کرتا ہوں اور اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اس راڈر اور ان دونوں سیاہ فاموں کو گولیوں سے اڑا دوں گا''...... تنویر نے کہا تو کاشفہ کا بجھا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

''شش۔ شکریہ۔ لیکن میں راڈر کو اس لئے ہلاک نہیں ہونے دوں گی کہ وہ شادی شدہ ہے۔ اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ گو اس نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ اس کے ٹکڑے اڑا دوں لیکن اب کیا کروں۔ مجھے اس کے بچوں پر ترس آتا ہے''...... کاشفہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کچن

کی طرف بڑھ گئی۔

''عجیب عورت ہے۔ اس سے انتقام بھی لینا چاہتی ہے اور اس سے ہمدردی بھی کر رہی ہے۔ پھر کیا کرنا ہو گا''...... تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحوں بعد کاشفہ کچن سے باہر آئی تو اس نے مقامی مشروب کے دوٹن اٹھائے ہوئے تھے۔ اس نے ایک ٹن تنویر کے سامنے رکھا اور دوسرا اپنے سامنے رکھ کر وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

''تم انتقام بھی لینا چاہتی ہو لیکن اس سے ہمدردی بھی کر رہی ہو۔ اب تم خود بتاؤ کہ کیا کرنا ہو گا۔ بولو''...... تنویر نے ٹن اٹھا کر سٹرا منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔

''میں کیا بتاؤں۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ میرا دل اپنی حالت پر رو رہا ہے لیکن مجھے ترس بھی آتا ہے۔ کاش میرے ساتھ ایسا نہ ہوا ہوتا۔ اب پھر رات ہو گی اور میں ساری رات اپنے ساتھ ہونے والے سلوک پر روتی رہوں گی۔ ٹھیک ہے میرا مقدر یہی ہے''...... کاشفہ نے کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

''چلو اٹھو۔ لباس بدلو اور میرے ساتھ چلو اس راڈر کے پاس۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس کے ساتھ کیا ہو سکتا ہے کہ تمہارا انتقام بھی پورا ہو جائے اور اس کے بیوی اور بچے پریشان بھی نہ ہوں''۔ تنویر نے کہا اور ٹن ختم ہونے پر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اس وقت وہ ہوٹل پر نہیں، گھر پر ہو گا۔ لیکن تم کیا کرو گے۔

میرے پاس کوئی ثبوت تو نہیں ہے''...... کاشفہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''اس کی رہائش گاہ کہاں ہے۔ کیا پتہ ہے اس کا''...... تنویر نے کہا تو کاشفہ نے کالونی کا نام اور کوٹھی نمبر کوٹھی کا فون نمبر بھی بتا دیا۔ تنویر نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے بعد اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''جی صاحب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ اور انداز بتا رہا تھا کہ وہ گھر کا ملازم ہے۔

''راڈر صاحب سے بات کراؤ۔ میں تنویر بول رہا ہوں''۔ تنویر نے سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''صاحب تو چیف کلب گئے ہوئے ہیں۔ وہ تو رات گئے واپس آئیں گے۔ آپ کل ان کے ہوٹل فون کر کے ان سے بات کر لیں''...... ملازم نے جواب دیا تو تنویر نے رسیور رکھ دیا۔

''آؤ۔ وہ چیف کلب میں ہے۔ اس سے ان دو سیاہ فام بدمعاشوں کے بارے میں تو معلوم کریں۔ اب میں اپنے فلیٹ پر جا رہا ہوں تا کہ لباس تبدیل کر لوں۔ تم وہیں آ جاؤ پھر اکٹھے چیف کلب چلیں گے''...... تنویر نے کہا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر آ گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ اپنے فلیٹ پر پہنچ گیا۔ اس نے لباس تبدیل کیا ہی تھا کہ کال بیل کی آواز

سنائی دی تو تنویر نے ڈور فون کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن پریس
دیا۔

''کون ہے''...... تنویر نے کہا۔

''کاشفہ ہوں''...... فون سے کاشفہ کی آواز سنائی دی تو تنویر
بغیر کچھ کہے رسیور رکھا اور آگے بڑھ کر بیرونی دروازہ کھول دیا ا
خود باہر آ کر اس نے فلیٹ کو لاک کر دیا۔

''آؤ''...... تنویر نے کہا اور لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ کاشفہ
سادہ لباس پہنا ہوا تھا لیکن اس کا لباس دیکھ کر تنویر کی آنکھوں م
تحسین کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید اس کے ذہن میں تھا ک
چونکہ کاشفہ ہوٹل میں کام کرتی ہے اس لئے شوبز کے لوگوں جی
لباس پہننے کی عادی ہو گی لیکن کاشفہ کا لباس تو صالحہ اور جولیا
بھی سادہ تھا اور اس نے صرف چہرہ واش کیا تھا۔ اس کے چہرے
پر کوئی میک اپ نظر نہیں آ رہا تھا لیکن تنویر نے یہ سب کچھ ایک نظ
سے دیکھا تھا اور پھر مڑ کر آگے بڑھ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس ک
کار تیزی سے چیف کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

''تم پہلے کبھی چیف کلب گئی ہو''...... تنویر نے سائیڈ سیٹ پ
بیٹھی کاشفہ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''میں کسی کلب میں بھی نہیں جاتی۔ صرف اپنی جاب پر جا
ہوں اور بس''...... کاشفہ نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''باقی سارا وقت اپنے فلیٹ میں بند رہتی ہو''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ زیادہ تر۔ البتہ کبھی کبھار فرینڈز سے ملنے بھی چلی جاتی
ہوں لیکن کسی ہوٹل یا کلب میں نہیں جاتی کیونکہ مجھے وہاں کا ماحول
پسند نہیں ہے''...... کاشفہ نے کہا۔

''کمال ہے۔ خود ہوٹل میں کام کرتی ہوں اور تمہیں وہاں کا
ماحول بھی پسند نہیں ہے''...... تنویر نے کہا تو کاشفہ بے اختیار ہنس
پڑی۔

''میں ہوٹل میں ویٹرس نہیں ہوں اور نہ ہی وہاں کاؤنٹر گرل
ہوں۔ میں ایک ذمے دار عہدے پر فائز ہوں۔ خاصا بڑا عملہ
میرے ماتحت ہے۔ میں پرچیزنگ کی ہیڈ ہوں اور یہ شعبہ ہوٹل کا
انتہائی حساس اور مین شعبہ ہوتا ہے اس لئے میں تو ہوٹل نہیں جاتی۔
میں تو آفس جاتی ہوں۔ باقی رہا کلبوں اور ہوٹلوں میں لیڈیز کا
کھانا پینا اور گپیں لگانا۔ یہ کام اس لئے نہیں ہوسکتا کہ میں اکیلی
ہوں۔ مردوں کے ساتھ اس انداز سے روابط رکھنا مجھے پسند نہیں
ہے۔ مرد بے حد چھچھورے ہوتے ہیں۔ ذرا سا انگلی پکڑنے کا
موقع دو تو پورا ہاتھ ہی پکڑ لیتے ہیں''...... کاشفہ نے کہا۔

''تمام مرد ایسے نہیں ہوتے۔ سنا تم نے۔ آئندہ میرے سامنے
ایسی بات مت کرنا''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نے دیکھا ہے کہ تم چھچھورے نہیں ہو اور نہ ہی تمہاری
آنکھوں میں اب تک وہ چمک ابھری ہے جو کسی خوبصورت عورت کو
دیکھ کر مردوں کی آنکھوں میں ابھرتی ہے۔ جانوروں جیسی چمک

جیسے شکاری کی آنکھوں میں پسندیدہ شکار کو دیکھ کر ابھرتی ہے''۔
کاشفہ نے کہا۔

''تم فلیٹ میں بند رہ کر کیا کرتی ہو۔ کیا ٹی وی دیکھتی رہتی
ہو''...... تنویر نے اپنے انداز میں کہا جیسے وہ موضوع بدلنا چاہتا ہو۔

''ٹی وی بھی دیکھتی ہوں لیکن زیادہ تر میں کتابیں اور رسالے
پڑھتی رہتی ہوں''...... کاشفہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کس قسم کے رسالے''...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

''ہارر موضوع پر چھپنے والی کتابیں اور رسالے۔ مجھے یہ موضوع
پسند ہے''...... کاشفہ نے کہا۔

''زیادہ ہارر پڑھنے سے لاشعوری خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ تم
صالحہ سے ملا کرو۔ وہ تو اچھی عورت ہے۔ وہ تمہیں گھمائے پھرائے
گی''...... تنویر نے کہا۔

''پہلے تو یہ سن لو کہ خواتین کے بارے میں بات کرنے کے کچھ
مسلمہ آداب ہوتے ہیں۔ جب تک کسی خاتون کی شادی نہ ہو
جائے اسے لڑکی کہا جاتا ہے اور شادی شدہ کو بھی عورت کی بجائے
خاتون کہنا زیادہ مہذب بات ہے۔ صالحہ بھی ابھی لڑکی ہے اور میں
بھی۔ ویسے تمہاری بات درست ہے۔ صالحہ واقعی اچھی لڑکی ہے اور
اس کی ایک غیر ملکی دوست تو بے حد خوبصورت، کیوٹ اور پیاری
لڑکی ہے''...... کاشفہ نے کہا تو تنویر چونک پڑا۔

''کس کی بات کر رہی ہو''...... تنویر نے کہا۔

''وہ سوئٹزر لینڈ نژاد ہے لیکن اب طویل عرصہ سے پاکیشیا میں
رہتی ہے۔ مس جولیانا فٹز واٹر اس کا نام ہے۔ تم تو جانتے ہو گے
اسے۔ اس کے باوجود پوچھ رہے ہو کہ جیسے اسے جانتے ہی نہیں''۔
کاشفہ نے کہا۔

''مجھے عورتوں، اوہ سوری۔ لڑکیوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے البتہ
جنہیں دلچسپی ہو انہیں میں دلچسپی لینے سے روک دیتا ہوں''...... تنویر
نے کہا۔

''جہاں تک میں سمجھتی ہوں تم رانجھے کی بجائے کیدو کا کردار
زیادہ پسند کرتے ہو''...... کاشفہ نے کہا۔

''کیا فضول باتیں لے بیٹھی ہو۔ کوئی اور بات کرو''...... تنویر
نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ بتاؤ کہ تم چیف کلب میں راڈر سے مل کر کیا کہو گے۔ وہ تو
ہر بات سے مکر جائے گا۔ وہ انتہائی شاطر آدمی ہے''...... کاشفہ نے
چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''میں اسے یہاں سے اٹھا کر ایک اور جگہ لے جاؤں گا اور
وہاں اسے سب کچھ بتانا پڑے گا لیکن تم نے کسی قسم کی مداخلت
نہیں کرنی۔ یہ سن لو''...... تنویر نے کہا تو کاشفہ نے اثبات میں سر
ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار چیف کلب میں داخل ہو گئی۔ تنویر
نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ دوسری طرف سے
کاشفہ بھی نیچے اتر آئی۔ تنویر نے کار لاک کی تو پارکنگ بوائے نے

کارڈ دیا جو تنویر نے اپنی جیب میں ڈال لیا۔

''آؤ''...... تنویر نے کہا اور پھر وہ دونوں کلب کے مین گیٹ کی طرف چل پڑے۔ اندر ہال میں لوگ کافی تعداد میں موجود تھے جن میں عورتوں کی بھی خاصی تعداد موجود تھی۔

''وہ ادھر کونے میں عورت کے ساتھ جو بیٹھا ہے وہی راڈر ہے''...... ہال میں داخل ہوتے ہی کاشفہ نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''وہ جس نے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں وہی۔ لیکن اس کے ساتھ جو عورت ہے وہ اس کی بیوی نہیں ہے''...... کاشفہ نے کہا۔

''میرے ساتھ آؤ۔ لیکن تم نے خاموش رہنا ہے''...... تنویر نے کہا اور اس طرف کو بڑھ گیا جہاں کونے میں راڈر بیٹھا تھا۔

''تمہارا نام راڈر ہے''...... تنویر نے اس کی ٹیبل کے قریب پہنچ کر خاصے درشت لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ مگر یہ کاشفہ۔ کیا مطلب''...... راڈر نے بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''اے لڑکی۔ تم چلتی پھرتی نظر آؤ ورنہ''...... تنویر نے اس لڑکی سے کہا جو بڑی حیران اور پریشان نظروں سے یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہی تھی۔

''یہ کیا کر رہے ہو اور کیوں''...... راڈر نے احتجاج کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے ہال زور دار تھپڑ کی آواز سے گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی راڈر کے منہ سے نکلنے والی چیخ بھی اس میں شامل تھی۔ تنویر کا تھپڑ اس قدر طاقتور تھا کہ راڈر چیختا ہوا پہلو کے بل فرش پر جا گرا۔ تھپڑ اور چیخ کی آوازوں کے ساتھ ہی پورا ہال چونک پڑا۔

''خبردار۔ کوئی حرکت مت کرنا۔ سپیشل پولیس''...... تنویر نے جیب سے ایک بیج نکال کر اسے ہوا میں لہراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھتے ہوئے راڈر کو ٹھوکر مار دی تو راڈر ایک بار پھر چیختا ہوا واپس فرش پر جا گرا۔

''چلو۔ تم نے کیا سمجھ رکھا تھا کہ ملک سے غداری کر کے تم سپیشل پولیس سے بچ جاؤ گے''...... تنویر نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے دانستہ ادا کئے ہوئے الفاظ ''ملک سے غداری'' نے لوگوں پر جادو کا اثر کیا۔

''لے جاؤ اسے۔ اگر یہ غدار ہے تو یہ قابل معافی نہیں ہے''۔ چند نوجوانوں نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

''چلو''...... تنویر نے جھک کر اسے گردن سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ راڈر کا جسم کانپ رہا تھا۔ ٹانگیں کپکپا رہی تھیں۔ شاید ملک سے غداری اور سپیشل پولیس کے الفاظ نے اس پر لرزہ طاری کر دیا تھا۔

"مم۔ مم۔ میں بے گناہ ہوں۔ مم۔ مم"...... راڈر نے کا
ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے ساتھ شرافت سے چل پڑو تو تمہاری ہڈیاں نہیں ٹو
گی ورنہ سارے جسم کی ساری ہڈیاں توڑ کر بھی لے جاؤں
تمہیں۔ ہاں تمہیں میں یہ حلف دیتا ہوں کہ اگر تم بے گناہ ثا
ہوئے تو نہ صرف تم سے معافی مانگی جائے گی بلکہ تمہیں زندہ چ
بھی دیا جائے گا۔ چلو"...... تنویر نے چیختے ہوئے کہا۔

"چلو مگر"...... راڈر نے کہا اور خود ہی دروازے کی طرف
گیا۔ تنویر نے ہاتھ میں مشین پسٹل پکڑا ہوا تھا اور وہ بے حد چو
نظر آ رہا تھا جبکہ اس کے عقب میں کاشفہ بھی آ رہی تھی لیکن ا
کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کے تاثرات نمایاں تھے
شاید اسے تنویر کے اس دوسرے روپ کا تصور تک نہ تھا۔ تینوں ا
ترتیب سے چلتے ہوئے پارکنگ میں پہنچ گئے۔

"کار کھولو"...... تنویر نے چابی کاشفہ کو دیتے ہوئے کہا۔

"میں بے گناہ ہوں۔ اس کاشفہ نے تمہیں غلط بتایا ہے"۔ راڈ
نے پارکنگ میں رکتے ہی مڑ کر کہا لیکن ابھی اس کا فقرہ مکمل
ہوا تھا کہ ماحول ایک اور زوردار تھپڑ سے گونج اٹھا اور راڈر چیختا
پہلے سائیڈ پر موجود ایک کار سے ٹکرایا اور پھر نیچے گر گیا۔

"اٹھو۔ اب اگر کوئی بکواس کی تو ہڈیاں توڑ دوں گا"...... تنو
نے انتہائی درشت لہجے میں کہا تو تھپڑ کی آواز سن کر اور راڈر کو نی

گرتے دیکھ کر جو لوگ تنویر کی طرف بڑھنے لگے تھے وہ یکلخت رک
گئے۔ راڈر کی حالت واقعی بے حد خستہ ہو رہی تھی۔ وہ الٹ پلٹ
کر اٹھا اور تنویر نے عقبی دروازہ کھول کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ
بڑی سعادت مندی سے اندر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر تنویر کی
پانچوں انگلیوں کے نشانات ثبت ہو گئے تھے۔ تنویر نے دروازہ بند
کیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"تم بھی بیٹھو"...... تنویر نے کار کے قریب کھڑی کاشفہ سے کہا
جو اب خود کانپ رہی تھی۔ اس کے چہرے سے اس قدر خوف
نمایاں تھا کہ شاید اس قدر خوف راڈر کے چہرے پر بھی نظر نہ آ رہا
تھا۔

تنویر کے کہنے پر وہ بغیر کوئی بات کئے کسی معمول کی طرح
سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گئی تو تنویر نے بٹن دبا کر کار کے دروازے لاک
کر دیئے تاکہ راڈر دروازہ کھول کر باہر نہ جا سکے۔ راڈر بھی خاموش
بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کی حالت بے حد دگرگوں ہو چکی تھی اور وہ بے
اختیار لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔ تنویر نے کار کلب کے مین گیٹ
سے باہر نکالی اور چند لمحوں بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے
آگے بڑھتی چلی گئی۔ کار میں قبرستان جیسی خاموشی طاری تھی۔ پھر
تقریباً نصف گھنٹے بعد کار ایک کالونی میں داخل ہوئی اور پھر ایک
متوسط ٹائپ کی کوٹھی کے بڑے گیٹ کے سامنے رک گئی۔ تنویر نے
مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک نوجوان

باہر آ گیا۔

"قاسم۔ پھاٹک کھولو"...... تنویر نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکال کر کہا۔

"جی صاحب"...... نوجوان نے کہا اور واپس مڑ کر چھوٹی کھڑکی سے اندر غائب ہو گیا۔ سامنے لگے ہوئے آئینے میں تنویر کی نظریں عقبی سیٹ پر بیٹھے راڈر پر جمی ہوئی تھیں جس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ قدرے سیٹ پر لڑھک گیا تھا۔ شاید اس کے اندر موجود قوت مدافعت بے پناہ خوف کی وجہ سے شکست کھا گئی تھی۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کون سی جگہ ہے"...... سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی کاشفہ نے بڑے سہمے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"یہ ایک سرکاری تنظیم فور سٹارز کا ہیڈکوارٹر ہے اور یہ تنظیم سماجی برائیوں کے خلاف کام کرتی ہے"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے بڑا پھاٹک کھل گیا اور تنویر کار اندر لے گیا۔ پورچ میں لے جا کر اس نے کار روکی اور پھر کار کے دروازے کے لاک کھول کر وہ باہر نکل آیا۔ دوسری طرف سے کاشفہ بھی دروازہ کھول کر نیچے اتر آئی البتہ راڈر ویسے ہی اپنی جگہ پر ڈھلکا ہوا تھا۔ تنویر نے جب اسے باہر نکالنا چاہا تو پتہ چلا کہ وہ بے ہوش ہو چکا ہے۔ بے پناہ خوف کی وجہ سے اس کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑ گیا تھا۔ اسی لمحے قاسم پھاٹک کو لاک کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا وہاں پہنچ گیا۔

"اسے اٹھا کر اندر لے چلو اور راڈز میں جکڑ دو"...... تنویر نے

کہا۔

"جی صاحب"...... قاسم نے کہا اور پھر تنویر کی مدد سے بے ہوش راڈر کو کار سے نکال کر اس نے کاندھے پر لادا اور اندرونی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"یہ کوٹھی تو شاید خالی ہے۔ تم کہہ رہے ہو کہ ہیڈکوارٹر ہے"۔ کاشفہ نے ڈرے ڈرے اور سہمے سہمے سے لہجے میں کہا اور اس طرح چاروں طرف دیکھنے لگی جیسے جال میں پھنس جانے والی ہرنی ماحول کو اور اپنے شکاری کو دیکھتی ہے۔

"یہ اس لحاظ سے ہیڈکوارٹر ہے کہ یہاں راڈر جیسے لوگوں کو لا کر ان سے پوچھ گچھ کی جاتی ہے اور تم اس قدر خوفزدہ کیوں ہو"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نن۔ نن۔ نہیں نہیں۔ میں خوفزدہ کیوں ہونے لگی"...... کاشفہ نے ڈرے اور سہمے سے لہجے میں کہا اور تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم اکیلی ہو۔ شاید اس لئے ڈر رہی ہو۔ فکر مت کرو۔ جب تک میں تمہارے ساتھ ہوں تم ہر طرح سے محفوظ ہو"...... تنویر نے کہا اور کاشفہ کا چہرہ تنویر کی یہ بات سن کر قدرے بحال ہو گیا۔

"آؤ"...... تنویر نے کہا اور پھر وہ اندرونی عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ کاشفہ اس کے پیچھے تھی لیکن اس کا خوف بدستور موجود تھا۔ پھر وہ دونوں برآمدے تک پہنچے ہی تھے کہ قاسم ایک کمرے سے باہر آتا دکھائی دیا۔

''آپ کے حکم کی تعمیل ہو گئی ہے''...... قاسم نے کہا۔

''اندر چلو اور الماری سے کوڑا نکال لو۔ تھوڑی دیر بعد کوڑے کو چٹخاتے رہنا تاکہ یہ آدمی راڈر منہ کھولنے پر مجبور ہو جائے''...... تنویر نے کہا۔

''جی صاحب''...... قاسم نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تنویر اور کاشفہ دونوں اس بڑے کمرے میں داخل ہو گئے۔ سامنے دیوار کے ساتھ راڈز والی کرسیوں کی قطار موجود تھی جن میں سے ایک کرسی پر راڈر ڈھلکے ہوئے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں البتہ اس کے جسم کے گرد مضبوط راڈز موجود تھے۔

''بیٹھو''...... تنویر نے سامنے پڑی کرسیوں میں ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کاشفہ سے کہا تو کاشفہ اس طرح کرسی پر ٹک گئی جیسے کرسی کی سیٹ میں نوک دار کیلیں ابھری ہوئی ہوں۔ قاسم الماری سے ایک خوفناک شکل کا کوڑا نکال لایا تھا اور کوڑے کو دیکھ کر کاشفہ کی حالت اور خراب ہونے لگ گئی۔ تنویر اس کی طرف دیکھے بغیر آگے بڑھا اور اس نے ایک ہاتھ سے راڈر کا سر پکڑا اور دوسرے ہاتھ کا زوردار تھپڑ اس کے گال پر مار دیا۔ دوسرے تھپڑ پر راڈر کے حلق سے چیخ نکل گئی اور اس کے جسم نے جھٹکا کھایا تو تنویر نے اس کا سر چھوڑ دیا اور واپس آ کر کاشفہ کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

راڈر کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔ اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی

کوشش کی لیکن راڈز کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا تھا۔ البتہ اس کا چہرہ اب اس قدر زرد پڑ گیا تھا جیسے اس کے جسم سے تمام خون نچوڑ لیا گیا ہو۔

''مم۔ مم۔ میں بے گناہ ہوں۔ بے گناہ ہوں''...... راڈر نے رک رک کر کہا۔

''سنو راڈر۔ سچ سچ بتا دو۔ ورنہ تمہاری لاش یہاں گٹر میں پڑی سڑ جائے گی اور کسی کو معمولی سا رنج بھی نہیں ہو گا۔ تمہاری بیوی اور تمہارے معصوم بچوں کی وجہ سے ابھی تک تمہارے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا جا رہا جس کے تم مستحق ہو۔ تم نے کاشفہ سے فلرٹ کرنے کی کوشش کی۔ اس کے انکار پر تم نے انتقامی کارروائی کی اور دو سیاہ فام بدمعاش اس کے فلیٹ پر بھیجے جو اس کے زیورات لے گئے۔ دوسری رات وہ پھر آئے اور کاشفہ سے اس کی تمام جمع پونجی لے گئے۔ مجھے ان دو سیاہ فاموں کے بارے میں تفصیل چاہئے اور تمہیں وعدہ معاف گواہ بنا کر چھوڑ دیا جائے گا لیکن تمہیں اس کے زیورات یا اس کی قیمت واپس کرنا ہو گی۔ اب تم خود سوچ لو کہ تم کیا چاہتے ہو۔ میں صرف پانچ تک گنوں گا۔ اس کے بعد یہ کوڑا حرکت میں آ جائے گا۔ ایک، دو، تین''...... تنویر نے کہا اور گنتی شروع کر دی۔

''رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ سب کچھ بتاتا ہوں۔ مجھے یہ کاشفہ بھلی لگتی تھی۔ میں اس سے شادی کرنا چاہتا تھا لیکن اس نے

مجھے نہ صرف انکار کیا بلکہ اس نے پورے آفس کے سامنے میری شدید بے عزتی کی جس پر میں نے اس سے انتقام لینے کا سوچا۔ دو جرائم پیشہ سیاہ فام افراد رچرڈ اور جیکسن میرے واقف تھے کیونکہ ان دونوں کا تعلق یہاں کے کرش کلب سے تھا اور کلب کا مالک اور جنرل مینجر کارسن میرا دوست تھا۔ کارسن ڈرگ اسمگلنگ میں ملوث تھا۔

مجھے بھی اس نے اس دھندے میں ڈالنا چاہا لیکن میں نے صرف اس سے دوستی رکھی ہوئی تھی۔ رچرڈ اور جیکسن دونوں اس کے خاص آدمی تھے۔ میں نے ان دونوں سے کام لینے کا فیصلہ کیا اور انہیں کاشفہ کے فلیٹ پر جانے اور اس کی عزت لوٹنے کا کہا تاکہ جس عزت کی خاطر اس نے میری بے عزتی کی ہے وہ اس کے پاس نہ رہے۔ دوسرے روز رچرڈ اور جیکسن نے مجھے رپورٹ دی کہ انہوں نے کاشفہ کی نہ صرف عزت لوٹ لی ہے بلکہ اس کے پاس موجود بھاری مالیت کے زیورات بھی لوٹ لئے۔ ایک انگوٹھی انہوں نے ان زیورات میں سے مجھے دی جو میں نے اپنی بیوی کو دے دی کیونکہ وہ عورتوں کے پہننے کی تھی۔ پھر ایک دو روز بعد مجھے پتہ چلا کہ رچرڈ اور جیکسن دوسری رات پھر کاشفہ کے فلیٹ پر پہنچ گئے اور اس سے زبردستی بینک چیک لے کر آئے اور انہوں نے بینک سے اسے کیش کرایا اور ایک کروڑ پچاس لاکھ روپے لے اڑے ہیں۔ میں نے ان کی سرزنش کرنے کی کوشش کی لیکن وہ

پاکیشیا چھوڑ کر صامالیہ چلے گئے''...... راڈر نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''صامالیہ کیوں''...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

''وہ صامالیہ کے رہنے والے تھے اور یہاں کسی بڑی تنظیم کے ارکان کے طور پر موجود تھے اور ڈرگ سمگلنگ میں ملوث تھے۔ مجھے کارسن نے بتایا کہ بھاری رقم حاصل ہونے پر وہ واپس صامالیہ چلے گئے ہیں اور وہاں ایک کلب سے اٹیچ ہو گئے ہیں۔ اس کلب کا نام بلیک کلب ہے اور اس کا مالک اور انچارج پہلے کوئی کومبو تھا اور اب رالف ہے۔ میری رچرڈ سے فون پر بات ہوئی ہے تو اس نے بتایا کہ وہ بھاری رقم چاہتے تھے کیونکہ یہاں صامالیہ میں انہوں نے کسی گینگسٹر کا قرضہ دینا تھا۔ اس لئے وہ پاکیشیا بھاگ آئے تھے۔ یہاں جب انہیں بھاری رقم مل گئی تو وہ واپس چلے گئے ہیں اور اب وہ وہیں رہیں گے''...... راڈر نے تیز تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کرش کلب کا نمبر کیا ہے''...... تنویر نے پوچھا تو راڈر نے نمبر بتا دیا۔

''قاسم۔ فون اٹھاؤ اور اس کی بات کراؤ''...... تنویر نے قاسم سے کہا۔

''سنو۔ تم نے کنفرم کرانا ہے کہ رچرڈ اور جیکسن ہی مجرم تھے اور وہ اب صامالیہ چلے گئے ہیں۔ کچھ بھی کہو لیکن کنفرمیشن ہونی

چاہئے۔ پھر تم آزاد ہو گئے۔ پھر ہم جانیں اور رچرڈ اور جیکسن جانیں''...... تنویر نے راڈر سے کہا اور راڈر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ قاسم نے رسیور اٹھا کر راڈر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کئے اور آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ قاسم نے ایک ہاتھ میں فون پکڑا اور دوسرے ہاتھ میں رسیور اور راڈر کی کرسی کے قریب کھڑے ہو کر اس نے رسیور راڈر کے کان سے لگا دیا۔

''کرش کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ چیختا ہوا تھا۔

''انٹرنیشنل ہوٹل کا منیجر راڈر بول رہا ہوں۔ کارسن سے بات کراؤ''۔ راڈر نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ لہجہ بے حد سخت تھا۔

''ہیلو۔ کارسن بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ راڈر بول رہا ہوں کارسن۔ وہ تم نے وعدہ کیا تھا کہ رچرڈ اور جیکسن سے رقم واپس کرا دو گے۔ آج کل مجھے رقم کی اشد ضرورت ہے''...... راڈر نے کہا۔

''وہ رقم تم بھول جاؤ راڈر۔ ان کا تعلق صامالیہ کے بلیک کلب سے ہو گیا ہے۔ بلکہ بین الاقوامی تنظیم بلیک سن سے ہو گیا ہے۔ اب وہ بڑے لوگ ہیں۔ سنا تم نے۔ آئندہ یہ ڈیمانڈ اپنی زبان پر

بھی نہ لانا ورنہ مارے جاؤ گے اور میں بھی تمہیں نہیں بچا سکوں گا''...... کارسن نے سخت لہجے میں کہا۔

''اچھا''...... راڈر نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کی آواز سن کر قاسم نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور فون واپس سائیڈ تپائی پر رکھ دیا۔

''تم نے اتنی بڑی رقم کہاں سے لی تھی''...... تنویر نے ساتھ بیٹھی ہوئی کاشفہ سے پوچھا۔

''مجھ سے پوچھ رہے ہو''...... کاشفہ نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ اتنا بڑا عہدہ تو نہیں ہے تمہارا کہ تم اتنی بڑی رقم بچا سکو''...... تنویر نے کہا۔

''میں نے پہلے بتایا ہے تمہیں کہ میں نے اپنے والدین کا مکان فروخت کر دیا تھا اور بھائی نے بھی اپنا حصہ نہیں لیا تھا۔ اس لئے میں نے تمام رقم بینک میں رکھ دی تا کہ مشکل وقت میں کام آئے اور اس کا منافع ہر ماہ مجھے ملتا رہے تا کہ میں ایزی رہوں''۔ کاشفہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ زیورات کتنی مالیت کے تھے''...... تنویر نے پوچھا۔

''ان دنوں تو پچاس لاکھ کے ہوں گے۔ اس وقت تیس لاکھ کے تھے''...... کاشفہ نے جواب دیا۔

''یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے راڈر۔ اس لئے ایک کروڑ اسی لاکھ روپے اب تم نے کاشفہ کو دینے ہیں''...... تنویر نے راڈر

سے کہا۔

''مم۔ مم۔ میں تو ہوٹل کی طرف سے ہائر کئے مکان میں رہ
ہوں۔ میری تنخواہ ہے اس میں سے کوئی بچت نہیں ہوتی۔ میں خو
مقروض رہتا ہوں''...... راڈر نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''تم مجھے احمق سمجھتے ہو راڈر۔ تمہارے تعلقات ڈرگ سمگلرو
سے ہیں جو کرش کلب کے مالک اور جنرل مینجر تمہارے دوست
ہیں۔ رچرڈ اور جیکسن جیسے جرائم پیشہ افراد کو تم کسی کام پر لگا سکتے
ہو۔ چیف جیسے مہنگے ترین کلب میں تم دوست لڑکیوں کے ساتھ بیٹھ
سکتے ہو اور کہہ رہے ہو کہ تم مقروض ہو۔ ٹھیک ہے۔ پھر میں تمہیں
گولی مار دیتا ہوں۔ ہوٹل والے خود ہی تمہاری بیوی اور بچوں ک
سنبھال لیں گے''...... تنویر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پسٹل سیدھ
کر کے اس کا رخ راڈر کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

''اسے مت مارو۔ میں اپنا کلیم چھوڑتی ہو۔ اسے مت مارو۔ اس
کی بیوی اور بچے رل جائیں گے''...... کاشفہ نے یکلخت رو دی
والے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ اسے سزا ملنی چاہئے۔ یہ بھیڑ کے روپ میں بھیڑ
ہے۔ لوگ ان کی معصومیت دیکھ کر ان پر اعتماد کر لیتے ہیں لیکن یہ
ان کو چیر پھاڑ کر کھا جاتے ہیں۔ ایسے لوگ جرائم پیشہ افراد سے بھی
زیادہ معاشرہ کے لئے خطرناک ہوتے ہیں''...... تنویر نے سرد لہجے
میں کہا۔

''مجھے معاف کر دو۔ میں آئندہ کوئی غلطی نہیں کروں گا۔ مجھے
میرے بچوں کی قسم''...... راڈر نے کہا۔

''قسمیں مت کھاؤ۔ یہ بتاؤ کہ رقم کب دے رہے ہو اور یہ
بھی سن لو کہ اگر تم نے وعدے کے مطابق رقم نہ دی تو تمہاری
زندگی کا چراغ گل کر دیا جائے گا۔ چاہے تم سات پردوں کے پیچھے
چھپ جاؤ۔ بولو۔ کب دو گے رقم''...... تنویر نے غراتے ہوئے لہجے
میں کہا۔

''مم۔ مم۔ میرے پاس رقم نہیں ہے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں''۔
راڈر نے کہا۔

''اوکے۔ پھر مر جاؤ''...... تنویر کا لہجہ سخت ہو گیا۔

''مت مارو اسے۔ مت مارو۔ میں تمہاری منت کرتی ہوں''۔
کاشفہ نے ہاتھ باندھتے ہوئے کہا۔

''تمہارے ہاتھوں لٹ جانے کے باوجود یہ تمہاری زندگی کے
لئے ہاتھ جوڑ رہی ہے۔ تمہیں شرم آنی چاہئے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم
انٹرنیشنل ہوٹل اور دوسرے بڑے ہوٹلوں میں ڈرگ کی سپلائی کا
دھندہ کرتے ہو۔ اس لئے تمہاری دوستی ڈرگ سمگلنگ کرنے والے
گروہ سے ہے لیکن چونکہ کاشفہ نے تمہیں معاف کر دیا ہے اس
لئے میں بھی تمہیں زندہ چھوڑ دیتا ہوں لیکن میرے سامنے تمہیں
وعدہ کرنا پڑے گا کہ آئندہ تم ڈرگ سمگلنگ تو ایک طرف کسی
مجرمانہ کارروائی میں نہ شامل ہو گے اور نہ ہی کرو گے اور مجھے

اطلاع مل گئی کہ تم نے وعدہ خلافی کی ہے تو پھر تمہاری موت
ہو جائے گی''...... تنویر نے کہا۔

''میں وعدہ کرتا ہوں۔ مجھے سبق مل گیا ہے اور میں کاشفہ کا
شکر گزار ہوں۔ آج سے کاشفہ میری چھوٹی بہن ہے''...... راڈر
کہا۔

''قاسم''...... تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی کاش
بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

''جی صاحب''...... قاسم نے جواب دیا۔

''کوڑا الماری میں رکھ کر اسے راڈز سے آزاد کر دو۔ ہم با
موجود ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''جی صاحب''...... قاسم نے جواب دیا تو تنویر دروازے ک
طرف مڑ گیا۔ ابھی وہ دروازے سے باہر نکلا ہی تھا کہ اس ک
جیب میں موجود سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو تنویر نے چونک کر جیب
میں ہاتھ ڈالا اور سیل فون نکال کر چیک کیا۔ سکرین پر جولیا کا نا
ڈسپلے ہو رہا تھا۔ تنویر نے رابطے کا بٹن دبا دیا۔

''یس۔ تنویر بول رہا ہوں''...... تنویر نے پورچ کی طرف بڑھ
ہوئے کہا۔

''میرے فلیٹ پر پہنچ جاؤ۔ چیف نے کہا ہے کہ نیا مشن ترتیب
دیا گیا اور عمران ہمیں بریف کرے گا''...... جولیا نے کہا۔

''او کے۔ میں آ رہا ہوں''...... تنویر نے کہا اور سیل فون آف ک

کے اس نے اسے واپس جیب میں رکھا۔ اپنی کار کے قریب پہنچ کر
وہ رک گیا۔ کاشفہ بھی اس کے ساتھ تھی۔ کچھ دیر بعد قاسم، راڈر کو
ساتھ لئے وہاں پہنچ گیا۔

''کار میں بیٹھو۔ میں تمہیں ٹیکسی سٹینڈ پر چھوڑ دوں گا۔ مجھے
فوری ایک ضروری کام سے جانا ہے''...... تنویر نے کہا اور خود بھی
کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

راکس ناراک میں اپنے کلب کے مخصوص آفس میں بیٹھا فون پر کسی سے بات کر رہا تھا کہ سامنے پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی کرخت گھنٹی بج اٹھی۔

''پھر بات ہو گی''...... راکس نے کہا اور رسیور رکھ کر سرخ فون کا رسیور اٹھا لیا۔ اسے معلوم تھا کہ سرخ فون پر صرف سب ہیڈکوارٹر کی کال آتی ہے۔

''یس۔ راکس بول رہا ہوں''...... راکس نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کرش نوٹس لیبارٹری پہنچا دیئے ہیں یا نہیں''...... دوسری طرف سے ایسی آواز سنائی دی جیسے بہت سی گراریاں ایک دوسرے سے رگڑ کھا رہی ہوں۔

''یس سر۔ رالف نے کرش نوٹس لیبارٹری پہنچا دیئے ہیں''۔

راکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے ڈاکٹر اسٹوم سے کنفرم کیا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو راکس بے اختیار چونک پڑا۔

''نہیں سر۔ میں ابھی معلوم کر لیتا ہوں''...... راکس نے کہا۔

''ہر معاملے کو کنفرم کر لیا کرو۔ معمولی سی غفلت بلیک سن کے لئے نقصان کا باعث بن سکتی ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''آئندہ ایسا ہی ہو گا سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... راکس نے کہا۔

''کوئی گڑ بڑ ہو تو اطلاع کرنا''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راکس نے رسیور رکھ کر پہلے اپنی پیشانی پر آ جانے والا پسینہ ہاتھ سے صاف کیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سب ہیڈکوارٹر معمولی سی غلطی کو بھی معاف کرنے کا عادی نہیں ہے۔ اس پر خصوصی مہربانی ہو گئی ہے اور موت کے خوف سے اس کی پیشانی پر پسینہ ابھر آیا تھا۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''رالف سے بات کراؤ ماگا میں''...... راکس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس نے رالف کی حد تک بھی جھوٹ بولا تھا کیونکہ نہ ہی رالف نے خود اس سے رابطہ کیا تھا اور نہ ہی اس نے رالف سے

معلوم کیا تھا۔ اسے معلوم ہی تھا کہ سب ہیڈکوارٹر رالف سے ب
راست پوچھ گچھ نہیں کرے گا اس لئے اس نے غلط بیانی کر د
تھی۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ سب ہیڈکوارٹر ڈاکٹر اسٹوم سے بر
راست رابطہ کرسکتا ہے۔ اس لئے اس نے ڈاکٹر اسٹوم کے بار
میں غلط بیانی کرنے کی جرأت نہیں کی تھی۔ تھوڑی دیر بعد فون کی
گھنٹی بج اٹھی تو راکس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... راکس نے کہا۔

"رالف لائن پر ہے چیف"...... فون سیکرٹری نے مؤدبانہ لہ
میں کہا۔

"ہیلو رالف۔ تم نے کرش نوٹس کے بارے میں کوئی رپورٹ
نہیں دی۔ کیوں بولو"...... راکس نے خاصے سخت لہجے میں کہا۔

"سوری چیف۔ میں دو گھنٹے پہلے واپس آیا ہوں اور یہاں کلب
کے سلسلے میں ایک جھگڑا ہو گیا تھا اس کی وجہ سے دیر ہو گئی۔ آئ
ایم سوری"...... رالف نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آئندہ محتاط رہا کرو ورنہ تمہاری لاش بھی کسی کو دستیاب نہ ہو
گی"...... راکس نے اور زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"آئندہ ایسا نہیں ہو گا باس۔ سوری باس"...... رالف نے اور
زیادہ مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اب رپورٹ دو"...... راکس نے کہا۔

"باس۔ کرش نوٹس مجھ تک پہنچائے گئے اور آپ کا حکم تھا کہ

میں خود موٹر بوٹ لے کر اپنے چار ساتھیوں سمیت ماسٹر آئی لینڈ
پہنچوں۔ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور ڈاکٹر اسٹوم نے
حفاظتی دائرے آف کرائے اور ایک آدمی کو باہر بھجوایا۔ میں گھاٹ
سے جزیرے پر پہنچا تو وہ آدمی مجھے ایک خفیہ راستے سے لیبارٹری
میں لے گیا۔ وہاں ڈاکٹر اسٹوم بذات خود موجود تھے۔ میں نے
انہیں کرش نوٹس دیئے۔ انہوں نے اسے چیک کر کے اوکے کیا تو
میں زیر زمین راستے سے دوبارہ واپس جزیرے کی اوپر والی سطح پر
آیا اور پھر وہاں سے گھاٹ پر اور پھر موٹر بوٹ کے ذریعے واپس
ماگا پہنچ گیا"...... رالف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سے کوئی رپورٹ ملی ہے تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس
کے بارے میں"...... راکس نے پوچھا۔

"نو باس۔ وہاں ایک گروپ کام کر رہا ہے لیکن ابھی تک کوئی
رپورٹ نہیں ملی"...... رالف نے جواب دیا۔

"وہ گروہ کس کی نگرانی کر رہا ہے"...... راکس نے پوچھا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایجنٹ عمران
کی۔ ایئرپورٹ پر وہ چوبیس گھنٹے نگرانی کر رہے ہیں۔ جیسے ہی
عمران ایئرپورٹ پہنچا اور اس نے جہاں کے لئے بھی بکنگ کرائی،
مجھے اطلاع مل جائے گی"...... رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہے۔ وہ میک اپ بھی تو کر سکتے
ہیں"...... راکس نے کہا۔

''وہ گروپ اس کے قدوقامت اور گفتگو کے انداز سے اسے پہچانتا ہے باس۔ اس لئے وہ چاہے کسی بھی میک اپ میں ہو اس کا چیک ہو جانا یقینی ہے''...... رالف نے جواب دیا۔

''اس گروپ کو کہنا کہ وہ انتہائی محتاط رہے۔ اگر وہ چیک ہو گئے تو یہ لوگ سیدھے ہمارے سر پر پہنچ جائیں گے''...... راکس نے کہا۔

''یس باس۔ مجھے معلوم ہے آپ فکر مت کریں۔ وہ ہماری طرف رخ نہیں کریں گے اور اگر کریں گے تو یقینی موت کے گھاٹ اتار دیئے جائیں گے''...... رالف نے کہا۔

''اوکے۔ اگر کوئی بھی پرابلم ہو تو مجھے فوراً اطلاع کر دینا۔ مجھ سے سب ہیڈکوارٹر رپورٹ لیتا ہے اور تم کلب کے جھگڑوں میں پڑے رہتے ہو''...... راکس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر اسٹوم سے بات کراؤ''...... راکس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو راکس نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... راکس نے کہا۔

''ڈاکٹر اسٹوم سے بات کیجئے باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو ڈاکٹر صاحب۔ میں ناراک سے راکس بول رہا ہوں''۔ راکس نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کوئی خاص بات ہے جو فون کیا ہے''...... ڈاکٹر اسٹوم کی لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''میں نے کنفرم کرنا تھا کہ کرش نوٹس آپ تک پہنچ گئے ہیں یا نہیں۔ کیا وہ وہی ہیں جو آپ نے ڈیمانڈ کئے تھے''...... راکس نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے کرش نوٹس پہنچ گئے ہیں اور وہ درست ہیں''۔ ڈاکٹر اسٹوم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر صاحب۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں اطلاعات مل رہی ہیں کہ شاید وہ ڈاکٹر آفتاب کی ہلاکت اور کرش نوٹس کے سلسلے میں یہاں پہنچ جائے۔ گو انہیں جزیرے کے بارے میں علم نہیں ہے اور نہ ہی ہو سکتا ہے لیکن پھر بھی اس وقت تک آپ نے خصوصی طور پر چوکنا رہنا ہے جب تک کہ یہ لوگ ہلاک نہیں کر دیئے جاتے یا فارمولے پر کام مکمل نہ ہو جائے''۔ راکس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''نہیں یہ تو معلوم ہی نہیں ہو سکتا کہ ہم نے ڈاکٹر آفتاب کو ہلاک کیا ہے اور ہلاک کرنے سے پہلے اس کے ذہن سے فارمولا نکال لیا ہے اور جب تک فارمولا نہ ہو کرش نوٹس کا کوئی فائدہ نہیں اور فارمولا بغیر کرش نوٹس کے آگے نہیں چل سکتا۔ اس لئے وہ

یہاں کیوں آئیں گے“...... ڈاکٹر اسٹوم نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہر امکان کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اس لئے عرض کر رہا تھا“۔ راکس نے کہا۔

”اوکے“...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راکس نے بھی رسیور رکھا اور پھر سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھا لیا تاکہ سب ہیڈکوارٹر کو مکمل اور تفصیلی رپورٹ دے سکے۔

عمران نے کار اس رہائشی پلازہ کی وسیع پارکنگ میں روکی جس میں ان دنوں جولیا کی رہائش تھی۔ کار کو لاک کر کے وہ عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا کا فلیٹ تیسری منزل پر تھا۔ وہاں ایک کی بجائے تین لفٹیں موجود تھیں لیکن عمران بیک وقت دو دو سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر چڑھنے لگا۔ یہ اس کی عادت تھی کہ اسے ایمرجنسی نہ ہو تو لفٹ استعمال نہیں کرتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ سیڑھیاں چڑھنے سے بہترین ورزش ہو جاتی ہے۔ اس وقت بھی وہ سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر تیسری منزل پر پہنچ گیا۔ جولیا کے فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

”کون ہے“...... جولیا کی آواز ڈور فون سے سنائی دی۔

”کون ہو سکتا ہے تم بتاؤ“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے ہلکی سی کٹک کی آواز سنائی دی اور پھر چند

لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر صفدر موجود تھا۔

''واہ۔ آواز نسوانی ۔جسم مردانہ۔ واہ''...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''ویسے آپ کے چہرے پر آنے والا پسینہ بتا رہا ہے کہ آپ سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے اوپر آئے ہیں۔ ایسی صورت میں تو جسم نسوانی ہونا چاہئے تاکہ رسی پھلانگنے کی ورزش سیڑھیاں پھلانگنے میں تبدیل ہو جائے''...... صفدر نے سائیڈ پر ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا تو عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

بڑے کمرے میں جولیا اور صالحہ کے ساتھ ساتھ تنویر اور کیپٹن شکیل بھی موجود تھے۔ رسمی سلام دعا کے بعد عمران اور صفدر بھی کرسیوں پر بیٹھ گئے جبکہ جولیا اور صالحہ دونوں حسب روایت اٹھ کر کچن میں چلی گئیں تاکہ سب کے لئے چائے بنا سکیں۔

''عمران صاحب۔ اس بار مشن کہاں کا ہے اور کیا ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''وہی مشن ہے جو پہلے ہوتا تھا۔ وہی اس بار بھی ہے'' ۔عمران نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پہلے اس نے کب بتایا ہے جو اب بتائے گا اور تم اسے پوچھ کر خواہ مخواہ اس کا دماغ خراب کر دیتے ہو۔ اگر تم نہیں پوچھو گے تو یہ خود بتائے گا''...... تنویر نے خلاف توقع لمبی بات کرتے ہوئے کہا۔

''جہاں تک میرا خیال ہے اس بار مشن صامالی قزاقوں کے خلاف ہے اور اس کا آغاز جولیا اور صالحہ کی طرف سے ہوا ہے''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''جولیا۔ صالحہ اور صامالیہ۔ کیا مطلب ہوا''...... تنویر نے چونک کر کہا۔

''تم چونکے کیوں ہو۔ کیا کوئی خاص بات ہے''...... اس بار عمران نے تنویر سے پوچھا۔

''ہاں۔ صالحہ نے ایک عورت کو میرے گلے میں ڈال دیا کہ اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ میں اس کی زیادتی کا ازالہ کروں۔ جب کہ اس معاملے میں بھی دو سیاہ فام ملوث تھے۔ رچرڈ اور ہیکسن۔ اور اب معلوم ہوا ہے کہ یہ دونوں صامالیہ شفٹ ہو گئے ہیں''...... تنویر نے جواب دیا۔ اسی لمحے صالحہ اور جولیا ٹرالیاں دھکیلتی ہوئی وہاں پہنچ گئیں۔

''میرا نام کس معاملے میں لیا جا رہا تھا''...... صالحہ نے چائے کی پیالیاں ٹرالی سے اٹھا اٹھا کر سب کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

''تم نے کس لڑکی کو تنویر کے گلے میں ڈالا۔ اس کا کوئی نام تو ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ کاشفہ کے سلسلے میں بات ہو رہی تھی۔ کیا ہوا اس کا''...... صالحہ نے کہا تو تنویر نے راڈر کو اٹھا کر فور سٹارز کے

ہیڈکوارٹر لے جانے اور وہاں ہونے والی بات چیت سے آگاہ کر دیا۔

''وہ دونوں سیاہ فام رچرڈ اور جیکسن کاشفہ کی بھاری رقم لے کر صامالیہ بھاگ گئے ہیں اور وہاں کسی بلیک کلب سے وابستہ ہیں۔ اب جب یہاں صامالی قزاقوں کی بات ہوئی تو میں چونک پڑا تھا''...... تنویر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس بیچاری کاشفہ کی تو تم نے گھرکیاں دے دے کر جان نکال دی ہو گی۔ صالحہ نے اس کے ساتھ زیادتی کی کہ اسے تنویر کے پاس بھجوا دیا۔ یہ کام صفدر بھی کر سکتا تھا۔ لیکن نرم انداز میں''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''صالحہ اب اتنی بھی نادان نہیں ہے کہ کاشفہ کو صفدر کے پاس بھیجتی''...... جولیا نے کہا تو ایک بار پھر کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

''تنویر نے جو کچھ بتایا ہے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ تنویر کو اگر مس جولیا کال نہ کرتی تو وہ کاشفہ سمیت صامالیہ پرواز کر چکا ہوتا''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے کیا ضرورت تھی۔ یہ جو کچھ میں نے کیا ہے صالحہ کی وجہ سے کیا ہے ورنہ میں اس سے بات تک نہ کرتا''...... تنویر نے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا میں نے درست کہا ہے کہ اس بار مشن صامالی قزاقوں کے خلاف ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''قزاقوں کے خلاف سیکرٹ سروس کا مشن کیسے ہو سکتا ہے۔ البتہ یہ مشن صامالیہ میں ضرور ہے اور مجھے خوشی ہے کہ صامالیہ جانے سے تنویر، کاشفہ کا مسئلہ بھی سرکاری خرچ پر پورا کر سکے گا ورنہ اسے اپنی جیب سے پیسے لگانے پڑتے''...... عمران نے کہا۔

''تم نے اب میرے خلاف فضول بکواس شروع کر دی ہے۔ آئندہ اگر کوئی لفظ منہ سے نکالا تو گولی مار دوں گا''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''بکواس تو بکواس ہی ہوتی ہے۔ فضول اور کارآمد بکواس کون سی ہوتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ صامالیہ میں کیا مشن ہے''...... صفدر نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

''میں تمہیں بریف کرنے آیا ہوں۔ ایک تو یہ تمہارا نقاب پوش چیف بیٹھے بٹھائے نادر شاہی حکم صادر کر دیتا ہے کہ جاؤ اور سیکرٹ سروس کو بریف کرو اور جب میں اتنے لمبے چوڑے ارکان سروس کے بارے میں پوچھتا ہوں کہ انہیں کتنا بریف کیا جائے تو الٹا ناراض ہو جاتا ہے۔ اس لئے تم خود سوچو۔ تمہارے قد چھ فٹ سے بھی زیادہ ہیں اور میں تمہیں بریف کر کے چھ انچ کا بنا دوں تو پھر کیا ہو گا اس لئے مجھے معلوم ہونا چاہئے کہ تمہیں کتنا بریف کیا جائے''...... عمران نے لفظ ''بریف کر دینے'' کو مخصوص انداز میں استعمال کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ بے شک ہمیں بریف نہ کریں بلکہ

تفصیل بتائیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا تو پھر چوتھے درویش کا قصہ سنو۔ چوتھا اس لئے کہہ رہا ہوں کہ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر تین درویشوں کے بعد میرا نمبر آتا ہے اس لئے میں بن گیا چوتھا درویش اور چوتھے درویش بے چارے کی کتھا بس اتنی سی ہے کہ بڑے طویل وقفے کے بعد بادشاہ سلامت کے دربار سے ایک چھوٹا سا چیک ملنے کی امید پیدا ہوئی ہے''...... عمران کی زبان ظاہر ہے کسی حد تک تو محدود نہیں رہ سکتی تھی۔

''عمران صاحب۔ چیک تو آپ کو مل ہی جائے گا۔ آپ مشن کے بارے میں بتا رہے تھے۔ میرا خیال ہے کہ آپ صامالیہ جانے سے گریز کر رہے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''تمہارا چوہا جہاں بھیجے گا، میں تو چلا جاؤں گا تاکہ چھوٹا سا چیک مل سکے اور دو چار روز تک میرے آنسو خشک رہیں اور سلیمان کی زبان بند رہے۔ اس کے لئے چاہے مجھے صامالیہ ہی جانا پڑے یا روسیاہ۔ میرے لئے سب برابر ہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں چیف سے کہتی ہوں کہ اس نے کس مصیبت کو ہماری طرف بھیج دیا ہے۔ مسلسل فضولیات بولے چلا جا رہا ہے''...... جولیا نے انتہائی جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی پاس پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''اسے میری بھی سفارش کر دینا کہ بے چارہ مفلس و قلاش علی عمران بیٹھا رو رہا ہے۔ اس لئے اس بار پیشگی چیک دے دیا جائے تو آخر اس میں حرج ہی کیا ہے۔ چیک دینا تو ہے''...... عمران نے ایک بار پھر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تمہارا کوئی علاج نہیں ہے''...... جولیا نے رسیور واپس کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا۔

''ہے علاج۔ اگر صفدر یار جنگ بہادر خطبہ نکاح یاد کر لے''۔ عمران نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ صامالیہ میں تو صرف بحری قزاقوں کے بارے میں ہی سنا ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ صامالیہ دنیا بھر میں انتہائی غریب ترین اور پسماندہ خطہ ہے جہاں لوگوں کو پیٹ بھر کر روٹی بھی نہیں ملتی۔ وہاں ایسا کیا جرم ہو سکتا ہے کہ جس کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حرکت میں لایا جا رہا ہے''...... کیپٹن شکیل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''صامالیہ کے بارے میں عام طور پر یہی مشہور ہے جو تم نے بتایا ہے۔ وہ پسماندہ ضرور ہے لیکن اتنا بھی نہیں کہ وہاں کا ہر آدمی بھوک سے مر رہا ہو۔ وہاں واقعی بھوک بھی ہے لیکن یہ بھوک استحصالی طبقے کی لوٹ کھسوٹ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور اب اقوام متحدہ نے اس پر کنٹرول کر لیا ہے۔ اب وہاں حالات پہلے سے بہتر ہیں۔ جہاں تک مشن کا تعلق ہے اس میں اصل کردار ڈاکٹر

آفتاب کا ہے۔ ڈاکٹر آفتاب پاکیشیا میں میزائل ٹیکنالوجی کا بے حد
اہم نام تھا''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔
''تھا سے کیا مطلب عمران صاحب۔ کیا اب وہ ماہر نہیں ہیں''۔
صفدر نے کہا۔
''تھا سے مطلب ہے کہ اب وہ زندہ نہیں ہیں۔ انہیں ہلاک کر
دیا گیا ہے''...... عمران نے کہا۔
''کیا ایسا صامالی قزاقوں نے کیا ہے''...... صفدر نے کہا۔
''پہلے تفصیل سن لو۔ پھر اس پر بھی بات ہو جائے گی۔ ڈاکٹر
آفتاب ایک بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کے لئے ایکریمیا
گئے۔ وہ سمندری سفر کے بے حد شائق تھے۔ واپسی پر انہوں نے
بجائے ہوائی جہاز سے پاکیشیا آنے کے ایک پاکیشیائی مسافر بردار
بحری جہاز پر اپنی سیٹ بک کرا لی۔ یہ جہاز قزاقوں کے روٹ سے
بہت دور تھا کہ اچانک اطلاع ملی کہ قزاقوں نے جہاز کو اغوا کر لیا
ہے اور ڈاکٹر آفتاب نے چونکہ مزاحمت کرنے کی کوشش کی تو وہ
جوابی کارروائی میں ہلاک ہو گیا۔ ڈاکٹر آفتاب کی لاش صامالی
قزاقوں کے ایک گروہ نے وہاں ایک کلب کے مالک اور جنرل
مینجر کومبو کے ذریعے صامالیہ میں پاکیشیائی سفیر کے حوالے کر دی۔
یہاں تک تو معاملات نارمل تھے لیکن پھر ایک اور خوفناک واردات
ہوئی۔ ڈاکٹر آفتاب کی رہائش گاہ پر سیاہ فام افراد نے حملہ کر دیا اور
ڈاکٹر صاحب کی بیوی، تین معصوم بیٹیوں اور دو معصوم بیٹوں کو وہاں

موجود ملازمین سمیت انتہائی بے دردی اور سفاکی سے ہلاک کر دیا
گیا اور ڈاکٹر صاحب کے سیف سے یہ لوگ ان کے مخصوص میزائل
فارمولے کے کرش نوٹس لے گئے۔ جب مجھے پتہ چلا تو مجھے معصوم
بچوں کی اس طرح بے دردانہ ہلاکت پر بے حد رنج پہنچا۔ میں نے
ٹائیگر کے ذمے لگایا کہ وہ معلوم کرے کہ ایسا کس نے کیا ہے تو
ٹائیگر نے بتایا کہ ایسا ایک پیشہ ور قاتل گروپ جسے کوبرا گروپ کہا
جاتا ہے، نے کیا ہے اور وہ کالراج روڈ کی ایک عمارت میں موجود
ہیں۔ میں نے ٹائیگر سمیت وہاں ریڈ کیا اور ان کے انچارج اسمتھ
سے پوچھ گچھ کی جبکہ اس کے تمام ساتھیوں کو ہم نے گولیوں سے
اڑا دیا۔ اسمتھ نے یہ بتایا کہ اسے یہ مشن دیا گیا تھا۔ اس کے
بتانے پر کراس کلب کے رابرٹ کو اٹھا کر رانا ہاؤس لایا گیا۔
رابرٹ نے یہ بتایا کہ اسے مشن صامالیہ کے بلیک کلب کے چیف
رالف نے دیا ہے''...... عمران نے کہا تو تنویر بے اختیار اچھل پڑا۔
''اوہ۔ وہ دونوں سیاہ فام رچرڈ اور جیکسن جنہوں نے صالحہ کی
فرینڈ کاشفہ سے زیورات اور رقم لوٹی ہے ان کے بارے میں بھی
یہاں بتایا گیا ہے کہ وہ صامالیہ واپس چلے گئے ہیں اور انہوں نے
بلیک کلب جائن کر لیا ہے البتہ ایک اور بات بھی بتائی گئی ہے کہ یہ
کلب ایک بین الاقوامی تنظیم بلیک سن کے تحت ہے''...... تنویر نے
کہا تو اس بار چونکنے کی باری عمران کی تھی۔
''بلیک سن۔ کیا یہ لفظ تم نے درست بولا ہے''...... عمران نے

کہا۔

''ہاں۔ اس راڈر نے یہی نام بتایا تھا۔ کیوں اس کی کوئی خاص اہمیت ہے''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ کافی عرصہ سے میرے سننے میں کئی بار آیا ہے کہ بلیک تھنڈر کی طرح بلیک سن نامی بین الاقوامی تنظیم پوری دنیا پر حکومت کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہے اور اس سلسلے میں اس نے نہ صرف دنیا بھر میں جدید اسلحہ کے حصول کے لئے لیبارٹریاں اور فیکٹریاں قائم کر رکھی ہیں بلکہ دنیا بھر میں ایسے گروہ بھی تیار کر رکھے ہیں جو ڈرگ اور اسلحہ اسمگلنگ کے ساتھ ساتھ دیگر جرائم میں ملوث ہو کر اس کے لئے رقم اکٹھی کرتے ہیں اور یہ بات بھی سنی گئی ہے کہ یہ تنظیم سیاہ فام افراد نے قائم کی ہے اور ان کا کہنا ہے کہ مستقبل میں پوری دنیا پر سیاہ فاموں کی حکومت ہو گی اور سفید فام اور گندمی رنگت والے سب سیاہ فام افراد کے غلام ہوں گے۔ البتہ اب تنویر کی اس بات سے ٹوٹی ہوئی کڑیاں جڑ گئی ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''کیسے عمران صاحب''...... صفدر نے کہا۔

''ڈاکٹر آفتاب میزائل ٹیکنالوجی پر اتھارٹی رکھنے والے سائنسدان تھے۔ انہوں نے ایک ایسے میزائل کا فارمولا بھی تیار کیا جسے مستقبل کا میزائل کہا جا سکتا ہے ان سے یہ فارمولا حاصل کرنے کے لئے بحری قزاقوں کو حکم دیا گیا۔ انہوں نے

مسافر بردار بحری جہاز اغوا کر لیا۔ یہ بھی اطلاع ہے کہ ڈاکٹر آفتاب کو کسی نامعلوم جزیرے پر لے جایا گیا تھا اور واپسی پر ان کی لاش ملی جو سفیر کے ذریعے پاکیشیا پہنچ گئی۔ چونکہ ان کا فارمولا پاکیشیا میں محفوظ تھا۔ اس لئے ڈاکٹر آفتاب کی ہلاکت کے بارے میں کوئی وجہ سامنے نہیں آ رہی تھی۔ سرداور کا کہنا ہے کہ ڈاکٹر آفتاب بے حد شریف انسان تھے اور سائنسدان تھے۔ اس لئے ان کی طرف سے مزاحمت ممکن نہیں۔ پھر انہیں ہلاک کیوں کیا گیا۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی لیکن جب ان کے کرش نوٹس حاصل کئے گئے تو یہ بات طے ہو گئی کہ جنہوں نے کرش نوٹس منگوائے ہیں ان کے پاس فارمولا موجود ہے۔ کیونکہ بغیر فارمولے کے کرش نوٹس کسی کام کے نہیں ہوتے اور کرش نوٹس کے ساتھ فارمولے پر اب تک ہونے والا کام سامنے آ جاتا اور کام جلدی ختم ہو جاتا ہے۔ اب یہ بات طے ہے کہ بحری جہاز اس لئے اغوا کیا گیا کہ اس میں ڈاکٹر آفتاب موجود تھے۔ پھر انہیں کہیں لے جایا گیا۔ وہاں ان کے ذہن سے فارمولا مشینری کے ذریعے حاصل کیا گیا اور پھر انہیں ہلاک کر دیا گیا تاکہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے کہ فارمولا ان سے حاصل کیا گیا ہے۔ یہ ساری کڑیاں اس لئے الجھی ہوئی تھیں کہ کوئی تنظیم سامنے نہیں آ رہی تھی لیکن تنویر نے یہ مسئلہ حل کر دیا ہے۔ یہ ساری کارروائیاں بلیک سن کی طرف سے کی گئی ہیں''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اب ہمیں اس کے ہیڈکوارٹر کے خلاف کام کرنا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''فی الحال تو ہم نے وہ جزیرہ ٹریس کرنا ہے جہاں یہ لیبارٹری موجود ہے جہاں پاکیشیائی فارمولا پاکیشیائی سائنسدان کے ذہن سے حاصل کر کے اس پر کام کیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد چیف پر منحصر ہے کہ وہ صرف اس لیبارٹری کی تباہی تک محدود رہنے یا ہیڈکوارٹر تک پہنچنے کا بھی حکم دیتا ہے''...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''تم سب تیار ہو جاؤ۔ ہم نے صامالیہ کے دارالحکومت ماگا پہنچنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہم تیار ہیں عمران صاحب''...... صفدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

رالف اپنے کلب کے آفس میں موجود تھا کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... رالف نے کہا۔

''باس۔ پاکیشیا سے ڈیوڈ کی کال ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو رالف بے اختیار چونک پڑا۔

''پاکیشیا سے۔ اوہ۔ جلدی کراؤ بات''...... رالف نے کہا۔

''ہیلو۔ پاکیشیا سے ڈیوڈ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ رالف بول رہا ہوں بلیک کلب سے۔ کیا رپورٹ ہے''...... رالف نے کہا۔

''عمران اپنے ساتھیوں سمیت اب سے ایک گھنٹہ پہلے پاکیشیا سے ماگا کے لئے روانہ ہوا ہے۔ عمران کے ساتھ تین مرد اور دو

عورتیں ہیں''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''فلائٹ کی کیا تفصیلات ہیں''...... رالف نے سامنے پڑا ہوا پیڈ اپنی طرف کھسکاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی قلمدان میں موجود بال پوائنٹ اٹھا لیا۔ پھر ڈیوڈ نے جو تفصیل بتائی وہ رالف نے پیڈ پر لکھ لی۔

''عمران کیا اپنی اصل شکل میں ہے''...... رالف نے پوچھا۔

''ہاں''...... ڈیوڈ نے جواب دیا۔

''اور اس کے ساتھی کیا وہ میک اپ میں ہیں یا نہیں''۔ رالف نے پوچھا۔

''ہم انہیں نہیں جانتے۔ اس لئے اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے البتہ ایک عورت سوئس نژاد ہے''...... ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ شکریہ۔ تمہارا معاوضہ تو تم تک پہلے ہی پہنچ چکا ہے''۔ رالف نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے اطلاع دے دی تھی۔ گڈ بائی''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رالف نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون پر اس نے فون سیٹ کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''فریڈ سے بات کراؤ''...... رالف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بجنے پر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... رالف نے کہا۔

''فریڈ لائن پر ہے باس۔ بات کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''...... رالف نے کہا۔

''یس باس۔ میں فریڈ بول رہا ہوں۔ حکم''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ایک فلائٹ پاکیشیا سے ماگا آ رہی ہے۔ اسے پرواز کرتے ہوئے ایک گھنٹہ ہو گیا ہے۔ اس کے بارے میں معلومات حاصل کرو کہ پرواز نے راستے میں کہاں کہاں رکنا ہے اور کب وہ یہاں ماگا پہنچے گی اور ہمیں اس میں سفر کرنے والے ایک آدمی عمران کے کاغذات چاہئیں اور عمران کے ساتھ پانچ افراد مزید ہیں جن میں تین مرد اور دو عورتیں ہیں۔ ان سب کے کاغذات کی نقول چاہئیں تاکہ ان کی تصاویر ہمارے پاس پہنچ سکیں۔ یقیناً ان چھ افراد کی اکٹھی بکنگ کی گئی ہو گی''...... رالف نے کہا۔

''یس باس۔ کیا تفصیل ہے اس فلائٹ کی''...... فریڈ نے کہا تو رالف نے سامنے پیڈ پر لکھی ہوئی تفصیل دوہرا دی۔

''میں ابھی تفصیلی رپورٹ حاصل کر کے آپ کو کال بیک کرتا ہوں''...... فریڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رالف

نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''تو یہ لوگ حرکت میں آ ہی گئے''...... رالف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... رالف نے کہا۔

''فریڈ لائن پر ہے باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''...... رالف نے کہا۔

''فریڈ بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے اس بار فریڈ کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... رالف نے کہا۔

''باس۔ پاکیشیا سے چلنے والی فلائٹ رات گیارہ بجے ماگا پہنچے گی اور راستے میں اس کا ایک سٹاپ ہے آرتی ائیرپورٹ پر۔ وہاں سے صرف فیول لیا جائے گا اور کاغذات کی نقول فیکس کے ذریعے کچھ دیر بعد پہنچ جائیں گی''...... فریڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''جیسے ہی یہ کاغذات آئیں۔ تم نے فوراً میرے پاس فیکس کرنے ہیں''...... رالف نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو رالف نے کریڈل دبایا اور پھر فون سیٹ کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''ہنری سے بات کراؤ''...... رالف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بجی تو رالف نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... رالف نے کہا۔

''ہنری بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہنری۔ فریڈ ابھی کچھ کاغذات بذریعہ فیکس بھجوا رہا ہے۔ جیسے ہی یہ کاغذات تم تک پہنچیں تم نے فوراً مجھے بھجوانے ہیں''...... رالف نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو رالف نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے فون سیٹ کے اوپر والے حصے میں موجود سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا تو فون ڈائریکٹ ہو گیا اور پھر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ ہارڈی بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''رالف بول رہا ہوں ہارڈی۔ بلیک کلب سے''......رالف نے کہا۔

''اوہ تم۔ کوئی خاص بات ہو گئی ہے جو آج یاد کر لیا ہے''۔ ہارڈی نے کہا۔

''ظاہر ہے تم جیسے مصروف آدمی کو بغیر کام کے تو ڈسٹرب نہیں

جائیں گے کہ کسی کو علم تک نہ ہو سکے گا۔ اتنی بڑی گیم ہم احمقوں کی طرح تو نہیں کھیل سکتے“...... ہارڈی نے قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

”ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ میرے لئے بھی بہت بڑی گیم ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ کسی طرف سے بھی کوئی انگلی ہماری طرف اٹھے“...... رالف نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بینک اور اکاؤنٹ نمبر لکھ لو کیونکہ وقت تھوڑا ہے اور ہم نے میزائل ایڈجسٹمنٹ بھی کرنی ہے“...... ہارڈی نے کہا اور پھر اس نے بینک کا نام اور اکاؤنٹ نمبر کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

”رقم ابھی تمہارے اکاؤنٹ میں ایکریمیا سے ٹرانسفر ہو جائے گی۔ تم نے اب مجھے خوشخبری سنانی ہے“...... رالف نے کہا۔

”اوکے“...... ہارڈی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رالف نے پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

اس نے ایکریمیا میں اپنے بینک سے رابطہ کر کے انہیں ہارڈی کے بینک اور بینک اکاؤنٹ کے بارے میں تفصیل بتا کر دس کروڑ ڈالرز منتقل کرنے کی ہدایت کر دی اور پھر رسیور رکھ دیا۔ وہ چونکہ ڈرگ اور اسلحہ سمگلنگ میں ملوث تھا اس لئے یہ ان کے لئے کوئی

بڑی رقم نہیں تھی۔ اس سے بھی زیادہ بھاری رقوم وہ بھجواتے رہتے تھے۔ اس لئے بینک کی طرف سے بھی صرف ”یس سر“ کا جواب دیا گیا تھا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ یہ بینک کی طرف سے کال تھی۔ انہوں نے تصدیق کر دی کہ مطلوبہ رقم ہارڈی کے بینک اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہو چکی ہے۔ رالف نے اطمینان بھرے انداز میں ”اوکے“ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اسے اب مکمل یقین تھا کہ نہ صرف ہوائی جہاز فضا میں تباہ کر دیا جائے گا بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بھی ٹکڑے اڑا دیئے جائیں گے۔ ایک بار اسے خیال آیا کہ وہ راکس کو ناراک میں اطلاع کر دے لیکن پھر وہ رک گیا۔

اب وہ کام ہو جانے کے بعد وکٹری کی رپورٹ دینا چاہتا تھا۔ عام طور پر وہ آٹھ بجے اس آفس سے اٹھ جایا کرتا تھا اور پھر رات گئے اس کی واپسی ہوتی تھی تاکہ کلب میں ہونے والے فنکشن کو چیک کر سکے لیکن آج وہ آفس میں جم کر بیٹھا رہا کیونکہ ہارڈی کی کال اس آفس کے فون پر ہی آنی تھی۔ اس نے ٹی وی آن کر دیا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ یہ اتنا بڑا حادثہ ہو گا کہ ٹی وی اس کی فوراً ہی خبر نشر کرے گا اور پھر وہی ہوا۔ تقریباً گیارہ بجے یکلخت ٹی وی نے خاص خبر نشر کرنا شروع کر دی کہ پاکیشیا کے دارالحکومت سے ماگا پہنچنے والا طیارہ جس میں عملہ سمیت ایک سو بارہ افراد سوار تھے صامالیہ کے ساحل سے کچھ فاصلے پر اچانک فضا میں ایک

خوفناک دھماکے سے پھٹ گیا اور اس میں سوار تمام مسافر مع عملہ ہلاک ہو چکے ہیں۔ حکومتی مشینری حرکت میں آ رہی ہے اور حادثے کی وجوہات کا تعین کیا جا رہا ہے۔

''گڈ شو۔ اسے کہتے ہیں وکٹری''...... رالف نے بچوں کی طرح فرش سے اچھلتے ہوئے چیخ کر کہا اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ رالف بول رہا ہوں''...... رالف نے کہا۔

''ہارڈی بول رہا ہوں۔ تمہارا کام ہو گیا ہے''...... ہارڈی نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے ٹی وی پر خاص خبر سن لی ہے۔ یہ معلوم کرو کہ کوئی بچ تو نہیں گیا اگر بچ گیا ہے تو اسے وہیں سمندر میں ہی گولیاں مار دو''...... رالف نے کہا۔

''میں چیک کر کے ہی کال کر رہا ہوں۔ مسافروں اور عملہ کے ساتھ ساتھ جہاز کے بھی لاکھوں ٹکڑے اڑ گئے ہیں''...... ہارڈی نے کہا۔

''اوکے۔ تھینک یو''...... رالف نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

''رالف بول رہا ہوں ماگا سے باس''...... رالف نے مؤدبانہ

لہجے میں کہا۔

''یس۔ کوئی خاص بات۔ جو اس وقت کال کی ہے''...... راکس نے کہا۔

''میں آپ کو خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ان کی لاشوں کے لاکھوں ٹکڑے بحر ہند میں تیرتے پھر رہے ہیں''...... رالف نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے میں ہو''...... راکس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو رالف نے اسے پاکیشیا سے ڈیوڈ کی رپورٹ ملنے اور پھر ہارڈی سے ہونے والے معاہدے کی تفصیل بتا دی اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ کس طرح کارروائی کی گئی اور ٹی وی پر اس کی خاص خبر بھی نشر ہو چکی ہے۔

''ویری گڈ۔ تم نے تو کمال کر دیا رالف۔ میرے ذہن میں یہ تصور بھی نہ تھا کہ تم اتنا بڑا اقدام کرو گے۔ یہ ہارڈی کون ہے''...... راکس نے کہا۔

''یہ بھی صامالیہ کا ایک بہت بڑا سمگلر ہے اور گینگسٹر ہے۔ اس کے صامالیہ میں چار کلب اور ولنگٹن اور ناراک میں بھی کلبوں کی ایک پوری چین ہے۔ یہ بحری جہازوں کو بھی کھلے سمندر میں لوٹ کر انہیں میزائلوں سے تباہ کر دیتے ہیں۔ ہارڈی خود ناراک میں رہتا ہے۔ ٹاپ کلب کا مالک اور جنرل مینجر ہے''...... رالف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ اس ہارڈی کی بات کر رہے ہو۔ اس کو تو میں ب
اچھی طرح جانتا ہوں۔واقعی ایسا ہی ہے۔گڈ شو۔ تمہیں اس کا
انعام دیا جائے گا"...... راکس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابط
ہو گیا تو رالف نے رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ اب اپنی فتح
بھرپور جشن منانے کا سوچ رہا تھا۔

یمان کے ساحلی شہر آرتی کے ایک ہوٹل میں عمران کے ساتھی
یک بڑے کمرے میں بیٹھے بلیک ٹی پینے میں مصروف تھے۔ وہ
ب مشن کے لئے پاکیشیا سے صامالیہ کے دارالحکومت ماگا جانے
کے لئے جہاز میں سوار ہوئے تھے۔ جہاز نے مسلسل پرواز کرنا تھی
البتہ راستے میں یمان کے بڑے ساحلی شہر آرتی میں اس کا مختصر سا
ٹاپ تھا۔ جہاں سے اس نے فیول لینا تھا اور جہاز کے عملے نے
نہیں نیچے اترنے سے منع کیا لیکن عمران نے انہیں بتایا کہ وہ مزید
سفر نہیں کرنا چاہتے۔ چند روز آرتی میں رہ کر پھر آگے جائیں گے۔
چنانچہ وہ سب جہاز سے اتر کر ائیر پورٹ کے پبلک لاؤنج میں پہنچ
گئے۔ ان کے پاس سامان بے حد مختصر سا تھا جسے جہاز سے ڈی لوڈ
کرا لیا گیا تھا اور پھر عمران نے ائیر پورٹ سے ہی فون کر کے
آرتی کے معروف برج ہوٹل میں اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے

کمرے الاٹ کرا لئے اور ائیر پورٹ سے ٹیکسیوں میں بیٹھ کر
یہاں ہوٹل پہنچ گئے تھے۔ عمران انہیں ہوٹل چھوڑ کر خود باہر چلا
تھا اور اب رات پڑنے والی تھی لیکن ابھی تک عمران کی واپسی نہ
ہوئی تھی۔

''یوں راستے میں خواہ مخواہ ڈراپ ہو جانا حماقت ہے''...... تو
نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''یہ اس کی کوئی خاص پلاننگ ہو گی۔ وہ بتاتا تو نہیں۔ بس ا
پلاننگ پر اچانک عمل کر دیتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''کیا پلاننگ ہوسکتی ہے۔ ماگا ابھی بہت دور ہے اور پھر اگر
نے آرتی میں ہی ڈراپ ہونا تھا تو ہم آرتی کی ہی ٹکٹ لیتے''
تنویر نے کہا۔

''یہی تو پلاننگ ہوتی ہے۔ عمران صاحب اصل چہرے م
ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں اطلاع مل گئی ہو گی کہ ان
نگرانی کی جا رہی ہے۔ چنانچہ وہ بغیر میک اپ کے ائیر پورٹ پ
اور بکنگ ماگا کی کرائی حالانکہ ایسی پروازیں بھی شیڈولڈ تھیں جو آ
سے آگے جاتی تھیں لیکن عمران صاحب نے خصوصاً اس فلائٹ م
بکنگ کرائی جو پاکیشیا سے براہِ راست ماگا جاتی ہے۔ اس طر
نگرانی کرنے والوں نے یقیناً اپنے آدمیوں کو بھی اطلاع دے د
ہو گی کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت ماگا پہنچ رہا ہے اور وہاں یقیناً
ہمارے استقبال کے لئے لوگ موجود ہوں گے لیکن ہمارے یہاں

آرتی میں ڈراپ ہونے سے ان کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔
دوسری بات یہ کہ ماگا اتنا بڑا شہر نہیں ہے کہ جہاں اجنبی افراد کو
تلاش نہ کیا جا سکے اور نہ ہی ایسا شہر ہے جہاں دیگر ممالک کے
سیاح ذوق و شوق سے آتے جاتے رہتے ہوں۔ اس لئے تم جو
میک اپ چاہے کر لو۔ بہرحال تم آسانی سے چیک ہو جاؤ گے۔
اس لئے عمران صاحب اچانک یہاں ڈراپ ہو گئے اور میرا خیال
ہے کہ اب وہ ماگا میں ہمارے لئے فول پروف انتظامات کرانے
کے لئے بھاگ دوڑ کر رہے ہوں گے''...... کیپٹن شکیل نے تفصیل
سے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

''تم اس انداز میں بات کرتے ہو جیسے عمران نے تمہارے
ساتھ مل کر پلاننگ بنائی ہو''...... تنویر نے کہا۔

''عمران صاحب کا ذہن عام ذہنوں سے ہٹ کر ہے۔ وہ جس
انداز میں سوچتے ہیں۔ اگر تمہیں اس انداز کا علم ہو جائے تو پھر تم
بھی ان کے انداز میں سوچتے ہوئے ان کے بارے میں جان سکتے
ہو''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''اب اصل مشن ہے کیا۔ یہ تو ہمیں معلوم ہی نہیں ہے''۔ صالحہ
نے کہا۔

''مشن اس خفیہ جزیرے کو تلاش کر کے اسے تباہ کرنا ہے تاکہ
پاکیشیائی فارمولے پر کارروائی نہ ہو سکے''...... صفدر نے کہا۔

''اس میں میرا مشن بھی شامل کر لو۔ بلیک کلب سے منسلک

کاشفہ کے مجرم رچرڈ اور جیکسن ہیں۔ ان کو ان کے جرم کی سزا بھی دینی ہے“...... تنویر نے کہا۔

”کاشفہ سے تمہیں اتنی ہمدردی کیوں ہو گئی ہے“...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم نے خود ہی اس کی سفارش کی اور اب خود ہی ایسی بات کر رہی ہو“...... تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں نے تو یہ نہیں کہا تھا کہ تم کاشفہ کے لئے صامالیہ پہنچ جاؤ۔ یہی راڈر کو سزا مل گئی اتنا ہی کافی ہے“...... صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں خاص طور پر تو اس کے لئے یہاں نہیں آیا۔ اب اگر مقدر سے آ گیا ہوں تو کام مکمل کر کے ہی جاؤں گا“...... تنویر نے جواب دیا۔

”بڑی خوش قسمت ہے یہ خاتون۔ کیا نام بتایا ہے اس کا۔ ہاں کاشفہ جس کا تنویر کو اس قدر خیال ہے“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں صرف صالحہ کی وجہ سے سب کچھ کر رہا ہوں“...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تنویر صاحب۔ آپ کی مہربانی کہ آپ نے میری اس قدر عزت افزائی کی ہے“...... صالحہ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ تنویر کوئی اور بات کرتا۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوا تو

سب چونک پڑے۔

”السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہٗ یا اہلیان بند کمرہ“...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

”یہ کیا طریقہ ہے کہ تم ہمیں بتائے بغیر بھاگ جاتے ہو“۔ جولیا نے سلام کا جواب دیتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں کہاں بھاگ سکتا ہوں۔ وہ ایک شاعر نے اپنے ایک شعر میں کہا ہے کہ اس ہر جائی کی ایک ہی بات مجھے پسند ہے کہ جب وہ لوٹتا ہے تو میرے پاس ہی آتا ہے۔ اس لئے دیکھو لوٹ کر واپس یہیں آیا ہوں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ جولیا نے ایک خالی پیالی اٹھا کر اس میں فلاسک میں موجود چائے ڈالی اور پھر اس نے پیالی عمران کے سامنے رکھ دی۔

”عمران صاحب۔ کیپٹن شکیل نے آپ کی تمام حرکات کا تجزیہ کیا ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آئی تھیں۔ مثلاً ٹکٹ تو ماگا کے آپ نے لئے اور اچانک آرتی پر ڈراپ ہو گئے“...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے کیپٹن شکیل کا تجزیہ دوہرا دیا۔

”کسی حد تک یہ تجزیہ درست ہے۔ پاکیشیا ائیرپورٹ پر ہونے والی نگرانی میں نے چیک کر لی تھی لیکن تمہیں چیک کرنے کا وقت نہیں ملا۔ آرتی پر میں اچانک ڈراپ نہیں ہوا۔ یہ پہلے سے میرے پروگرام میں تھا لیکن چیکنگ کی وجہ سے میں نے ماگا کے ٹکٹ لئے تاکہ ائیرپورٹ پر ہماری چیکنگ نہ ہو۔ اب ماگا میں پاکیشیا سیکرٹ

سروس کے ایجنٹ ائیرپورٹ پر موجود ہوں گے وہ رپورٹ دیں گے کہ وہاں ہمارے استقبال کے لئے کوئی کارروائی کی گئی ہے تو وہ کون لوگ تھے۔ جہاں تک آرتی میں ڈراپ ہونے کا تعلق ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم ماگا گئے بغیر اس جزیرے کو ٹریس کر کے اس کو تباہ کر دیں۔ پھر ماگا پہنچ کر مزید آگے بڑھیں ورنہ ہم ماگا میں اس طرح پھنس سکتے ہیں کہ آگے بڑھنا مشکل ہو جاتا''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر اب کیا طے کیا ہے آپ نے''...... صفدر نے کہا۔

''میں نے اب تک جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق ماگا کے قریب کھلے سمندر میں تین ایسے جزیرے ہیں جنہیں خفیہ کہا جا سکتا ہے کیونکہ ان جزیروں پر مستقل آبادی نہیں ہے۔ گھنے جنگل ہیں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ ایسے سمندری علاقے میں واقع ہیں جسے وارم واٹر کہا جاتا ہے اور یہاں ہر وقت طوفانی لہروں کا بے حد زور رہتا ہے اس لئے ان جزیروں کے قریب جانا بھی خاصا مشکل اور خطرناک کام ہے۔ اس وارم واٹر کی وجہ سے ان جزیروں پر کسی ملک نے آج تک قبضہ نہیں کیا کیونکہ یہ طوفانی لہریں اچانک پیدا ہوتی ہیں اور پھر زور پکڑتی چلی جاتی ہیں۔ یہ اس قدر خوفناک لہریں ہوتی ہیں کہ بڑے بڑے بحری جہازوں کے پرخچے اڑ جاتے ہیں۔ پھر بہت دیر تک یہ سمندر سے ٹکراتی رہتی ہیں۔ ان تین جزیروں کے علاوہ اور تمام جزیرے کسی نہ کسی ملک

کے قبضے میں ہیں۔ وہاں مستقل آبادیاں ہیں اور ان کے نام بھی دنیا جانتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ایسے جزیروں پر تو لیبارٹری قائم نہیں ہو سکتی''...... تنویر نے کہا۔

''کیوں نہیں ہو سکتی۔ اگر آمدورفت بذریعہ ہیلی کاپٹر ہو تو وہاں کام ہو سکتا ہے لیکن ان تینوں جزیروں میں سے کس پر لیبارٹری ہے اس کا پتہ چلانا مشکل کام ہے۔ میں نے ایک آدمی کے ذمے لگایا ہے کہ وہ کسی ایسے آدمی کو تلاش کر کے جو ایسے سمندر میں جاتا آتا رہا ہو اور ان جزیروں کے بارے میں بھی جانتا ہو۔ اگر ایسا آدمی مل جائے تو اس سے سوال جواب کئے جا سکتے ہیں اور ایسے شواہد مل سکتے ہیں کہ کس جزیرے کو ٹارگٹ بنایا جائے''...... عمران نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ اس بار تم نے غلط پلاننگ کی ہے''...... تنویر نے کہا تو عمران سمیت سب اس کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔

''وجہ''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اس طرح اس جزیرے کو تلاش کرنا تقریباً ناممکن ہے جبکہ ہمیں معلوم ہے کہ ماگا میں واقع بلیک کلب کا مالک اور جنرل مینجر رالف اس بارے میں سب کچھ جانتا ہے اور اس کا وہاں ہولڈ ہو گا۔ ہم جا کر اس کی گردن پکڑ لیں تو سب کچھ سامنے آ جائے

گا''...... تنویر نے کہا۔

''گڈ۔ تمہارا خیال بالکل درست ہے۔ واقعی یہ آسان اور سیدھا راستہ ہے لیکن تم نے خود کہا ہے کہ ماگا میں ان لوگوں کا ہولڈ ہے۔ ہمیں جزیرے کے بارے میں تو معلوم ہو جاتا لیکن ہم وہاں پھنس کر رہ جاتے۔ ہمیں بھی اپنا مشن مکمل کرنے سے پہلے وہاں قتل عام کرنا پڑتا اور ایسی صورت میں حکومت اور پولیس ہمارے پیچھے لگ جاتی۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اگر ہم پہلے جزیرے کو تلاش کر لیں تو مشن مکمل کرنے کے بعد پھر اس رالف سے آسانی سے نمٹا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو سب نے اس کی تائید میں سر ہلا دیئے۔ پھر ان سب نے رات کا کھانا کھایا اور چائے وغیرہ پینے کے بعد واپس اپنے کمروں کی طرف جا رہے تھے کہ ایک ویٹر تیز تیز چلتا ہوا عمران کے قریب آیا۔

''سر۔ آپ کی ماگا سے مسلسل کال آ رہی ہے لیکن آپ کا کمرہ بند ہے۔ کال اٹنڈ نہیں کی جا رہی''...... ویٹر نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے۔ شکریہ''...... عمران نے کہا تو ویٹر واپس مڑ گیا جبکہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

''فلائٹ پہنچ چکی ہو گی۔ اس بارے میں رپورٹ دینے کے لئے کال کی جا رہی ہو گی''...... عمران نے کہا اور کمرے میں داخل

ہو کر اس نے رسیور اٹھایا اور سائیڈ پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

''ہوٹل ایکس چینج''...... بٹن پریس ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ماگا سے آنے والی میری کال تھرو کرو''...... عمران نے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ایکس چینج کو معلوم ہو گا کہ کس کمرے اور کس نمبر پر وہ بات کر رہا ہے۔

''ہیلو۔ پورم بول رہا ہوں یہاں ماگا سے''...... کچھ دیر بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ چونکہ کال کا سن کر عمران کے تمام ساتھی اس کے ساتھ اندر آ گئے تھے اس لئے عمران نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز سب کو بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے ماگا ایئرپورٹ کے بارے میں''۔ عمران نے کہا۔

''فلائٹ ایئرپورٹ پہنچ ہی نہیں سکی۔ وہ راستے میں ہی تباہ ہو گئی ہے یا کر دی گئی ہے''...... دوسری طرف سے پورم نے کہا تو عمران تو کیا اس کے سارے ساتھی بھی بے اختیار اچھل پڑے۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے''۔ عمران نے حقیقتاً بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاید اس کے ذہن میں بھی نہیں تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

''میں درست کہہ رہا ہوں۔ فلائٹ ماگا ایئرپورٹ پہنچنے سے

پہلے بحر ہند میں فضا میں ہی تباہ ہو گئی ہے۔ اب تک جو ابتدائی تحقیقات ہوئی ہیں ان کے مطابق نیچے سے جہاز پر میزائل فائر کیا گیا ہے اور اس میزائل سے پورا جہاز لاکھوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گیا ہے۔ ایک سو بارہ مسافر اور عملے کے تمام افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ پولیس نے تفتیش کا دائرہ وسیع کر دیا ہے اور جلد ہی اصل ملزم سامنے آ جائیں گے''...... پورم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تمہارا ذاتی خیال کیا ہے۔ کون اس قدر بھیانک واردات کر سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے کہنا تو نہیں چاہئے لیکن آپ چونکہ یہاں کے نہیں ہیں اس لئے بتا دیتا ہوں کہ میرا ذاتی خیال ہے کہ اس کریشنگ میں کارلوس گروپ ملوث ہو گا۔ کارلوس گروپ کے پاس تیز رفتار چھوٹے بحری جہاز ہیں اور یہ اکثر سمندر میں بحری جہازوں کا تمام سامان لوٹ لیتے ہیں۔ انسانوں کو ہلاک کر کے جہاز کو بھی میزائلوں سے تباہ کر دیتے ہیں۔ سنا ہے کہ ان کے تعلقات چونکہ صامالیہ کے ہر بڑے گروہ سے ہیں اس لئے پولیس نہ انہیں پکڑتی ہے اور نہ ہی انہیں کوئی سزا ملتی ہے بلکہ کہا جاتا ہے کہ پریذیڈنٹ ان سے باقاعدہ حصہ لیتا ہے اور یہ حصہ ایکریمیا میں رکھا جاتا ہے''...... پورم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تھینک یو''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر جب اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا تو وہ بھی اس طرح منجمد ہو کر

بیٹھے تھے جیسے چابی سے چلنے والا کھلونا چابی ختم ہو جانے پر اچانک رک جاتا ہے۔

''کیا ہوا''...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اگر آپ آرتی میں نہ ڈراپ ہوتے تو اس وقت ہمارے جسموں کے بھی ٹکڑے سمندر میں تیر رہے ہوتے''۔ صفدر نے بڑے ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔

''مجھے یقین ہے کہ عمران کو پہلے سے ہی اس معاملے کا علم تھا اس لئے یہ یہاں ڈراپ ہو گیا لیکن اس نے ہمیں نہیں بتایا''۔ تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ مجھے معلوم نہیں تھا اور نہ ہی مجھے ایسا خیال آیا تھا کیونکہ مسافر بردار طیارے کو فضا میں تباہ کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ اس واقعہ کی وجہ سے ایک سو بارہ افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ یہ اتنا بڑا واقعہ ہے کہ حکومتیں ہل جاتی ہیں اس لئے ایک عام مجرم ایسا سوچ بھی نہیں سکتا لیکن ان لوگوں نے کارروائی کر کے ہمیں بتا دیا ہے کہ یہ لوگ ہمارے خلاف آخری حد تک بھی جا سکتے ہیں اور اب اس پیغام کے ملنے کے بعد ہمیں بھی یہ حق حاصل ہو گیا ہے کہ ہم بھی ان کے خلاف آخری حد تک جائیں''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا انہیں معلوم نہیں ہو گا کہ ہم آرتی میں ڈراپ ہو گئے ہیں''...... صالحہ نے کہا۔

''اگر انہیں معلوم ہو جاتا تو وہ اتنی بڑی کارروائی نہ کرتے۔ یہ بات یقینی ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اب وہ مطمئن ہو جائیں گے کہ ہم طیارے کے حادثے میں ہلاک ہو چکے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''اگر انہوں نے آرتی ایئر پورٹ پر کاغذات چیک کئے تو انہیں اطلاع مل جائے گی کہ ہم یہاں ڈراپ ہو چکے ہیں۔ دوسری صورت میں وہ اس وقت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا جشن منا رہے ہوں گے''...... عمران نے جواب دیا۔

''عمران صاحب۔ کیا اس طیارے والے حادثے کے پیچھے بھی بلیک سن کا ہاتھ ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''یقیناً۔ گو پورم نے اس کارلوس گروپ کا نام لیا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ اتنا بڑا کام کوئی عام گروپ نہیں کر سکتا۔ جب تک اس کے پیچھے کسی بڑی تنظیم کا ہاتھ نہ ہو۔ اس لئے اس کارلوس کے پیچھے بھی یقیناً بلیک سن کا ہاتھ ہو گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہماری پاکیشیا میں نگرانی کیا بلیک سن کرا رہی تھی''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں تو یقیناً یہ اس رالف گروپ کا کام ہو گا۔ لیکن بہرحال پتہ چل جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ میرا خیال ہے جزیرے کو ٹریس کرنے سے پہلے ان سفاک قاتلوں کے گروپ سے نمٹ لیا جائے''...... صفدر نے کہا۔

''میں کوشش کرتا ہوں کہ ہمیں کوئی ایسا راستہ مل جائے جس سے دونوں کام ہو جائیں''...... عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے فون سیٹ پر موجود ایک بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔ چونکہ اقوام متحدہ کے تحت پوری دنیا میں انکوائری کا ایک ہی نمبر رکھا جاتا ہے اس لئے انکوائری کا نمبر کسی بھی ملک میں جا کر پوچھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

''یس۔ انکوائری پلیز''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہاں سے صامالیہ اور اس کے دارالحکومت ماگا کے رابطے نمبر دیں''۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے فوراً ہی دونوں نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

''پیراڈائز کلب کا نمبر دیں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ پیراڈائز کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ چونکہ عمران نے لاؤڈر کا بٹن پہلے ہی پریس کر رکھا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز سب کے کانوں تک

بخوبی پہنچ رہی تھی۔

''راجر سے بات کراؤ۔ میں پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''ڈھمپ۔ یہ کیا ہے''...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''یہ کوہ ہمالیہ کی ایک آزاد ریاست ہے۔ راجر کو معلوم ہے۔ جلدی بات کراؤ''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ راجر بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ خاصا سخت تھا۔

''پاکیشیا سے ٹائیگر نے روڈ سٹار کے کریملین کے رابطے سے آپ سے بات کی تھی اور پرنس آف ڈھمپ کا تعارف کرایا تھا۔ کیا آپ کو یاد ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ بالکل یاد ہے۔ کریملین نے بھی مجھے تاکید کی تھی کہ آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دی جائے۔ آپ حکم کریں۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... راجر نے اس بار خاصے نرم لہجے میں کہا۔

''مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ کا یہاں بے حد اثر و رسوخ ہے۔ آپ کسی کارلوس گروپ کو جانتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ کارلوس گروپ ہے۔ بے حد طاقتور اور با اثر ہے۔

بڑے جرائم میں ملوث ہے اور بے حد طاقتور سمجھا جاتا ہے''۔ راجر نے جواب دیا۔

''اس گروپ کا بڑا کارلوس ہے یا کوئی اور ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''اصل چیف ہارڈی ہے جو ناراک میں رہتا ہے۔ یہاں ماگا میں البتہ انچارج کارلوس ہے''...... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کو اطلاع ملی ہے کہ ماگا ائیرپورٹ کی طرف جانے والا ایک مسافر بردار طیارہ فضا میں ہی پھٹ گیا ہے اور تمام مسافر ہلاک ہو گئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں''...... دوسری طرف سے مختصر سا جواب دیا گیا۔

''کیا یہ کارلوس کا کام ہے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے خاموشی چھا گئی۔

''سوری پرنس۔ یہ انتہائی طاقتور گروپ ہے۔ اس لئے میں کوئی کمنٹ نہیں کرنا چاہتا''...... کچھ دیر بعد راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ آپ کی بات کسی صورت لیک نہیں ہو گی اور آپ کو اس کا بھاری معاوضہ دیا جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''کارلوس میرا بہترین دوست ہے۔ جب میں نے سنا کہ اس سلسلے میں عام طور پر کارلوس کا نام لیا جا رہا ہے تو میں نے اسے

فون کر کے معلومات حاصل کیں تو اس نے رازداری کا حلف دیتے ہوئے کہا کہ یہ طیارہ انہوں نے سمندر سے میزائل فائر کر کے گرایا ہے اور اس کا حکم ان کے چیف ہارڈی نے دیا تھا''...... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ شکریہ۔ آپ کو معاوضہ پہنچ جائے گا۔ ارے ہاں مسٹر راجر۔ ماگا کے قریب بحر ہند میں ایک خفیہ جزیرہ ہے جہاں کوئی سائنسی لیبارٹری ہے۔ کیا آپ وہاں کبھی گئے ہیں''...... عمران نے ایسے پوچھا جیسے سرسری انداز میں بات کر رہا ہو۔

''آپ ماسٹر آئی لینڈ کی بات کر رہے ہیں۔ وہ تو پہلے کومبو کے تحت تھا اور اب رالف کے تحت ہے۔ وہاں وہی لوگ جا سکتے ہوں جو اس بارے میں جانتے ہوں اور کوئی نہیں جا سکتا کیونکہ کسی کو اس بارے میں علم ہی نہیں ہے۔ صرف ماسٹر آئی لینڈ کا نام سنا ہوا ہے اور یہ بھی سنا ہوا ہے کہ وہاں کوئی خفیہ سائنسی لیبارٹری ہے لیکن یہ سب سنی سنائی باتیں ہیں''...... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ شکریہ۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اب بات مزید واضح ہو گئی ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کیا''...... جولیا نے کہا۔

''اس خفیہ جزیرے کا نام ماسٹر آئی لینڈ ہے اور اس پر قبضہ رالف گروپ کا ہے۔ رالف کا تعلق بلیک سن سے ہے۔ بلیک سن

نے ڈاکٹر آفتاب کو ماگا کے قریب اغوا کیا پھر انہیں اس لیبارٹری میں لے جایا گیا ہو گا۔ وہاں ان کے ذہن سے فارمولا حاصل کیا گیا اور پھر انہیں اس لئے ہلاک کر دیا گیا کہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ فارمولا انہوں نے حاصل کر لیا ہے اور یہ بہانہ بنایا گیا کہ ڈاکٹر آفتاب نے جہاز کے اغوا کنندگان کے مقابل مزاحمت کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے وہ ہلاک ہو گئے لیکن بغیر کرش نوٹس کے فارمولے پر کام مزید طویل عرصے میں مکمل ہوتا جبکہ کرش نوٹس کی مدد سے کام فوری آگے بڑھ سکتا تھا۔ پھر یہ کرش نوٹس ڈاکٹر آفتاب کی پوری فیملی کو ہلاک کر کے حاصل کئے گئے۔ یقیناً انہیں ہمارے بارے میں بھی اطلاعات مل رہی ہوں گی۔ ہمیں روکنے کے لئے انہوں نے انتہائی افسوسناک اقدام کیا اور طیارہ مار گرایا۔ اس طرح ایک سو بارہ انسان ہلاک ہو گئے۔ اب مجھے ان جزیروں کے بارے میں مزید معلومات ادھر ادھر سے اکٹھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تنویر کی بات درست ثابت ہوئی ہے کہ ہم ماگا کے گروپس سے معلومات حاصل کر لیں لیکن اب تک کوئی گروپ اس لئے میں کنفرم نہیں ہو رہا تھا۔ اب پہلی بار رالف کا گروپ کنفرم ہوا ہے۔ اس لئے رالف ہی سب کچھ بتائے گا۔ اب ہم نے آگے بڑھنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ اب کیا آرتی سے ماگا آپ فلائٹ کے ذریعے جائیں گے یا کوئی اور راستہ بھی ہے''...... صفدر نے کہا۔

"آرتی اور ماگا کے درمیان کافی فاصلہ ہے۔ کوئی زمینی راستہ
نہیں ہے البتہ بحری جہاز کے ذریعے سفر کیا جا سکتا ہے لیکن اس
پورے علاقے میں بحری سفر خطرناک ہو چکا ہے۔ اس لئے ہمیں
بذریعہ فلائٹ ہی جانا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ بلیک سن کو اب تک معلوم ہو چکا ہو گا کہ ہم
بچ گئے ہیں۔ ایسی بڑی تنظیمیں اتنی آسانی سے ڈاج نہیں کھا
سکتیں۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہاں بھی ہماری نگرانی کی جا رہی
ہو۔ میک اپ اپنی جگہ لیکن ہماری تعداد اور مخصوص قدوقامت کے
تحت کسی بھی جگہ اور کسی بھی وقت کسی بھی انداز کی کارروائی کی جا
سکتی ہے ہمیں ان سب کا خیال رکھنا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ جو تنظیم پورا طیارہ ہی اڑا سکتی
وہ کچھ بھی کر سکتی ہے۔ اس لئے اب ہم آرتی سے براہ راست
نہیں جائیں گے بلکہ یہاں سے پہلے بذریعہ ہوائی جہاز اتھاپیا
پھر اتھاپیا سے ماگا پہنچ جائیں گے"...... عمران نے کہا تو سب
اس کی بات کی تائید کر دی۔

"او کے۔ میں تمام معاملات سیٹ کر لوں گا اور پھر کل صبح
یہاں سے روانہ ہو جائیں گے"...... عمران نے کہا تو سب
اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیئے۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی راکس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... راکس نے کہا۔

"سب ہیڈ کوارٹر سے کال ہے چیف"...... دوسری طرف سے
اس کی فون سیکرٹری نے کہا۔

"اچھا"...... راکس نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز کی دراز
کھول کر اس میں موجود سرخ رنگ کا کارڈ لیس فون اٹھا کر باہر میز
پر رکھا اور دراز بند کر کے اس نے اس فون کا بٹن پریس کر دیا۔
دوسرے لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو راکس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ راکس فرام ناراک"...... راکس نے کہا۔

"سب ہیڈ کوارٹر"...... مشینی سی آواز سنائی دی۔

"یس سر"...... راکس نے جواب دیا۔

"تم نے رات رپورٹ دی تھی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک

کر دیا گیا ہے''...... سب ہیڈکوارٹر نے کہا۔

''یس سر۔ اس خبر کو باقاعدہ کنفرم کیا گیا تھا''...... راکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیسے کنفرم کیا گیا''...... سب ہیڈکوارٹر نے پوچھا۔

''رالف نے اسے ان کے جسموں کے ٹکڑے دیکھ کر کنفرم کیا ہو گا۔ میرے پوچھنے پر اس نے یہی بتایا تھا کہ اس نے کنفرم کرا ہے''...... راکس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سنو راکس۔ تم بار بار غلطیاں کر رہے ہو اور ہر بار سب ہیڈکوارٹر تمہیں لاسٹ وارننگ دیتا ہے لیکن تم پھر بھی غلطی کر رہے ہو۔ تمہیں چاہئے تھا کہ تم اس خبر کو حتمی طور پر کنفرم کرتے اور پھر سب ہیڈکوارٹر کو کنفرم شدہ رپورٹ دیتے۔ ہم نے پاکیشیا سے معلومات حاصل کی ہیں۔ وہاں ابھی تک ایسی کوئی خبر نہیں پہنچی حالانکہ وہاں مسافروں کی فہرست ڈسپلے ہو چکی ہے۔ اس سے شک پیدا ہوتا ہے کہ معاملات وہ نہیں ہیں جو بتائے جا رہے ہیں۔ اب تم بولو۔ تمہیں موت کی سزا دی جائے یا آخری موقع لینا چاہتے ہو''۔ سب ہیڈکوارٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

''آخری موقع دے دیں۔ آئندہ کوئی کوتاہی نہیں ہو گی'' راکس نے کہا۔

''او کے۔ تمہیں آخری وارننگ دی جا رہی ہے۔ اب تم اس کنفرم کراؤ اور پھر سب ہیڈکوارٹر کو اطلاع دو''...... دوسری طرف

سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راکس نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔

''اوہ۔ اوہ۔ اس بار تو نجانے کون سی نیکی کام آ گئی ہے ورنہ ہیڈکوارٹر تو دوسری بار پوچھتا ہی نہیں اور سزائے موت دے دیتا ہے۔ مجھ سے واقعی حماقت ہوئی کہ میں نے محض رالف کی بات پر یقین کر لیا لیکن اب کیسے اس معاملے کی کنفرمیشن کی جائے''۔ راکس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک خیال کے آتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس چیف''...... فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کاسپر سے بات کراؤ''...... راکس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... راکس نے کہا۔

''کاسپر لائن پر ہے چیف''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہیلو''...... راکس نے کہا۔

''کاسپر بول رہا ہوں چیف۔ حکم''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کل پاکیشیا ائیرپورٹ سے ایک فلائٹ براہ راست ماگا کے لئے روانہ ہوئی لیکن ابھی ماگا پہنچی نہیں تھی۔ وہ سمندر کراس کر رہی

تھی کہ طیارہ ایک دھماکے سے پھٹ گیا اور اس میں سوار تمام ایک سو بارہ افراد کے پرخچے اڑ گئے۔ کیا تمہیں اس حادثے کے بارے میں علم ہے''...... راکس نے کہا۔

''یس چیف۔ اس کی پوری تفصیل ٹی وی پر آ چکی ہے چیف''۔ کاسپر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب اچھی طرح دھیان سے میری بات سنو۔ اس فلائٹ پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم ماگا میں ہمارے خلاف کام کرنے آ رہی تھی۔ اس ٹیم کا سربراہ علی عمران نامی آدمی تھا جبکہ رپورٹ کے مطابق وہ میک اپ میں نہیں تھا بلکہ اپنی اصل شکل میں تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا ائیرپورٹ پر جو کاغذات موجود ہوں گے۔ اس میں عمران کی تصویر موجود ہو گی اور ٹکٹیں چونکہ اکٹھی بک کرائی گئی ہوں گی۔ اس کے ساتھی تین مرد اور دو عورتوں کے کاغذات بھی اس کے ساتھ ہی موجود ہوں گے۔ تم انہیں وہاں چیک کرو اور پھر چیک کرو کہ راستے میں یہ لوگ کہیں ڈراپ تو نہیں ہو گئے۔ ہم نے کنفرم یہ کرنا ہے کہ حادثہ ہوا تو یہ لوگ طیارے میں موجود تھے یا نہیں۔ کیا تم اس سلسلے میں کام کر سکتے ہو''...... راکس نے کہا۔

''چیف۔ میرا تعلق چونکہ ائیرپورٹ اور فلائٹس سے رہتا ہے۔ اس لئے مجھے معلوم ہے کہ پاکیشیا سے براہ راست جو فلائٹ ماگا آتی ہے وہ راستے میں صرف آرتی ائیرپورٹ پر رکتی ہے اور وہاں سے صرف تیل بھرا جاتا ہے۔ نہ مسافر اترتے ہیں اور نہ ہی مزید

مسافر سوار ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر یہ پاکیشیا سے روانہ ہوئے ہیں تو لازماً حادثے میں ہلاک ہو گئے ہوں گے''...... کاسپر نے کہا۔

''خیال مت ظاہر کرو۔ حتمی معلومات مہیا کرو۔ احتیاطاً آرتی ائیرپورٹ پر چیکنگ کراؤ''...... راکس نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... کاسپر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ جیسے ہی کنفرمیشن ہو، مجھے کال کرو۔ میں تمہاری کال کے انتظار میں رہوں گا''...... راکس نے کہا۔

''میں ایک گھنٹے کے اندر اندر آپ کو کنفرم معلومات مہیا کرتا ہوں چیف''...... کاسپر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... راکس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر واقعی تقریباً پون گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... راکس نے کہا۔

''کاسپر لائن پر ہے چیف''...... فون سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کراؤ بات''...... راکس نے کہا۔

''ہیلو چیف۔ کاسپر بول رہا ہوں''...... کاسپر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... راکس نے کہا۔

’’چیف یہ لوگ آرتی ایئرپورٹ پر ڈراپ ہو گئے تھے۔ حادثے کے وقت طیارے میں موجود نہیں تھے‘‘...... کاسپر نے کہا تو راکس کو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی چیز اس کے کانوں کو چیرتی ہوئی گزر گئی ہو۔

’’کیا۔ کیا کہہ رہے ہو‘‘...... راکس نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

’’یس سر۔ میں سو فیصد درست کہہ رہا ہوں۔ چار مرد اور دو عورتیں اچانک ڈراپ ہوگئیں اور انہوں نے آگے جانے سے انکار کر دیا۔ وہ ٹرانزٹ مسافر بھی نہیں تھے۔ اس لئے ایئرپورٹ کے لوگ بھی حیران ہوئے لیکن وہ انہیں روک نہیں سکتے تھے‘‘۔ کاسپر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’اس کا مطلب ہے کہ انہیں باقاعدہ اطلاع مل گئی ورنہ انہیں الہام تو نہیں ہوتا۔ تم معلوم کرو کہ طیارے میں انہیں کس نے فون کیا تھا‘‘...... راکس نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

’’میں نے پہلے ہی معلومات حاصل کر لی ہیں۔ طیارے میں فون تھا ہی نہیں اور طیارہ پاکیشیا سے پرواز کر کے سیدھا آرتی آ کر لینڈ ہوا ہے تاکہ یہاں سے فیول لے کر پھر ماگا کی طرف پرواز کر سکے اور کوئی آدمی طیارے کے اندر نہیں گیا۔ صرف یہی چھ افراد طیارے سے باہر آئے اور پھر پبلک لاؤنج سے باہر چلے گئے‘‘۔ کاسپر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’ویری بیڈ۔ یہ تو بہت برا ہوا۔ یہ انتہائی سنگین اقدام کیا گیا۔ ایک سو سے زائد افراد بھی ہلاک ہو گئے۔ اتنا بھاری معاوضہ بھی ادا کیا گیا اور جن کے لئے یہ سب کچھ کیا گیا وہ زندہ سلامت اطمینان سے گھوم پھر رہے ہیں۔ ویری بیڈ‘‘...... راکس نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

’’یس باس۔ آپ درست کہہ رہے ہیں‘‘...... کاسپر نے کہا۔

’’کیا تمہارا آرتی میں کوئی سیٹ اپ ہے‘‘...... راکس نے کہا۔

’’کس قسم کا سیٹ اپ باس‘‘...... کاسپر نے کہا۔

’’ان لوگوں کی وہاں نگرانی کرانے کے لئے‘‘...... راکس نے کہا۔

’’نہیں باس۔ میرا کبھی آرتی سے کوئی تعلق نہیں رہا‘‘...... کاسپر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’اوکے‘‘...... راکس نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

’’اب میری موت یقینی ہے۔ سب ہیڈکوارٹر نے یہ خبر سن کر مجھے معاف نہیں کرنا لیکن انہیں معلوم ہو جائے گا۔ اس لئے اطلاع دینا بھی ضروری ہے‘‘...... راکس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے سرخ رنگ کا فون نکالا اور اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس فون کا تعلق مخصوص نمبر سے تھا۔ بٹن دبنے سے سب ہیڈکوارٹر کو

اطلاع ہو جاتی تھی کہ انہیں کال کیا جا رہا ہے۔ پھر وہ خود فون کرتے تھے۔ اس طرح ان کا نمبر کسی کے پاس نہ تھا۔ اب بھی سب ہیڈکوارٹر سے کال کی گئی تھی۔

”راکس بول رہا ہوں“...... راکس نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا رپورٹ ہے“...... دوسری طرف سے مشینی سی آواز سنائی دی تو راکس نے کاسپر کی رپورٹ تفصیل سے بتا دی لیکن اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ کسی بھی لمحے موت اس پر وارد ہو سکتی ہے۔

”سب ہیڈکوارٹر کے اپنے وسیع ذرائع ہوتے ہیں اور ہم اپنے آدمیوں کی کارکردگی کو بھی چیک کرتے رہتے ہیں۔ ہمیں اطلاع مل گئی تھی اس لئے سب ہیڈکوارٹر نے تمہیں کنفرمیشن کے لئے کہا تھا۔ تم نے چونکہ سب کچھ خود ہی بتا دیا ہے۔ اس لئے تمہاری یہ کوتاہی بھی معاف کی جاتی ہے لیکن یہ بات سن لو کہ اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ نہ ہوا تو پھر تمہارا اور تمہارے پورے گروپ کا خاتمہ یقینی ہو جائے گا“...... مشینی آواز میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راکس نے ایک بار پھر لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”اب اس سروس کا کیسے خاتمہ کیا جائے“...... راکس نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے۔ کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن

میں ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

”یس باس“...... فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”ٹموتھی سے بات کراؤ۔ ماگا والے ٹموتھی سے“...... راکس نے کہا۔

”یس باس“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو راکس نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... راکس نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”ٹموتھی سے بات کریں باس“...... فون سیکرٹری نے کہا۔

”ہیلو ٹموتھی۔ میں راکس بول رہا ہوں ناراک سے“...... راکس نے کہا۔

”آپ نے آج کیسے یاد کر لیا ٹموتھی کو سر“...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ خاصا بھاری تھا۔

”تمہارے ذمے ایک ایسا کام لگانا ہے جس کے نتیجے پر میری زندگی اور موت کا انحصار ہے“...... راکس نے کہا۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ حکم کریں۔ آپ کا کام یقیناً ہو گا۔ ہمیں آپ کی زندگی بے حد عزیز ہے“...... ٹموتھی نے کہا۔

”بہت شکریہ۔ میں نے بہت سوچ سمجھ کر ہی تمہیں کال کی ہے۔ تمہارا ماگا میں بے حد وسیع نیٹ ورک موجود ہے اور مجھے

معلوم ہے کہ ماگا میں تمہاری نظروں سے بچ کر چڑیا بھی نہیں اڑ
سکتی''......راکس نے کہا۔

''آپ درست کہہ رہے ہیں۔ ایسا ہی ہے۔ ماگا میری شکار گاہ
ہے''......ٹموتھی نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ جانتے ہو''۔ راکس
نے پوچھا۔

''پاکیشیا۔ وہ کہاں ہے''......ٹموتھی نے چونک کر کہا۔

''ایشیا کا ایک مسلم ملک ہے''...... راکس نے جواب دیا۔

''اچھا۔ ہو گا۔ اس کی سیکرٹ سروس کا کیا کرنا ہے لیکن میرا
نیٹ ورک تو ماگا میں ہے میرے آدمی پاکیشیا تو نہیں جا سکتے''۔
ٹموتھی نے کہا۔

''میں ماگا کی ہی بات کر رہا ہوں۔ ایک خفیہ جزیرے پر ہماری
ایک لیبارٹری ہے۔ وہ لوگ اس لیبارٹری کو ٹریس کرنے اور اسے
تباہ کرنے آ رہے ہیں۔ ہم نے وہ ہوائی جہاز فضا میں ہی تباہ کر دیا
جس میں وہ سوار تھے لیکن پھر پتہ چلا کہ وہ لوگ آرتی میں خاموشی
سے اتر گئے ہیں۔ اس طرح جہاز بھی تباہ ہو گیا اور وہ پھر بھی بچ
گئے''...... راکس نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تو یہ جہاز اس وجہ سے گرایا گیا تھا۔ اب وہ لوگ
کہاں ہیں۔ کیا آرتی میں ہیں''......ٹموتھی نے کہا۔

''وہ اترے تو وہاں ہیں لیکن بہرحال انہوں نے ماگا آنا ہے

میرا خیال ہے کہ انہیں لازماً رالف کے بارے میں علم ہے اور
رالف کو گھیر کر اس سے جزیرے کے بارے میں معلومات حاصل
کریں گے۔ ان کی تعداد چھ ہے۔ چار مرد اور دو عورتیں۔ وہ یقیناً
میک اپ میں ہوں گے لیکن تمہارے پاس میک اپ چیک کرنے
والے کیمرے ہوں گے تم انہیں چیک کرو اور جیسے ہی ایشیائی
اور تمہیں نظر آئے انہیں گولیوں سے اڑا دو''...... راکس نے
کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو گا۔ آپ بے فکر رہیں''......ٹموتھی نے
کہا۔

''کتنا معاوضہ بھجوا دوں''......راکس نے کہا۔

''آپ سے صرف دس لاکھ ڈالرز۔ صرف ٹوکن معاوضہ''۔ٹموتھی
نے کہا۔

''میں تمہیں ڈبل بھجوا رہا ہوں لیکن یہ کام تم نے لازماً کرنا ہے
کیونکہ ہیڈکوارٹر نے دھمکی دے دی ہے کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس
زندہ رہی تو مجھے ہلاک ہونا پڑے گا اور اگر میں زندہ رہنا چاہتا
ہوں تو پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک ہونا پڑے گا اس لئے
معاوضے کی فکر مت کرو۔ انہیں ہر صورت میں ماگا میں ہلاک ہونا
چاہئے''۔ راکس نے کہا۔

''تم فکر مت کرو۔ تم نے اس کام کے لئے صحیح آدمی کا انتخاب
کیا ہے۔ جلد ہی تمہیں خوش خبری مل جائے گی''......ٹموتھی نے کہا

اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا بینک اکاؤنٹ اور بینک کے
بارے میں تفصیل بتا دی اور رابطہ ختم ہو گیا تو راکس نے معاوضہ
بھجوانے کے لئے احکامات دینے شروع کر دیئے اور پھر ایک طویل
سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان
موجود تھا کیونکہ اسے ٹموتھی کی کارکردگی اور اس کی مخبری کے وسیع
نیٹ ورک کا بخوبی علم تھا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ماگا پہنچ چکا تھا۔ وہ سب اس وقت
ایکریمین میک اپ میں تھے کیونکہ یہاں ایکریمین کا خاصا احترام کیا
جاتا تھا۔ ایک تو اس لئے کہ افریقی لوگ ایکریمین لوگوں سے خوفزدہ
رہتے تھے دوسرا ایکریمین کرنسی ڈالر بے حد طاقتور کرنسی تھی اور
یہاں تو ایک لحاظ سے اس کی پوجا کی جاتی تھی۔ اگر کوئی ایکریمین
کسی مقامی کو ایک ڈالر بھی بخشش دے دیتا تو وہ اس پر جان نچھاور
کرنے کے لئے تیار ہو جاتا تھا کیونکہ ایکریمین ایک ڈالر مقامی طور
پر خاصی بڑی کرنسی میں تبدیل ہو جایا کرتا تھا۔ ویسے یہاں یورپی
اور ایکریمین نژاد لوگ خاصی تعداد میں موجود تھے۔ ایئرپورٹ سے
کچھ فاصلے پر ایک خاصا بڑا ہوٹل تھا جس کا نام ریڈ فلاور ہوٹل تھا۔
ہوٹل خاصا جدید اور یورپین اور ایکریمین سیاحوں کا پسندیدہ ہوٹل
تھا۔

عمران نے آرتی سے ہی اس ہوٹل کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اس کی بکنگ کرا لی تھی۔ اس لئے اس وقت وہ سب اس ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ عمران نے سب کے لئے شراب منگوائی تھی لیکن اس شراب کو واش روم کے کموڈ میں ڈال دیا گیا۔ ایسا اس لئے کیا گیا تھا تا کہ کسی کو شک نہ پڑ سکے کیونکہ یورپین اور ایکریمین شراب پینے کے عادی تھے اور پھر عمران کو خدشہ تھا کہ آرتی میں ڈراپ ہونے کے بارے میں اگر بلیک سن کو اطلاع مل گئی ہو گی تو پھر یہاں ان کی تلاش کی جا رہی ہو گی۔ وہ سب اس وقت ایک کمرے میں موجود تھے۔

''عمران صاحب''...... صفدر نے کہا۔

''سوری مسٹر ڈیوڈ۔ میرا نام مائیکل ہے''...... عمران نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

''سوری مسٹر مائیکل۔ اب کیا پروگرام ہے آپ کا''...... صفدر نے کہا۔

''آپ لوگ یہاں بیٹھ کر گپ شپ کریں۔ میں اور جولیا ذرا گھاٹ کا چکر لگا آتے ہیں۔ واپسی پر ہم رالف کے بلیک کلب کو بھی چیک کر لیں گے''...... عمران نے کہا۔

''آپ نے رالف سے کیا معلوم کرنا ہے۔ کیا اس جزیرے کے متعلق یا ڈاکٹر آفتاب کی ہلاکت کے بارے میں''...... صفدر نے کہا۔

''جب ڈاکٹر آفتاب کو ہلاک کیا گیا اس وقت اس کلب کا انچارج کومبو تھا، رالف نہیں تھا اس لئے رالف سے اس لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں تا کہ اس لیبارٹری پر مزید کام کیا جا سکے''...... عمران نے کہا۔

''مسٹر مائیکل۔ ہمیں یہاں بے حد محتاط رہنے کی ضرورت ہے اس لئے آپ رالف کے کلب جانے کی بجائے اس کی رہائش گاہ پر اس سے ملیں تا کہ اس سے تمام معلومات حاصل کرنے کے بعد تیزی سے آگے بڑھا جا سکے''...... صفدر نے کہا۔

''اس لیبارٹری پر حملہ یوں نہیں ہو سکے گا کہ ہم منہ اٹھائے ان تک پہنچ جائیں۔ بلیک سن ایک بین الاقوامی تنظیم ہے اور ایسی تنظیمیں سرکاری ایجنسیوں سے بھی زیادہ تیز اور محتاط ہوتی ہیں لیکن تمہاری بات ٹھیک ہے۔ ہمیں بہرحال تیزی سے آگے بڑھنا ہو گا کیونکہ یہاں حالات ویسے نہیں ہیں جیسے یورپ اور ایکریمیا میں ہوتے ہیں۔ یہ لوگ حد درجہ سفاک، ہوشیار اور فعال ہیں۔ اس لئے ہم دو گروپ بنا لیتے ہیں۔ ایک گروپ رالف کے کلب پہنچے اور دوسرا گروپ اس کی رہائش گاہ پر۔ دونوں گروپس کا آپس میں رابطہ سیل فون سے رہے گا''...... عمران نے کہا۔

''رالف سے پوچھنا کیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''یہی کہ ماسٹر آئی لینڈ کہاں ہے اور اس کے حفاظتی انتظامات کیا ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''مسٹر مائیکل۔ ایکشن میں آنے کے بعد ہمارے پاس وقت بے حد کم ہو گا اور ہمارے مخالفوں کی حرکت میں لامحالہ تیزی آ جائے گی اور پھر ہمارا اس ریڈ فلاور ہوٹل میں واپس آنا اور قیام کرنا مشکل ہو جائے گا۔ ایکشن میں آنے سے پہلے آپ کسی رہائش گاہ اور کاروں کا بندوبست کریں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ ایک ٹپ میرے پاس ہے۔ اسے چیک کرتا ہوں''...... عمران نے کہا اور سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے فون سیٹ پر موجود ایک بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ریڈ لائن کلب کا نمبر دیں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''ریڈ لائن کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ماسٹر وولف سے بات کرائیں۔ میں مائیکل بول رہا ہوں''۔ عمران نے لہجہ اور آواز تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس۔ ماسٹر وولف بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی

کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ خاصا کرخت تھا۔

''مائیکل بول رہا ہوں۔ ریفرنس کے طور پر ولنگٹن کے جیری بابا کا نام کافی ہے یا مزید تعارف کرانا پڑے گا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ آپ۔ اوہ۔ اچھا۔ آپ ہیں۔ آپ حکم فرمائیں۔ جیری بابا تو ہمارے لئے دیوتا کا درجہ رکھتے ہیں''...... دوسری طرف سے اس طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ کیا کہے۔

''مجھے ایک رہائش گاہ اور دو کاریں چاہئیں جن کے بارے میں آپ کے علاوہ اور کسی کو علم نہ ہو''...... عمران نے کہا۔

''آپ کا کوئی لنک پاکیشیا سے تو نہیں ہے''...... اس بار دوسری طرف سے بولنے والا اپنی بوکھلاہٹ پر قابو پا چکا تھا۔

''ہم ایکریمین ہیں۔ یہ خیال آپ کو کیسے آ گیا''...... عمران نے کہا۔ البتہ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس کے ساتھیوں کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

''یہاں ایک صاحب ہیں ٹموتھی۔ رائل کلب کے مالک اور جنرل مینجر۔ وہ اس پورے علاقے کے بہت بڑے گینگسٹر ہیں۔ ان کا نہ صرف جرائم پیشہ افراد پر مبنی ہر قسم کے جرائم میں ملوث گروپ ہے بلکہ اس نے ماگا اور اس کے ساتھ سمندر پر نگرانی کا بہت بڑا نیٹ ورک قائم کیا ہوا ہے۔ یہاں پورے ماگا میں خفیہ جگہوں پر ایسے کیمرے نصب ہیں جن سے وہ چوبیس گھنٹے نگرانی کرتے ہیں۔

ان کے کیمرے میک اپ بھی چیک کر لیتے ہیں اور وہ لوگ بڑ
قاتل بھی ہیں۔ میں یہاں کا ایک چھوٹا سا آدمی ہوں۔
ضرورت مندوں اور سیاحوں کو یہاں رہائش اور ٹرانسپورٹ
کرنے کا کام کرتا ہوں۔ ماسٹر ٹموتھی نے مجھے فون کر کے کہا ہے
اب کے بعد میں جو رہائش گاہ کسی کو مہیا کروں یا ٹرانسپورٹ
کروں اس کی تفصیل ماسٹر ٹموتھی تک فوراً پہنچ جانی چاہئے ورنہ ک
سمیت مجھے اڑا دیا جائے گا۔ میرے پوچھنے پر پہلے تو کچھ دیر ا
نے بات نہیں کی لیکن پھر اس نے بتایا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس
ایک گروپ جس میں چار مرد اور دو عورتیں ہیں، ماگا پہنچ ر
ہیں۔ وہ میک اپ میں ہوں گے اور ماسٹر ٹموتھی نے انہیں ٹریس
کے فوراً گولیوں سے اڑا دینا ہے۔ آپ نے رہائش گاہ کے سا
ساتھ دو کاریں بھی طلب کی ہیں اس لئے مجھے خیال آ گیا تھا
ماسٹر وولف نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہمارا پاکیشیا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ بے شک اس ما
ٹموتھی کو ہمارے بارے میں بتا دیں۔ دو کاریں میں نے اس
طلب کی تھیں کہ ہم ایک ہی کار سے اکتا جاتے ہیں''...... ع
نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ آپ کارسن کالونی کی کوٹھی نمبر
پر پہنچ جائیں۔ وہاں میرا آدمی موجود ہو گا۔ میں اسے فون کر
ہوں۔ وہاں ایک کار تو موجود ہے۔ دوسری بھی میں بھجوا دیتا ہوں

آپ ایک گھنٹے بعد وہاں پہنچ جائیں اور دس ہزار ڈالرز نقد آپ اس
فلپ کو دے کر میرے پاس بھجوا دیں''...... ماسٹر وولف نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ شکریہ''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اب پہلے اس ٹموتھی سے نمٹنا پڑے گا''...... عمران نے کہا۔

''وہ لاکھ بار کرتا رہے چیکنگ۔ اگر ہمارے میک اپ چیک ہو
سکتے تو ایئرپورٹ سے یہاں تک چیک ہو چکے ہوتے''...... صفدر
نے کہا۔

''گروپ شناخت بھی ہے۔ چار مرد اور دو عورتیں''...... عمران
نے کہا۔

''یہ تو ہم مسلسل الجھتے جا رہے ہیں۔ پہلے رالف ٹارگٹ تھا اب
یہ ماسٹر ٹموتھی آ گیا''...... جولیا نے قدرے پریشان سے لہجے میں
کہا۔

''مسٹر مائیکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ہمیں ماسٹر ٹموتھی سے نمٹنا ہو
گا کیونکہ جیسے ہی رالف پر حملہ ہو گا چاہے وہ کلب میں ہو یا اس کی
رہائش گاہ پر، اس کا علم فوراً ٹموتھی کو ہو جائے گا اور یقیناً رالف کی
طرح اس ماسٹر ٹموتھی کا بھی کوئی تعلق بلیک سن سے ضرور ہو گا۔ اس
کے بعد انہوں نے اس پورے ماگا کو گھیر لینا ہے اس لئے اگر پہلے
ماسٹر ٹموتھی سے نمٹ لیا جائے اور پھر رالف سے، تو ہمیں زیادہ
آسانی رہے گی''...... کیپٹن شکیل نے باقاعدہ تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

''ٹموتھی سے نمٹنے کے لئے زیادہ بھیڑ بھاڑ کی ضرورت نہیں۔

دو یا زیادہ سے زیادہ تین افراد کافی رہیں گے“...... صفدر نے کہا۔

”بیک وقت دونوں پر ہی کیوں نہ ریڈ کیا جائے۔ ٹموتھی پر بھی اور رالف پر بھی“...... جولیا نے کہا۔

”جولیا درست کہہ رہی ہے۔ اس طرح ہم زیادہ آسانی سے آگے بڑھ سکیں گے“...... خاموش بیٹھے ہوئے تنویر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر دو گروپ بنا لیتے ہیں۔ دونوں گروپ علیحدہ علیحدہ کارسن کالونی پہنچیں، پھر وہاں سے کاریں لے کر اپنے اپنے ٹارگٹ کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ تنویر، کیپٹن شکیل اور صالحہ ایک گروپ، لیڈر تنویر ہو گا کیونکہ یہاں اس کا مخصوص انداز استعمال ہو گا اور جولیا، صفدر اور میں دوسرا گروپ۔ ہم رالف سے نمٹیں گے جبکہ تنویر اور اس کا گروپ ماسٹر ٹموتھی سے“...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد عمران اور اس کے سارے ساتھی کارسن کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ میں موجود تھے۔ وہاں دو جدید ماڈل کی کاریں موجود تھیں۔ عمران نے ملازم فلپ کو ماسٹر وولف کا بتایا ہوا معاوضہ دے کر بھیج دیا تھا۔

”عمران صاحب۔ کیا آپ نے میک اپ میں پہلے ہی سیسے کا استعمال کیا تھا جو اب تک کوئی کیمرہ ہمیں چیک نہیں کر سکا یا یہ محض اتفاق ہے“...... صفدر نے کہا۔

”نہیں۔ اتفاق نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ ایسے کیمرے اب عام ہو گئے ہیں بلکہ اب تو ایسے کیمرے بھی ایجاد ہو گئے ہیں جو

سیسے کو بھی کراس کر سکتے ہیں اور اب سیسے کے ساتھ ساتھ پوٹاشیم کی کچھ مقدار بھی شامل کرنا پڑتی ہے اور وہ میں نے پہلے ہی ایسا کر دیا تھا۔ اس لئے بے فکر رہو۔ کیمرے تمہیں چیک نہ کر سکیں گے“...... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ چلو پھر ہم روانہ ہوں“...... تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی صالحہ اور کیپٹن شکیل دونوں ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔

”تم نے شہر کا نقشہ چیک کر لیا ہے۔ رائل کلب تلاش کر لو گے“...... عمران نے کہا۔

”تم ہمیں بچے سمجھتے ہو جو دادی اماں کی طرح نصیحتیں شروع کر دیتے ہو۔ تم اپنا کام کرو“...... تنویر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”دادی اماں تو تھپڑ مار کر سمجھاتی ہیں۔ میں تو صرف پوچھ رہا ہوں کیونکہ نگرانی صرف کیمروں تک محدود نہیں ہے“...... عمران نے کہا۔

”ہم خود نمٹ لیں گے سب سے۔ آؤ کیپٹن شکیل اور صالحہ“۔ تنویر نے کہا اور پھر مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے پیچھے کیپٹن شکیل اور صالحہ بھی کمرے سے باہر چلے گئے۔

”میں پھاٹک بند کر کے آتا ہوں“...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا باہر چلا گیا تو عمران نے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری کے

نمبر پریس کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''بلیک کلب کا نمبر دیں''...... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''بلیک کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ولنگٹن کوبرا کلب سے ماسٹر گرینڈ بول رہا ہوں۔ رالف سے بات کراؤ''...... عمران نے ایکریمین لہجے میں اور خاصے کرخت انداز میں کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ رالف بول رہا ہوں''...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ لہجہ کرخت تھا۔

''ولنگٹن کوبرا کلب سے ماسٹر گرینڈ بول رہا ہوں مسٹر رالف''۔ عمران نے ایکریمین لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''یس۔ آپ سے تو شاید پہلی بار بات ہو رہی ہے۔ ویسے کلب کے بارے میں تو میں نے سن رکھا ہے''...... رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پہلے یہ کلب انتھونی کے پاس تھا۔ اس سے میں نے خرید لیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ماگا میں بھی کلب بناؤں جو آپ کے تحت

ہو۔ میرا مطلب ہے کہ تمام سرمایہ کاری میں کروں گا اور آپ اس کا چارج سنبھال لیں۔ منافع نصف نصف ہو گا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ ماگا میں آپ کی سرپرستی کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ آپ ماگا کے گرینڈ چیف ہیں''...... عمران نے قدرے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''آپ نے درست سنا ہے لیکن یہاں سرمایہ کاری بھی بے حد بھاری کرنا پڑے گی اور میں صرف کلب چلانے تک ہی محدود نہیں رہ سکتا۔ آپ کو مجھے کلب کی نصف ملکیت بھی دینا ہو گی''۔ رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں مسرت نمایاں ہو گئی تھی۔

''کتنی سرمایہ کاری کی ضرورت ہو گی اچھے کلب کے لئے''۔ عمران نے کہا۔

''یہ غریب ملک ہے اس لئے زیادہ نہیں۔ کم از کم پچاس لاکھ ڈالرز تو صرف ہو ہی جائیں گے''...... رالف نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں آپ کو ساٹھ لاکھ ڈالرز دے دیتا ہوں۔ آپ اپنی نگرانی میں کلب بنوائیں یا کوئی بنا بنایا کلب خرید لیں۔ یہ آپ کی مرضی پر ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ کلب جیسے معاملات میں آپ بے حد اصول پسند ہیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ آپ کا ایک ڈالر بھی ضائع نہیں ہونے دیا جائے گا''...... رالف نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کب تک کلب میں موجود ہیں“...... عمران نے کہا۔

”ویسے تو میں آدھی رات کو کلب سے اٹھتا ہوں۔ کیوں“۔ رالف نے چونک کر پوچھا۔

”ہم بائی روڈ ماگا پہنچ رہے ہیں اور اس وقت گارب میں ہیں۔ دو گھنٹے ہمیں آپ تک پہنچنے میں لگ جائیں گے اور پھر ہم آپ کو ساٹھ لاکھ ڈالرز نقد دے کر واپس چلے جائیں گے“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ کلب آئیں اور کاؤنٹر پر اپنا نام بتا دیں۔ آپ کو مجھ تک پہنچا دیا جائے گا“...... رالف نے کہا۔

”او کے۔ گڈ بائی“...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اب ڈیڑھ دو گھنٹے بعد جائیں گے تو ہمیں اس تک پہنچا دیا جائے گا۔ پھر وہاں کا ماحول دیکھ کر کارروائی ہو گی“...... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ کلب میں اس سے تفصیلی پوچھ گچھ نہ ہو سکی تو اسے یہاں لانا پڑے گا“...... صفدر نے کہا۔

”اسی لئے تو میں نے کہا ہے کہ مزید کارروائی وہاں کا ماحول دیکھ کر کی جائے گی“...... عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

حصہ اول ختم شد

عمران سیریز

بلیک سن

حصہ دوم

مظہر کلیم ایم اے

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
----------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر اور سائیڈ سیٹ پر صالحہ اور عقبی سیٹ پر کیپٹن شکیل موجود تھا۔

''تم لوگوں نے مشین پسٹلز تو ساتھ لے لئے ہیں نا''۔ تنویر نے اچانک کہا تو عقبی سیٹ پر موجود کیپٹن شکیل ہنس پڑا۔

''کیا ہوا۔ تم کیوں ہنس رہے ہو''...... تنویر نے برا منانے والے انداز میں کہا۔

''پہلے تم عمران کو کہہ رہے تھے کہ وہ تمہیں اور ہمیں بچہ سمجھ کر نصیحتیں شروع کر دیتا ہے اور اب تم ہمیں بچہ سمجھ کر کہہ رہے ہو کہ کیا ہم نے مشین پسٹلز ساتھ لے لئے ہیں یا نہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے بزرگ بچوں سے سکول جاتے ہوئے پوچھتے ہیں کہ قلم دوات بستے میں رکھ لی ہے یا نہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو اس بار تنویر

بھی بے اختیار ہنس پڑا۔ صالحہ بھی ہنس رہی تھی۔

''واقعی تمہاری بات درست ہے۔ اصل میں میرا انداز اور ہے اور تم لوگ عمران کے انداز کے ہی عادی ہو کہ بس باتیں کئے جاؤ۔ جاسوسی کرتے رہو۔ پوچھ گچھ کرتے رہو۔ فون پر سارے کام ہی انجام دیتے رہو۔ ایسے انداز میں کارروائی کے لئے ظاہر ہے اسلحے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ اس لئے میں پوچھ رہا تھا''...... تنویر نے اپنی بات کی باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے لیکن جب عمران تمام چھوٹی بڑی معلومات حاصل کر کے ایکشن میں آتا ہے تو پھر اسے وکٹری سے ہمکنار ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تنویر، ایکشن سے وہ کچھ حاصل کرتا ہے جو عمران گفتگو سے حاصل کرتا ہے۔ اصل میں عمران پر پوری ٹیم کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اس لئے وہ بے حد محتاط ہو کر آگے بڑھتا ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''یہی احتیاط تو بور کر دیتی ہے۔ ایکشن اپنے راستے خود بناتا ہے اور عمران بیٹھا راستے ڈھونڈھتا رہتا ہے''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب دیکھو۔ تم نے کار لی اور چل پڑے جبکہ عمران ایسے نہیں کرے گا۔ وہ رالف کے کلب فون کرے گا۔ رالف کی موجودگی کو کنفرم کرے گا اور پھر وہ جگہ تلاش کرے گا جہاں اس وقت رالف

موجود ہو گا اور پھر وہاں ریڈ کرے گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نہیں ہو گا تو نہ ہو۔ جہاں ہو گا وہاں پہنچ جائیں گے''۔ تنویر نے بڑے لاپرواہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کو سائیڈ پر موڑا۔ دو منزلہ بلڈنگ پر رائل کلب کا بورڈ موجود تھا۔ پھاٹک سے اندر لے جا کر تنویر نے کار کو ایک بار پھر موڑا اور ایک سائیڈ پر موجود وسیع پارکنگ کی طرف لے گیا۔ پارکنگ میں رنگ برنگی کاروں کا جیسے میلہ لگا ہوا تھا کیونکہ شام ہو رہی تھی اور کلب کا وقت تقریباً شروع ہو رہا تھا۔ تنویر، صالحہ اور کیپٹن شکیل کار سے نیچے اترے تو تنویر نے کار لاک کی۔ اسی لمحے ایک سیاہ فام نوجوان دوڑتا ہوا آیا اور اس نے ایک کارڈ تنویر کو دیا اور دوسرا کارڈ کار پر لگایا اور واپس مڑ گیا۔

''رکو''...... تنویر نے کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... نوجوان نے مڑ کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مسٹر ٹموتھی کلب میں ہیں''...... تنویر نے اس سے پوچھا۔

''یس سر۔ ابھی دس منٹ پہلے آئے ہیں۔ اب میں جاؤں''۔ نوجوان نے کہا اور تنویر کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

''جو کام عمران نے دس فون کر کے معلوم کرنا تھا وہ ایک لمحے میں معلوم کر لیا''...... تنویر نے کہا تو کیپٹن شکیل اور صالحہ مسکرا

دیئے۔

ہال میں داخل ہو کر وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ہال آدھے سے زیادہ بھرا ہوا تھا لیکن وہاں موجود مرد اپنے انداز سے جرائم پیشہ افراد لگتے تھے۔ عورتیں بھی کافی تعداد میں تھیں اور وہ بھی اس انداز سے ہنس بول رہی تھیں کہ جیسے اخلاقیات نام کی کوئی چیز اس دنیا میں موجود ہی نہ ہو۔ صالحہ ایکریمین میک اپ میں تھی۔ اس نے جینز کی پینٹ اور شرٹ پہنی ہوئی تھی جس پر براؤن لیدر کی لیڈیز جیکٹ تھی۔ جیسے ہی وہ ہال میں داخل ہوئے وہاں موجود مردوں کی نظریں جیسے صالحہ پر جم سی گئیں کیونکہ یہاں موجود تمام افراد سیاہ فام تھے۔ عورتیں بھی اور مرد بھی جبکہ صالحہ اور اس کے ساتھی ایکریمینز نژاد نظر آ رہے تھے۔ ابھی انہوں نے کاؤنٹر کی طرف کچھ فاصلہ طے کیا تھا کہ ایک گینڈے نما سیاہ فام بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور جس طرح کوئی عقاب اپنے شکار پر جھپٹتا ہے اس طرح اس نے قریب سے گزرتی ہوئی صالحہ پر جھپٹا مارا۔ صالحہ اس طرف دیکھ ہی نہ رہی تھی۔ اس لئے اسے معلوم ہی نہ ہو سکا کہ کوئی اس پر جھپٹ رہا ہے اور وہ سیاہ فام صالحہ کو جھپٹ کر اٹھانے میں کامیاب تو ہو گیا لیکن دوسرے لمحے اس کی چیخ سے ہال گونج اٹھا اور صالحہ اچھل کر ایک طرف جا کھڑی ہوئی۔ سیاہ فام آنکھوں پر دونوں ہاتھ رکھے دوہرا ہو گیا تھا کیونکہ صالحہ نے اس کی دونوں آنکھوں میں انگلیاں گھسیڑ دی تھیں جس کی وجہ سے اس گینڈے نما

سیاہ فام کی واقعی یہ حالت ہو رہی تھی۔ ابھی اس کی چیخ گونج رہی تھی کہ فائرنگ کی تڑتڑاہٹ سے ہال گونج اٹھا اور دوہرا ہوا سیاہ فام ایک دھماکے سے پشت کے بل فرش پر جا گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ اس کی دونوں آنکھیں شدید زخمی نظر آ رہی تھیں۔ یہ فائرنگ تنویر کی طرف سے ہوئی تھی۔

"خبردار۔ اگر کسی نے کوئی حرکت کی تو پورے کلب کو بموں سے اڑا دیں گے"...... تنویر نے فائرنگ کرتے ہی چیخ کر کہا لیکن ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ ہال ایک بار پھر فائرنگ کی تڑتڑاہٹ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ یہ فائرنگ کیپٹن شکیل کی طرف سے ہوئی تھی۔ دو مسلح آدمی ہال کی سامنے والی دیوار کے ساتھ کھڑے تھے اور انہوں نے تنویر، کیپٹن شکیل اور صالحہ کی طرف گنیں سیدھی کر دی تھیں اور اگر کیپٹن شکیل بروقت فائرنگ نہ کرتا تو یہ تینوں لازماً ہٹ ہو جاتے۔

"رک جاؤ۔ کوئی فائرنگ نہ کرے"...... اچانک سائیڈ گلی سے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا سیاہ فام چیختا ہوا نمودار ہوا۔ اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر مزید مسلح افراد کو فائرنگ سے روک دیا تھا۔

"کون ہو تم اور کیوں تم نے یہاں فائرنگ کی ہے"...... اس نے مڑ کر قریب کھڑے تنویر سے بڑے بدمعاشانہ انداز میں پوچھا تو تنویر کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور تھپڑ کی آواز سے ارد گرد کا ماحول گونج اٹھا۔ وہ آدمی زور دار تھپڑ کھا کر بے اختیار دو قدم

پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

"وارنر برادرز سے پوچھ رہے ہو کہ ہم کون ہیں۔ ہم ایکریمیا کے راکٹ برادرز ہیں۔ ہمارے نام سے ایکریمیا کی تمام ریاستیں کانپنے لگتی ہیں اور تم ہم سے پوچھ رہے ہو کہ ہم کون ہیں اور سنو۔ تھپڑ اس لئے مارا ہے کہ تم ٹموتھی کے کوئی ملازم ہو ورنہ گولی مار دیتا۔ ہم ٹموتھی سے ملنے آئے ہیں لیکن یہاں کسی نے جبراً ہماری لیڈی کو اٹھا لیا۔ کوئی ہم پر فائرنگ کھول رہا تھا۔ ایسا ہوتا ہے ٹموتھی کے کلب میں۔ بولو"...... تنویر نے انتہائی گونج دار لہجے میں کہا جبکہ وہ آدمی جس نے تھپڑ کھایا تھا، گال پر ہاتھ رکھے بڑی کینہ توز نظروں سے تنویر اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔ ہال میں جیسے موت کی سی خاموشی طاری تھی۔

"تم نے باس ٹموتھی کا نام لے کر اپنی زندگیاں بچا لی ہیں ورنہ اب تک تمہاری لاشیں گٹر میں پڑی تیر رہی ہوتیں۔ میرا نام اسٹاکر ہے اور اسٹاکر کو کسی نے پہلی بار تھپڑ مارا ہے ورنہ اسٹاکر کا نام سن کر بڑے بڑے سورما بے ہوش ہو جاتے ہیں"...... اس آدمی نے یکلخت تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

"تم مؤدب ہو کر بھی پوچھ سکتے تھے۔ تم نے وارنر برادرز کے سامنے بدمعاشی کا مظاہرہ کیا ہے اور تم بھی ٹموتھی کی وجہ سے زندہ ہو"...... تنویر نے اس سے بھی زیادہ تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ۔ میں تمہیں باس تک پہنچا دوں"...... اسٹاکر نے کہا اور واپس مڑ گیا لیکن انتہائی تیزی سے وہ واپس مڑا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے تنویر کے منہ پر تھپڑ مارنے کی کوشش کی لیکن تنویر کو شاید پہلے سے اندازہ تھا کہ اسٹاکر کینہ پرور آدمی ہے اس لئے وہ سب کے سامنے فوری بدلہ لینے کی کوشش کرے گا۔ چنانچہ وہ بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے پیچھے ہٹا اور اسٹاکر کا بازو گھوم گیا اور بازو کے تیزی سے گھومنے کی وجہ سے اسٹاکر خود بھی مڑ گیا تھا۔ ابھی اس کا جسم رکا نہیں تھا کہ کیپٹن شکیل کا بازو گھوما اور اسٹاکر کی گردن کے نچلے حصے پر اس کی کھڑی ہتھیلی کی ضرب پڑی اور بھاری جسم کا مالک اسٹاکر چیختا ہوا پہلو کے بل نیچے جا گرا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا کہ دیکھنے والے بس پلکیں جھپکتے رہ گئے۔ اسٹاکر نے نیچے گر کر جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ وہیں پڑا ہاتھ پیر مارتا رہا۔ کیپٹن شکیل نے جھک کر اسے گردن سے پکڑا اور اس طرح گھما کر سائیڈ دیوار پر مارا جیسے وہ بھاری جسم کا مالک ہونے کی بجائے کوئی ہلکا سا فٹ بال ہو لیکن گھوم کر دیوار سے ٹکرانے کے بعد وہ نیچے گرا ضرور لیکن پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے بے اختیار ہاتھ گردن کی پشت پر رکھ لیا۔

"اگر میں تمہیں ٹھیک نہ کرتا تو تم ساری عمر ایسے ہی پڑے رہ جاتے۔ دنیا کا کوئی ڈاکٹر تمہیں ٹھیک نہ کر سکتا تھا اس لئے حماقتیں بند کرو اور اپنے باس ٹموتھی کے پاس چلو۔ وہ خود تمہیں جو سزا چاہے

دے۔ تم نے وارنر برادرز کا نام سننے کے باوجود ہم پر ہاتھ اٹھا
کی کوشش کی ہے۔ چلو''...... کیپٹن شکیل نے غراتے ہوئے لہجے
کہا۔

''ان لاشوں کو گٹر میں ڈال دو اور آؤ تم میرے ساتھ چلو۔
واقعی کوئی خاص چیز ہے۔ میرے ساتھ آج سے پہلے کبھی ایسا نہ
ہوا''...... اسٹاکر نے گردن کو ہاتھ سے مسلسل مسلتے ہوئے کہا اور
مڑ کر اس طرف کو بڑھ گیا جدھر سے وہ آیا تھا۔ یہاں سے سیڑھیاں
اوپر دوسری منزل پر جا رہی تھیں۔ سائیڈ پر ایک لفٹ بھی موجود تھی
لیکن وہ بند تھی۔ اسٹاکر کے پیچھے تنویر، کیپٹن شکیل اور صالحہ سیڑھیاں
چڑھ کر دوسری منزل پر پہنچ گئے۔ یہاں مشین گنوں سے مسلح دو افراد
موجود تھے۔ اسٹاکر ایک دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

''میں یہاں کا منیجر ہوں۔ یہ میرا آفس ہے۔ آؤ۔ مجھے باس
ٹموتھی سے اجازت لینا ہو گی''...... اسٹاکر نے کہا اور دروازہ کھول کر
اندر داخل ہو گیا۔ تنویر، صالحہ اور کیپٹن شکیل تینوں اندر داخل
ہوئے۔ ان کے عقب میں دروازہ خودبخود بند ہو گیا۔ اسٹاکر میز کی
سائیڈ سے گھوم کر عقبی طرف موجود ریوالونگ کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ
تنویر، کیپٹن شکیل اور صالحہ تینوں سائیڈ اور فرنٹ سائیڈ کی طرف
موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اسٹاکر نے رسیور اٹھایا اور یکے بعد
دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔ شاید لاؤڈر کا بٹن اس نے اب
پریس کیا تھا یا وہ پہلے سے ہی پریسڈ تھا کہ دوسری طرف سے گھنٹی

بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

''یس''...... رسیور اٹھائے جانے کی آواز کے ساتھ ہی ایک
کرخت اور بلند آواز سنائی دی۔

''اسٹاکر بول رہا ہوں باس۔ اپنے آفس سے۔ تین ایکریمین
جن میں دو مرد اور ایک عورت ہے، میرے آفس میں موجود ہیں۔
وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ ایکریمیا کے معروف وارنر برادرز ہیں اور
آپ سے ملنے آئے ہیں''...... اسٹاکر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''لے آؤ انہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے
ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو اسٹاکر نے رسیور رکھا ہی تھا کہ چھت
سے کٹک کٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی تنویر، کیپٹن شکیل اور صالحہ
تینوں پر سرخ رنگ کی روشنی سی پڑی اور ان تینوں کے ذہن
کیمرے کے شٹر کی طرح بند ہو گئے۔ پھر جس تیزی سے ان کے
ذہن بند ہوئے تھے اتنی ہی تیزی سے دوبارہ روشن ہوئے اور اس
کے ساتھ ہی تنویر نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے
ذہن میں دھماکہ سا ہوا کیونکہ وہ اس وقت اسٹاکر کے آفس میں نہیں
تھے بلکہ ایک ہال نما کمرے میں دیوار کے ساتھ رکھی ہوئی کرسیوں
پر موجود تھے اور ان کے جسم راڈز سے جکڑے ہوئے تھے۔ اس
کے ساتھ ساتھ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے تھے کہ راڈز کے علاوہ
انہیں باقاعدہ رسی سے بھی باندھا گیا تھا۔ ایسا چونکہ پہلی بار ہوا تھا
اس لئے ان کے ذہنوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

ہال خالی تھا اور ان کے سامنے موجود اکلوتا دروازہ بند تھا۔ ایک کونے میں ایک الماری پڑی ہوئی تھی جس کے کواڑ بند تھے۔ تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر "یہ کیا ہے" کے الفاظ نکالے لیکن پھر اس سے پہلے کہ ان کی آپس میں کوئی بات ہوتی، دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک بھینسے کی طرح پلا ہوا سیاہ فام جس کے چہرے پر بے پناہ سختی نظر آ رہی تھی، بڑے بڑے قدم اٹھاتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے سر پر بال ریشم کی تاروں سے بھی زیادہ باریک اور گھنگھریالے تھے۔ ایسے لگتا تھا جیسے اس نے اپنے سر پر سپرنگوں کا کوئی ٹوکرہ اٹھایا ہوا ہو۔ اس کے پیچھے اسٹاکر تھا اور ان دونوں کے پیچھے ایک اور دیو قامت آدمی تھا جس نے اپنی بیلٹ کے ساتھ کوڑا لٹکا رکھا تھا۔ وہ سر سے بالکل گنجا تھا۔ تنویر، کیپٹن شکیل اور صالحہ تینوں کے سامنے دو کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ پہلے اندر آنے والا بڑی تمکنت بھرے انداز میں ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"بیٹھو"...... اس نے بڑی رعونت بھرے انداز میں ساتھ موجود اسٹاکر سے کہا۔

"تھینک یو باس"...... اسٹاکر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور بڑے احترام بھرے انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ کوڑا بردار باس کی کرسی کی سائیڈ میں بڑے چوکنا انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"تو تم ہو وہ وارنر برادرز"...... باس نے ان تینوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

دکر کہا۔

"ہاں۔ تم کون ہو"...... تنویر نے سخت لہجے میں کہا تو وہ باس بے اختیار مضحکہ اڑانے کے انداز میں ہنس پڑا۔

"بہت خوب۔ تمہیں شاید معلوم نہیں کہ وارنر برادرز کے ساتھ میرے بہت گہرے تعلقات ہیں اور میں نے ان سے فون پر بات کی تو انہوں نے صاف انکار کر دیا اس لئے اب تم خود بتاؤ گے کہ تم کون ہو اور کیوں یہاں آئے ہو"...... باس نے کہا۔

"میں نے تمہارا نام پوچھا تھا"...... تنویر نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"میرا نام ٹموتھی ہے اور یہ میرا کلب ہے۔ رائل کلب۔ اب بولو"...... ٹموتھی نے بڑے رعونت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے ہمارے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا ہے۔ ہم تو تم سے ملنے آ رہے تھے۔ تمہارے آدمیوں نے بدمعاشی دکھائی جس کا نتیجہ انہیں بھگتنا پڑا۔ ویسے ہم واقعی وارنر برادرز ہیں۔ ہمارا تعلق ایکریمیا کی ریاست اپالو سے ہے۔ تم نے ہمارے کاغذات دیکھ لئے ہوں گے۔ تم ہمارا میک اپ چیک کروا سکتے ہو۔ تم نے ہمارے ساتھ بے حد زیادتی کی ہے لیکن ہم اسے بھول سکتے ہیں"۔ تنویر نے کہا۔

"تم کیوں مجھ سے ملنے آ رہے تھے۔ بولو"...... ٹموتھی نے کہا۔ شاید یہ اس کا انداز تھا۔

"ہمارا تعلق اپالو کی بڑی تنظیم اپالو میجر سے ہے۔ اپالو میجر اسلحہ

اور ڈرگ بزنس میں ملوث ہے۔ ہمارا ایک آدمی ہماری تنظیم ۔
کچھ کاغذات لے کر فرار ہوا ہے اور اسے ماگا میں دیکھا گیا ہے
ہمیں معلوم ہوا کہ یہاں تمہارا وسیع و عریض نیٹ ورک موجود ہے
ہم تمہیں اسے پکڑنے اور اس سے کاغذات حاصل کرنے کے ا
ٹاسک دینے آئے تھے''...... تنویر نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو گے۔ تمہارے میک اپ بھی واش نہ
ہو سکے حالانکہ اسٹاکر نے جدید میک اپ واشر استعمال کیا ہے ا
لئے تمہیں ہوش میں لایا گیا ہے ورنہ اگر تم پاکیشیائی ہوتے تو تمہیں
ہوش میں لائے بغیر گولیوں سے اڑا دیا جاتا۔ کیونکہ یہاں پاکیشیا
ایجنٹوں کو ہم تلاش کر رہے ہیں لیکن تم نے رائل کلب میں بدمعا
کی ہے اس لئے تمہاری سزا موت ہے۔ تمہاری لاشیں کلب کے
مین گیٹ کے سامنے تین روز تک پڑی سڑتی رہیں گی تاکہ سب
معلوم ہو سکے کہ رائل کلب میں بدمعاشی دکھانے والوں کا یہ حشر
ہوتا ہے''...... ٹموتھی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے
اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی ساتھ والی کرسی پر بیٹھا اسٹاکر بھی
اٹھ کھڑا ہوا۔

''اس لڑکی کو آزاد کر کے اس کے دونوں ہاتھ عقب میں باندھ
کر میرے کمرے میں پہنچا دو۔ یہ خوبصورت لڑکی ہے اسے جلدی
نہیں مرنا چاہئے اور اگر اس نے تعاون کیا تو پھر یہ زندہ بھی رہ سکتی
ہے لیکن ان دونوں کو گولیوں سے اڑا دو اور ان کی لاشیں کلب کے

سامنے پھینکوا دو''...... ٹموتھی نے کہا۔

''یس چیف''...... اسٹاکر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو ٹموتھی
واپس مڑا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ اسٹاکر اس کے پیچھے تھا
اور اس کے بعد وہ کوڑا بردار تھا۔ یہ تینوں کمرے سے باہر چلے
گئے۔

''ہم واقعی بری طرح پھنس گئے ہیں۔ راڈز کے ساتھ یہ رسیاں
بھی باندھ دی گئی ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ ہم پاکیشیائی ایجنٹ ہیں
اور ایجنٹ عام مجرموں سے بھی زیادہ تربیت یافتہ ہوتے ہیں''......
کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس بات کا جواب
دیتا، دروازہ کھلا اور اسٹاکر اندر داخل ہوا۔

''اب میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم نے اسٹاکر کے منہ پر تھپڑ کیسے
مارا تھا اور تمہیں بتاؤں گا کہ تم نے مجھے کیسے دیوار سے مارا تھا''۔
اسٹاکر نے ایسے لہجے میں کہا جس سے انتقام جھلکتا تھا۔

''میں تمہارے جسم کے سینکڑوں ٹکڑے کر دوں گا۔ تمہیں ترسا
ترسا کر ماروں گا۔ تم نے اسٹاکر پر ہاتھ اٹھایا ہے۔ تمہیں اس کا
عبرتناک خمیازہ بھگتنا پڑے گا''...... اسٹاکر نے مزے لے لے کر
دھمکیاں دیتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ تنویر یا کیپٹن شکیل
اس کی بات کا جواب دیتے، اس کے عقب میں دروازہ کھلا اور وہ
گنجا کوڑا بردار اندر داخل ہوا۔

''باس کہہ رہے ہیں کہ جلدی لے آؤ لڑکی کو۔ انہوں نے کلب

جانا ہے''...... اس کوڑا بردار نے کہا۔
''اچھا آؤ۔ تم ہی اسے ساتھ لے جاؤ۔ آؤ''...... اسٹاکر نے
کر کہا اور تنویر اور کیپٹن شکیل دونوں نے بے اختیار ہونٹ بھینچ
لئے۔ لیکن وہ معنی خیز نظروں سے صالحہ کو دیکھ رہے تھے جو بڑے
اطمینان بھرے انداز میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے دھیرے سے
مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا تو تنویر اور کیپٹن شکیل دونوں
بھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

''جیگر جا کر راڈز کھولو۔ پھر میں اس کی رسیاں کھولتا ہوں''۔
اسٹاکر نے کوڑا بردار سے کہا اور مڑ کر وہ واپس دروازے کی طرف
بڑھ گیا۔ اس نے سوئچ بورڈ پر موجود بٹن پریس کئے تو پہلے تو تنویر
اور کیپٹن شکیل دونوں کے گرد موجود راڈز کٹاک کٹاک کر کے
کرسیوں میں غائب ہو گئے پھر صالحہ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔

''چلو ٹھیک ہے۔ آ جاؤ۔ رسیاں تو بندھی ہوئی ہیں''...... اسٹاکر
نے کہا اور جیگر سر ہلاتا ہوا کرسیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ تنویر اور
کیپٹن شکیل نے راڈز ہٹتے ہی رسیوں کی گانٹھیں انگلیوں سے ٹٹولنا
شروع کر دیں جبکہ صالحہ خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

''تمہاری زندگی کا انحصار باس کی خوشنودی پر ہے اس لئے میرا
مشورہ ہے کہ اگر زندہ رہنا ہے تو باس کی تابعداری کرتی رہو۔ باس
تمہیں خوش کر دے گا۔ اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو باس تمہیں
بھوکے کتوں کے آگے ڈال دے گا''...... اسٹاکر نے رسیاں کھولتے

ہوئے کہا۔

''مجھے مشورہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنا برا بھلا سمجھتی
ہوں''...... صالحہ نے سخت لہجے میں کہا تو اسٹاکر ایک قدم پیچھے ہٹا
اور اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تم اس کی رسیاں کھولو جیگر۔ ورنہ میں برداشت نہ کر سکوں گا
اور اس کی نازک سی گردن ایک لمحے میں توڑ دوں گا''...... اسٹاکر
نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... جیگر نے کہا اور آگے بڑھ کر وہ جھکا اور اس
نے صالحہ کے ہاتھوں کے گرد موجود رسی کھول دی اور پھر اس نے
اس کے جسم کے گرد لپٹی ہوئی رسی کھولنا شروع کر دی۔ اسٹاکر
سامنے تھا جبکہ جیگر سائیڈ پر کھڑا تھا اور اس کی بیلٹ سے لٹکا ہوا
کوڑا صالحہ کے ہاتھ کے قریب تھا۔

''اب کھڑی ہو جاؤ تاکہ تمہارے ہاتھ تمہارے عقب میں
باندھ دیئے جائیں''...... اسٹاکر نے کہا تو صالحہ ایک جھٹکے سے اٹھی
اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے گھومی اور جیگر کے سینے پر اس کا
ہاتھ پوری قوت سے پڑا اور وہ ضرب کھا کر بے اختیار دو قدم پیچھے
ہٹا ہی تھا کہ صالحہ نے دوسرے ہاتھ سے اس کا کوڑا جو اس کی
بیلٹ سے لٹکا ہوا تھا، نکال لیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں
سنبھلتے، شڑاپ کی تیز آواز کے ساتھ ہی کوڑا پوری قوت سے سائیڈ
پر کھڑے جیگر کے جسم پر پڑا اور وہ چیختا ہوا اچھل کر نیچے فرش پر جا

گرا۔ اسٹاکر نے جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ شڑاپ کی دوسری آواز کے ساتھ ہی کوڑا اس کے جسم پر پڑا اور وہ بھی چیختا ہوا اچھل کر نیچے جا گرا۔

جیگر نے اچھل کر اٹھنا چاہا لیکن صالحہ کا بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آ گیا اور پھر کمرہ شڑاپ شڑاپ کی آوازوں کے ساتھ ہی اسٹاکر اور جیگر دونوں کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ صالحہ مسلسل ان دونوں پر کوڑے برسائے چلی جا رہی تھی۔ وہ اس طرح پوری قوت سے ان پر کوڑے برسائے چلی جا رہی تھی جیسے کوئی ایسی مشین حرکت میں آ گئی ہو جس کی بریک ہی نہ ہو۔ تنویر اور کیپٹن شکیل دونوں نے اس دوران رسیاں کھول لی تھیں۔

''بس کرو۔ یہ بے ہوش ہو چکے ہیں اور اتنے زخمی ہیں کہ اب یہ نہ ہوش میں رہ سکتے ہیں اور نہ ہی زندہ رہ سکتے ہیں۔ ہم نے ٹموتھی کو گھیرنا ہے۔ وہ نکل نہ جائے۔ آؤ''...... تنویر نے کہا۔

''ہماری جیبیں خالی ہیں۔ نجانے ہمارے مشین پسٹلز کہاں ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ان دونوں کے پاس یقیناً ہوں گے''...... تنویر نے کہا اور تیزی سے اسٹاکر پر جھک گیا جبکہ کیپٹن شکیل نے جیگر کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ صالحہ کھڑی لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔ اس کا جسم پسینے سے شرابور ہو رہا تھا۔ چند لمحوں بعد دونوں نے مشین پسٹلز نکال کر چیک کر لئے تاکہ عین موقع پر دھوکہ نہ دے جائیں۔ اسٹاکر کی

جیب میں دو مشین پسٹلز موجود تھے اس لئے تنویر نے چیکنگ کے بعد ایک مشین پسٹل صالحہ کی طرف بڑھا دیا اور ایک خود رکھ لیا۔

''گڈ صالحہ۔ آج تم نے کام دکھایا ہے۔ آؤ''...... تنویر نے صالحہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو صالحہ کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔ ظاہر ہے تنویر اپنے مقابلے میں کسی کی تعریف آسانی سے کرنے کا قائل ہی نہ تھا۔ وہ تینوں تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

''ٹموتھی کو زندہ رکھنا ہے تاکہ اس سے معلوم کیا جائے کہ وہ کس کے کہنے پر ہماری نگرانی کرا رہا تھا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا۔ مجھے سبق نہ پڑھایا کرو''...... تنویر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو صالحہ نے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھا لیکن کیپٹن شکیل کے لبوں پر مسکراہٹ تھی جبکہ اس کا چہرہ تو ویسے ہی سپاٹ رہتا تھا۔ تنویر نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور باہر جھانکا تو سامنے برآمدہ تھا۔ برآمدے کے آگے خاصی وسیع خالی جگہ تھی۔ باہر چار دیواری اور پھاٹک تھا۔ ایک سائیڈ پر پورچ بنا ہوا تھا۔ دائیں بائیں طویل برآمدہ تھا جس میں دروازے تھے لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

''تم عقب میں چیک کرو۔ میں اس برآمدے میں موجود کمرے چیک کرتا ہوں''...... تنویر نے کہا اور کیپٹن شکیل کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ صالحہ کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے باہر برآمدے

میں آیا اور تیزی سے بائیں طرف بڑھ گیا کیونکہ دائیں طرف کوئی
دروازہ اسے کھلا ہوا نظر نہیں آ رہا تھا جبکہ بائیں ہاتھ پر کافی فاصلے
پر ایک دروازہ کھلا ہوا دکھائی دے رہا تھا جبکہ کیپٹن شکیل دائیں ہاتھ
کو مڑ گیا۔

”یہ کہاں مر گئے دونوں۔ ابھی تک لڑکی کو نہیں لے آئے“۔
اچانک انہیں دور سے اس کھلے ہوئے دروازے میں سے ٹموتھی کی
آواز سنائی دی تو ان کے قدم تیز ہو گئے۔ تنویر نے مشین پسٹل
جیب میں رکھا اور صالحہ کے ہاتھ سے کوڑا لے لیا۔ صالحہ خاموش
رہی۔ ظاہر ہے وہ جانتی تھی کہ ٹموتھی کو زندہ رکھنا ہے اور پھر یہ
عمارت نجانے کہاں ہے۔ یہاں گولیاں چلنے کی آوازوں سے پولیس
بھی مداخلت کر سکتی تھی۔ ویسے عمارت کے باہر گھنے اور اونچے
درخت کافی تعداد میں نظر آ رہے تھے اور عمارت اپنی ساخت کے
لحاظ سے زرعی فارم نظر آتی تھی۔

”مجھے خود دیکھنا ہو گا۔ اتنی دیر تو نہیں لگ سکتی“...... تنویر اور
صالحہ کے کھلے ہوئے دروازے کے قریب پہنچنے پر اندر سے آواز
سنائی دی تو تنویر نے کوڑے والا ہاتھ اپنی پشت کی طرف کیا اور
تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے صالحہ بھی اندر داخل ہو
گئی۔ بھینسے کی طرح پلا ہوا ٹموتھی کرسی پر بیٹھا سامنے شراب کی
بوتل رکھے شراب پی رہا تھا۔ تنویر اور صالحہ کو اس طرح اندر آتے
دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

”تم۔ تم“...... اس کے منہ سے بے اختیار آواز نکلی اور پھر اس
نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن تنویر کا عقب کی طرف موجود ہاتھ سامنے
آیا اور دوسرے لمحے شڑاپ کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ ٹموتھی کے
حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ خاردار کوڑے نے نہ صرف
اس کا لباس پھاڑ دیا تھا بلکہ جسم پر بھی زخم ڈال دیئے تھے۔ پھر جس
طرح لٹو تیزی سے گھومتا ہے اس طرح تنویر کا بازو تیزی سے حرکت
میں آیا اور شڑاپ شڑاپ کی تیز آوازوں کے ساتھ ٹموتھی کے حلق
سے بے اختیار کربناک چیخیں نکلنے لگیں۔ وہ کرسی سمیت نیچے گرا اور
پھر اسے اٹھنا نصیب نہ ہوا۔ وہ تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہو
چکا تھا۔

”لو یہ کوڑا سنبھالو۔ میں اسے اٹھا کر لے جاتا ہوں۔ وہاں
کرسی پر بٹھا کر پوچھ گچھ کریں گے“...... تنویر نے کہا اور کوڑا صالحہ کو
دے کر وہ آگے بڑھا اور اس نے فرش پر اوندھے منہ پڑے ہوئے
ٹموتھی کو بازو سے پکڑا اور اس طرح گھسیٹتا ہوا دروازے کی طرف
لے گیا جیسے کسی کتے کی لاش کو گھسیٹا جاتا ہے۔ برآمدے میں جا کر
وہ اس کمرے کی طرف چل پڑا جہاں کرسیاں موجود تھیں۔ اسی لمحے
کیپٹن شکیل چھوٹا پھاٹک کھول کر اندر آتا دکھائی دیا تو تنویر اور صالحہ
رک گئے۔

”یہ علاقہ زرعی ہے اور یہ عمارت گھنے درختوں کے اندر ہے
یہاں نزدیک کوئی اور عمارت نہیں ہے اور نہ ہی عقب میں کوئی آدمی

ہے۔ یہاں شاید یہ جیگر رہتا تھا‘‘...... کیپٹن شکیل نے قریب آ کر کہا تو تنویر اور صالحہ دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

’’تم اس سے پوچھ گچھ کرو۔ میں باہر ہی رکتا ہوں۔ کسی بھی وقت کوئی آ سکتا ہے‘‘...... کیپٹن شکیل نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’اس نے مجھ پر بری نظریں ڈالی ہیں۔ اس لئے اس کی موت میرے ہاتھوں سے ہی ہو گی۔ تم نے جو پوچھنا ہے پوچھ لو‘‘۔ صالحہ نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ آؤ‘‘...... تنویر نے کہا اور ایک بار پھر وہ بے ہوش ٹموتھی کو فرش پر گھسیٹتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کمرے میں لے جا کر تنویر نے زخمی ٹموتھی کو اٹھا کر کرسی پر ڈالا اور پھر دروازے کے قریب موجود سوئچ بورڈ پر موجود بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ ایک بٹن دبتے ہی اس کرسی کے راڈز نکلے اور ٹموتھی کے جسم کو جکڑ لیا۔ ٹموتھی کا جسم راڈز میں بالکل پھنسا ہوا نظر آ رہا تھا کیونکہ جسمانی طور پر وہ خاصا پلا ہوا تھا۔ صالحہ سامنے موجود ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ تنویر نے واپس آ کر ایک ہاتھ سے ٹموتھی کے بال پکڑے اور دوسرے ہاتھ سے اس کے منہ پر زور دار تھپڑ مارنا شروع کر دیئے اور پھر شاید ساتویں یا آٹھویں تھپڑ پر ٹموتھی کراہتا ہوا ہوش میں آ گیا تو تنویر پیچھے ہٹ کر صالحہ کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ٹموتھی نے ہوش میں آتے ہی کراہتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی

لیکن وہ پوری طرح کسمسا بھی نہ سکا البتہ اس کی آنکھوں پر چھائی ہوئی دھند غائب ہو گئی تھی۔ اس کے جسم سے کئی جگہوں سے خون رس رہا تھا۔ اوپری جسم کا لباس بری طرح پھٹ گیا تھا اور چہرے، بازوؤں اور پیٹھ پر زخم نظر آ رہے تھے۔

’’تم کیسے رہا ہو گئے۔ تمہیں تو میں نے راڈز کے ساتھ ساتھ رسیوں سے بھی بندھوایا تھا‘‘...... ٹموتھی نے کراہتے ہوئے کہا۔

’’تمہاری ہوس نے تمہیں ذلیل کرایا ہے نانسنس۔ اور سنو۔ تم نے اسٹاکر اور جیگر دونوں کی لاشیں دیکھ لی ہوں گی۔ یہ ابھی مرے نہیں ہیں۔ کوڑے کھا کر بے ہوش پڑے ہیں اور دیکھو اب یہ مر جائیں گے‘‘...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ گولیاں پہلے اسٹاکر کے جسم میں اتریں اور پھر کچھ فاصلے پر پڑے ہوئے جیگر کے جسم میں اترتی چلی گئیں۔

’’تم نے دیکھا کہ موت کیسے آتی ہے۔ اب بولو۔ تم مرنا چاہتے ہو تو بتا دو اور اگر نہیں مرنا چاہتے ہو تو میری ساتھی خاتون سے معافی مانگو کیونکہ تم نے اس پر بری نظریں ڈالی تھیں۔ پھر میرے سوال کا جواب دے دو اور اسے کنفرم بھی کرا دو تو میں تمہیں زندہ چھوڑ کر چلا جاؤں گا اور ہاں۔ یہ بھی بتا دوں کہ تم جن پاکیشیائی ایجنٹوں کا ذکر کر رہے تھے ان میں سے تین ہم ہیں‘‘...... تنویر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مگر۔ مگر۔ تمہارے میک اپ تو واش نہیں ہوئے اور نہ کسی کیمرے نے اب تک چیک کئے ہیں"...... ٹموتھی نے کراہتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میک اپ کا فن بہت ایڈوانس ہو چکا ہے۔ اب ایسے میک اپ ایجاد ہو چکے ہیں جنہیں نہ یہ کیمرے چیک کر سکتے ہی ہیں اور نہ ہی کوئی میک اپ واشر انہیں واش کر سکتا ہے"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کیا واقعی مجھے زندہ چھوڑ دو گے۔ کیا تم حلف دیتے ہو"۔ ٹموتھی نے کہا۔

"مجھے حلف دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تم اگر مرنا چاہتے ہو تو بے شک مر جاؤ۔ ویسے مجھے تمہاری موت زندگی سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ہمارا ٹارگٹ تم نہیں ہو کوئی اور ہے۔ بولو۔ جواب دو گے یا میں کوڑا لے کر تمہارے جسم کا ریشہ ریشہ علیحدہ کر دوں"۔ تنویر نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم کیا پوچھنا چاہتے ہو"...... ٹموتھی نے کہا۔

"یہی کہ تم کس کے کہنے پر ہماری نگرانی کر رہے تھے"...... تنویر نے کہا۔

"سنو۔ میرا نام ٹموتھی ہے۔ یہ تمہاری خوش قسمتی ہے کہ تم میرے مقابل آ کر بھی زندہ ہو۔ ورنہ آج تک ٹموتھی کے مقابل آ کر کوئی زندہ نہیں رہا۔ لیکن میں تمہیں بتا دیتا ہوں کیونکہ اس سے

مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مجھے یہ ٹاسک بلیک سن کے ناراک میں نمائندے راکس نے دیا تھا"...... ٹموتھی نے کہا۔

"تمہیں اس سے کنفرم کرانا ہو گا۔ اس کے بعد میں اٹھ کر چلا جاؤں گا"...... تنویر نے کہا۔

"اسے کیسے کنفرم کراؤں"...... ٹموتھی نے حیران ہو کر کہا۔

"اسے فون کرو اور جو مرضی آئے کہو۔ بس مجھے معلوم ہو جائے کہ تم اس کے کہنے پر یہ سب کچھ کر رہے ہو۔ بولو۔ کیا نمبر ہے اس کا"...... تنویر نے کہا تو ٹموتھی نے نمبر بتا دیا۔ سائیڈ تپائی پر فون موجود تھا۔ تنویر نے اس کا رسیور اٹھا کر کان سے لگایا تو اس میں ٹون موجود تھی۔ اس نے پہلے انکوائری کو کال کی۔ ان سے ماگا سے ایکریمیا اور ناراک کے رابطہ نمبرز معلوم کر کے اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے ساتھ ہی وہ اٹھا۔ اس نے فون سیٹ ایک ہاتھ میں اٹھایا اور ٹموتھی کے قریب جا کر اس نے رسیور اس کے کان سے لگا دیا۔ لاؤڈر کا بٹن بھی اس نے آن کر دیا تھا۔ دوسری طرف سے بجنے والی گھنٹی کی آواز واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔

"کراس کلب"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"رائل کلب ماگا سے ماسٹر ٹموتھی بول رہا ہوں۔ چیف راکس سے بات کراؤ"...... ٹموتھی نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ راکس بول رہا ہوں' ...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد
ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ٹموتھی بول رہا ہوں راکس۔ پورے تین دنوں سے پورے ا
میں میرے آدمیوں نے نیٹ ورک بچھایا ہوا ہے۔ پانچ سو سے زائد
کیمرے کام کر رہے ہیں لیکن ابھی تک ایک بھی آدمی سامنے نہیں
آیا جو میک اپ میں ہو۔ اب بتاؤ میں کب تک تمہارے
پاکیشیائی ایجنٹوں کا انتظار کروں"...... ٹموتھی نے کہا۔

"تم نے بھاری معاوضہ لیا ہے تو کام تو مکمل کرنا ہو گا چاہے
اس میں کتنے ہی دن لگ جائیں۔ پاکیشیائی ایجنٹ بہرحال آئیں
گے اور تم نے انہیں ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کرنا ہے"...... دوسری
طرف سے کہا گیا۔

"میں دو روز مزید چیک کروں گا۔ اس کے بعد مزید معاوضہ
گے تو کام ہو گا کیونکہ میں باقی تمام کام بند کر کے تمہارا کام کر رہا
ہوں"...... ٹموتھی نے کہا۔

"دو روز تو گزریں۔ پھر بات ہو جائے گی"...... راکس نے کہا۔

"او کے۔ دو روز بعد پھر بات ہو گی"...... ٹموتھی نے کہا اور تنویر
نے رسیور کریڈل پر رکھ کر فون سیٹ کو واپس تپائی پر رکھ دیا۔

"اس نے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔ اس لئے میں تو اسے
زندہ چھوڑ کر جا رہا ہوں"...... تنویر نے صالحہ سے کہا اور عقبی
دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"اس نے مجھ پر گندی نظریں ڈال کر ایسا جرم کیا ہے کہ اس کی
معافی ہو ہی نہیں سکتی"...... صالحہ نے جواب دیا اور پھر اس سے
پہلے کہ ٹموتھی کچھ کہتا، صالحہ نے جیکٹ کی جیب سے مشین پسٹل نکالا
اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی ٹموتھی کے جسم
پر جیسے گولیوں کی بارش ہو گئی ہو اور وہ چند لمحے تڑپنے کے بعد
ساکت ہو گیا جبکہ تنویر مڑے بغیر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تھا۔

رالف نے رسیور رکھا تو اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ ونگٹن سے پارٹی یہاں کلب کھولنے آ رہی تھی اور رالف کو مفت میں اس کلب پر آنے والی لاگت میں سے بھی معقول حصہ مل رہا تھا اور کلب میں بھی وہ آدھے حصے کا مالک بن رہا تھا لیکن پھر ایک خیال کے آتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اسے خیال آ گیا تھا کہ ونگٹن میں کوبرا کلب تو بے حد مشہور کلب ہے اور اس کا مالک کوئی لارڈ ہے لیکن فون کرنے والے نے اپنا تعارف ماسٹر گرینڈ کے طور پر کرایا تھا۔ چنانچہ وہ اس سے ملنے سے پہلے اس کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر لینا چاہتا تھا۔ اس نے سامنے پڑے ہوئے فون کا ایک بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر ونگٹن کا رابطہ نمبر پریس کر کے اس نے انکوائری کا نمبر پریس کر دیا۔

''انکوائری پلیز''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''کوبرا کلب کا نمبر دیں''...... رالف نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ رالف نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ونگٹن کے رابطہ نمبر کے بعد کوبرا کلب کا نمبر پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس۔ کوبرا کلب''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میں ماگا سے رالف بول رہا ہوں۔ میں نے ماسٹر گرینڈ سے بات کرنی ہے''...... رالف نے کہا۔

''ماسٹر گرینڈ۔ وہ کون ہیں۔ یہاں تو اس نام کا کوئی آدمی نہیں ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا گیا تو رالف کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ تشویش کے تاثرات بھی ابھر آئے۔

''پھر یہ ماسٹر گرینڈ کون ہو سکتا ہے''...... رالف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر فون کا ایک نمبر پریس کر کے اس نے فون سیکرٹری سے رابطہ کیا۔

''یس باس''...... فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''آخری کال جو تم نے مجھے تھرو کی تھی۔ اسے تم نے ٹیپ کیا ہے''...... رالف نے کہا۔

''نہیں باس۔ وہ تو لوکل کال تھی۔ آپ نے تو فارن کالز کو ٹیپ کرنے کی ہدایات دی ہوئی ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو

رالف بے اختیار اچھل پڑا۔

''لوکل کال تھی۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے''...... رالف نے کہا۔

'' باس۔ کمپیوٹر نے اسے چیک کیا ہے بلکہ وہ نمبر بھی یقیناً کمپیوٹر میں موجود ہو گا جہاں سے کال کی گئی ہے۔ کال لوکل تھی''......فون سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس نمبر کو چیک کر کے مجھے بتاؤ کہ یہ کس کا نمبر ہے''۔ رالف نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو رالف نے رسیور رکھ دیا۔

''یہ کوئی سازش ہے۔ میں بھی سوچ رہا تھا کہ اتنی بڑی رقم دینے کون آ رہا ہے''...... رالف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رالف نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... رالف نے کہا۔

''باس۔ جس نمبر سے کال کی گئی ہے یہ نمبر کارسن کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ میں موجود ہے''......فون سیکرٹری نے کہا۔

''کیا تم کنفرم ہو''...... رالف نے کہا۔

''یس باس۔ سو فیصد کنفرم ہوں''...... فون سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب میری بات ڈیکارڈ سے کراؤ''...... رالف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''یہ لوگ کون ہو سکتے ہیں''...... رالف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے ذہن میں خیال آیا تھا کہ یہ لوگ پاکیشیائی ایجنٹ نہ ہوں۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رالف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... رالف نے کہا۔

''ڈیکارڈ لائن پر ہے باس۔ بات کریں''...... فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہیلو۔ رالف بول رہا ہوں''...... رالف نے کہا۔

''یس باس۔ ڈیکارڈ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''ڈیکارڈ۔ کارسن کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ کو لونکس سے چیک کر کے بتاؤ کہ اس میں کتنے افراد موجود ہیں اور وہ مقامی ہیں، ایکریمین ہیں یا کوئی اور لیکن خیال رکھنا کہ تم نے چیک نہیں ہونا۔ فوری رپورٹ دو''...... رالف نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رالف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... رالف نے کہا۔

''ڈیکارڈ سے بات کریں باس''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو۔ رالف بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے ڈیکارڈ''۔ رالف نے کہا۔

''باس۔ کارسن کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ میں اس وقت دو مرد اور ایک عورت موجود ہے۔ یہ تینوں ایکریمینز ہیں''...... ڈیکارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا کر رہے ہیں وہ''...... رالف نے پوچھا۔

''وہ ایک کمرے میں بیٹھے آپس میں گفتگو کرتے دکھائی دیئے ہیں''...... ڈیکارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کوٹھی میں انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے انہیں بے ہوش کرو اور پھر انہیں اسی حالت میں گارڈ پوائنٹ پر پہنچا دو۔ میں گارڈ کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ انہیں وصول کر لے گا لیکن انتہائی محتاط انداز میں کام کرنا ۔ انہیں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہونا چاہئے''...... رالف نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو رالف نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس باس''......فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''گارڈ سے بات کراؤ''...... رالف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد ہی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... رالف نے کہا۔

''گارڈ لائن پر ہے باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس باس۔ میں گارڈ بول رہا ہوں''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ اکھڑا سا تھا۔

''ڈیکارڈ دو مرد اور ایک عورت کو بے ہوشی کے عالم میں تمہارے پوائنٹ پر لا رہا ہے۔تم نے اس سے انہیں وصول کر کے سپیشل روم میں راڈز میں جکڑ دینا ہے۔ پھر ان کے سپیشل میک اپ واشر سے میک اپ واش کرنے ہیں اور پھر مجھے رپورٹ دینا۔ لیکن خیال رکھنا انہیں ہوش نہیں آنا چاہئے جب تک میں نہ چاہوں''۔ رالف نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو رالف نے رسیور رکھ دیا۔

عمران، صفدر اور جولیا کے ساتھ کوٹھی میں موجود تھا جبکہ صالحہ، تنویر اور کیپٹن شکیل کار لے کر ٹموتھی کو کور کرنے کے لئے جا چکے تھے۔ عمران نے رالف کو فون کر کے اسے ولنگٹن کے معروف کوبرا کلب کا حوالہ دے کر بات کر لی تھی لیکن اس نے ملاقات کے لئے دو گھنٹے بعد کا وقت لیا تھا تا کہ رالف کو کسی قسم کا شک نہ پڑ سکے۔ اس لئے دو گھنٹے گزارنے کے لئے وہ تینوں ایک ہی کمرے میں بیٹھے موجودہ مشن پر اظہار خیال کر رہے تھے کہ اچانک انہیں کمرے کے باہر سے ٹک ٹک کی آوازیں سنائی دیں تو وہ تینوں بے اختیار چونک پڑے۔

"یہ کیسی آوازیں ہیں"...... عمران نے کہا لیکن ابھی اس کا فقرہ مکمل ہوا ہی تھا کہ اس کا ذہن کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھومنے لگا۔ اس نے اپنے ذہن کو کنٹرول کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن بے

سود۔ اس کا ذہن گہرے اندھیرے میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جیسے گہرے بادلوں میں اچانک بجلی چمکتی ہے اس طرح اس کے تاریک ذہن میں روشنی کی لہر سی پیدا ہوئی اور پھر یہ روشنی آہستہ آہستہ پھیلتی چلی گئی۔ عمران کی آنکھیں کھلیں تو اسے اپنے جسم میں درد کی تیز لہریں دوڑتی ہوئی محسوس ہوئیں اور اس کے ساتھ ہی اس کا شعور جاگ اٹھا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ کوٹھی کے کمرے کی بجائے اب ایک خاصے بڑے کمرے کی ایک دیوار کے ساتھ کھڑا ہے۔ اس کے دونوں ہاتھ دیوار میں فکسڈ کنڈوں میں سر کے اوپر جکڑے ہوئے ہیں شاید اسی وجہ سے اس کے بازوؤں اور جسم میں درد کی لہریں سی دوڑ رہی تھیں۔ دائیں بائیں دیکھ کر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ اس کے ساتھ ہی صفدر بھی اسی حالت میں موجود تھا جبکہ اس کے ساتھ جولیا کو باوجود عورت ہونے کے اسی حالت میں جکڑا گیا تھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اس کے سر سے بلند تھے اور جولیا کو اس حال میں دیکھ کر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔ ان دونوں کے جسم نیچے کی طرف ڈھلکے ہوئے تھے جبکہ عمران جس کا جسم پہلے نیچے کی طرف ڈھلکا ہوا تھا لیکن ہوش میں آتے ہی وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس طرح اس کے بازوؤں میں موجود درد کی تیز لہروں میں خاصی کمی آ گئی۔ اسے یہ بات تو سمجھ آ گئی تھی کہ انہیں گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے اور پھر اس کوٹھی سے یہاں لایا گیا ہے لیکن ایسا کس نے کیا ہے۔ اس کا اندازہ

اسے نہ ہو رہا تھا۔ یہ بات بھی وہ جانتا تھا کہ ایسی زود اثر گیس کے اثرات کافی دیر تک رہتے ہیں اس لئے جولیا اور صفدر بدستور بے ہوش تھے البتہ عمران خود بخود ہوش میں آ گیا تھا۔ اس کی وجہ اس کی مخصوص ذہنی ورزشیں تھیں۔ کمرہ خالی تھا اور اس کا اکلوتا سامنے موجود دروازہ بھی بند تھا۔ عمران نے کنڈوں سے ہاتھ نکالنے کی کوششیں شروع کر دیں لیکن کچھ دیر بعد ہی اس نے ارادہ ترک کر دیا کیونکہ کڑے خاصے تنگ تھے اور اس کا ہاتھ مڑنے اور اکٹھا ہونے کے باوجود ان کڑوں سے نہیں نکل رہا تھا۔ اب عمران نے ان پر انگلیاں پھیرنا شروع کر دیں تاکہ انہیں کھولنے اور بند کرنے کے بٹن کو پریس کر کے آزادی حاصل کر سکے لیکن کڑوں میں ایسا کوئی بٹن موجود نہ تھا۔ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ ان کڑوں کو کھول کر ہی انہیں ان میں جکڑا گیا تھا لیکن اب یوں لگتا تھا جیسے یہ فولادی کڑے اس انداز میں بنائے گئے ہیں کہ کسی صورت کھل ہی نہ سکتے ہوں۔ اس کے باوجود وہ کوشش میں مصروف تھا کہ سامنے والے دروازے کے باہر سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو اس نے اپنی انگلیاں روک لیں۔ اب اس کی نظریں دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ پھر دروازہ کھلا اور دو آدمی جو بھاری جسامت کے مالک تھے اندر داخل ہوئے۔ یہ دونوں سیاہ فام تھے۔ ان میں سے ایک نے سوٹ پہن رکھا تھا جبکہ دوسرے نے عام سا لباس پہن رکھا تھا اور اس کے کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔

”اسے ہوش آ گیا۔ کیوں۔ کیا تم نے اسے ہوش دلایا ہے گارڈ“...... سوٹ والے نے عمران کو ہوش میں دیکھ کر اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں سختی تھی۔

”نہیں باس۔ جب میں آپ کے لئے گیٹ کھولنے گیا تو یہ بے ہوش تھا۔ اب یہ ہوش میں ہے“...... گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”تم نے ان کے میک اپ چیک کئے تھے“...... سوٹ والے نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ لیکن یہ میک اپ میں نہیں ہیں“...... گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کون ہو تم۔ کیا نام ہے تمہارا“...... باس نے اس بار براہِ راست عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ اب وہ اس کی آواز اور لہجے کو پہچان گیا تھا۔ یہ رالف تھا۔ بلیک سن کا رالف۔ جس سے عمران نے ماسٹر گرینڈ بن کر بات کی تھی۔

”میرا نام مائیکل ہے اور یہ دونوں میرے ساتھی ہیں۔ ہم تینوں ایکریمیز ہیں اور یہاں سیاحت کے لئے آئے ہیں۔ یہ سب ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ تم کون ہو۔ تم نے ہمیں اس انداز میں کیوں باندھ رکھا ہے۔ خاص طور پر ایک خاتون کو اس انداز میں جکڑنا خلاف تہذیب ہے“...... عمران نے کہا کیونکہ وہ فون پر رالف

کو کہہ چکا تھا کہ وہ ابھی اتھاپیا میں ہیں اور دو گھنٹے بعد اس تک پہنچیں گے۔

"تم نے مجھے فون کیوں کیا تھا"...... رالف نے کہا۔

"فون اور تمہیں۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ میں تو تمہیں پہلی بار دیکھ رہا ہوں اور مجھے تو تمہارے نام کا بھی علم نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم نے فون پر مجھے کہا تھا کہ تمہارا نام ماسٹر گرینڈ ہے۔ تمہارا تعلق ولنگٹن کے کوبرا کلب سے ہے اور تم یہاں کلب بنانے کے لئے آ رہے ہو۔ جب میں نے کوبرا کلب سے معلومات حاصل کیں تو انہوں نے کسی ماسٹر گرینڈ سے واقف ہونے سے انکار کر دیا۔ پھر جس فون نمبر سے تم نے کال کی تھی اس کو چیک کیا گیا تو یہ فون کارسن کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ میں نصب تھا۔ وہاں چیکنگ کرائی گئی تو تم تینوں وہاں موجود تھے۔ اس طرح تمہیں بے ہوش کر کے یہاں لایا گیا ہے اور اب تم سیاح بن گئے ہو۔ بولو۔ کون ہو تم۔ اصل حقیقت بتاؤ تو میں تمہیں معاف کر سکتا ہوں ورنہ تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ علیحدہ کرا دوں گا"...... رالف نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے میرے ساتھی نے فون کیا ہو۔ مجھے نہیں معلوم"۔ عمران نے گردن موڑ کر ساتھ ہی کڑوں میں جکڑے ہوئے کھڑے صفدر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"گارڈ۔ ان دونوں کو بھی ہوش میں لے آؤ"...... رالف نے کہا۔

"یس باس"...... گارڈ نے کہا اور کونے میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"سنو۔ تمہارا نام جو بھی ہے میری بات سن لو کہ تم نے مجھے یعنی رالف کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ اگر تمہارے میک اپ واش ہو جاتے تو تمہاری اصلیت سامنے آ جاتی لیکن میک اپ واش نہ ہونے کے باوجود تم نے بہرحال مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے اور رالف کو دھوکہ دینے والا کبھی زندہ واپس نہیں گیا۔ اس لئے تم تینوں کی سزا موت ہے۔ اب سے کچھ دیر بعد تم نے بہرحال مرنا ہے"...... رالف نے بڑے متکبرانہ لہجے میں کہا۔

"اگر فرض کیا کہ میرے ساتھی نے فون کر کے اپنا نام غلط بتایا تو تم سے کیا دھوکہ ہوا ہے۔ تم سے کوئی دولت چھین لی گئی ہے یا کیا ہوا ہے کہ تم اس قدر چراغ پا ہو رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"بک بک مت کرو۔ ورنہ ابھی گولی مار دوں گا"...... رالف نے یکلخت غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے وہ رالف کے لہجے سے خوفزدہ ہو گیا ہو۔ اسی لمحے گارڈ واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک لمبی گردن والی بوتل تھی۔ اس نے صفدر کے قریب جا کر بوتل کا ڈھکن کھولا اور صفدر کی ناک سے بوتل کا دہانہ لگا دیا۔ چند لمحوں بعد وہ آگے بڑھا

اور اس نے جولیا کی ناک سے بھی بوتل کا دہانہ لگا دیا اور چند لمحوں بعد بوتل کا ڈھکن لگا کر اس نے بوتل جیب میں ڈال لی۔

"اس لڑکی کو تو چھوڑ دو۔ اس بے چاری کا کیا قصور ہے۔ یہ تو ہمارے ساتھ یہاں سے شامل ہوئی ہے"...... عمران نے اس وقت کہا جب اس نے صفدر اور جولیا دونوں کو جھٹکے کھا کر سیدھا ہوتے دیکھا۔ دونوں کے منہ سے کراہیں نکل رہی تھیں۔ عمران سمجھ رہا تھا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے کیونکہ ہاتھوں کے بل پورے جسم کے لٹکنے پر بازوؤں سمیت پورے جسم میں درد کی تیز لہریں دوڑ رہی ہوں گی۔ لیکن اس نے یہ الفاظ دانستہ جولیا کو سنانے کے لئے کہے تھے۔ اس کے ذہن میں رہائی پانے کا ایک خاکہ ابھر آیا تھا اور اس خاکے کے تحت جولیا ان کی رہائی میں مرکزی کردار ادا کر سکتی تھی اور اسے یقین تھا کہ جولیا انتہائی ذہانت سے یہ رول ادا کر لے گی۔

"کیا نام ہیں تمہارے"...... رالف نے صفدر اور جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے جولیا نے یکلخت دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیا اور وہ اس طرح تڑپ رہی تھی جیسے ابھی اس کی جان نکل جائے گی۔

"خاموش رہو۔ ورنہ گولی مار دوں گا"...... رالف نے غصے سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ میں بے گناہ ہوں۔ میں نے کچھ

ں کیا۔ مجھے مت مارو"...... جولیا نے اور زیادہ اونچی آواز میں تے ہوئے انتہائی درد بھرے لہجے میں کہا۔

"میں کہہ رہا ہوں خاموش رہو ورنہ پہلے تمہیں گولی مار دوں"...... رالف نے جولیا کے رونے پر اور زیادہ برا فروختہ ہوتے ئے کہا۔

"مجھے مت مارو۔ میں تمہاری کنیز بن کر رہنے کو تیار ہوں۔ ہاری لونڈیا بن سکتی ہوں۔ مجھے مت مارو۔ میں ان کی ساتھی نہیں ں۔ میں تو یہاں اکیلی سیاحت کے لئے آئی تھی۔ انہوں نے ھے بہلا پھسلا کر اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ یہ ہوں گے تمہارے مجرم یں نہیں ہوں۔ انہیں بے شک گولی مار دو۔ مگر مجھے نہ مارو۔ تم جو کہو گے وہ میں کرنے کے لئے تیار ہوں"...... جولیا نے اور زیادہ روتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں سے واقعی آنسو اس کے گالوں پر بہہ رہے تھے۔

"لڑکی تو تم اچھی ہو۔ ٹھیک ہے ابھی تم خاموش رہو۔ جب ان کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پھر تمہارے بارے میں سوچیں گے"۔ رالف نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"میرے جسم میں شدید درد ہو رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میں مر جاؤں۔ مجھے ان کڑوں سے نکال کر بے شک فرش پر بٹھا کر رسی ے باندھ دو۔ پلیز"...... جولیا نے روتے اور سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

"گارڈ"...... رالف نے کہا۔

"یس باس"...... گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہو
کہا۔

"اس مصیبت کو کھول کر اور پھر کرسی پر بٹھا کر رسی سے باند
دو۔ ورنہ یہ رو رو کر مر جائے گی اور لڑکی اچھی ہے۔ مجھے پسند آ گ
ہے"......رالف نے کہا۔

"باس۔ آپ کے کمرے میں پہنچا دوں اسے"...... گارڈ ن
کہا۔

"نہیں۔ پہلے اسے اپنے ساتھیوں کو مرتے دیکھنے دو تاکہ اگ
اس کے ذہن میں کوئی گڑبڑ ہو تو وہ بھی نکال دے"...... رالف ن
کہا۔

"یس باس"...... گارڈ نے کہا اور الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"اور ہاں سنو۔ الماری سے کوڑا بھی نکال لانا۔ ان دونوں کا
ریشہ ریشہ الگ ہو گا تو انہیں میری بات سمجھ آئے گی"...... رالف
نے کہا۔

"یس باس"...... گارڈ نے جواب دیا۔ جولیا اب ہچکیاں لے
رہی تھی۔

"بس اب تمہاری بات مان لی گئی ہے۔ اب تم خاموش ہ
جاؤ۔ ورنہ میرا دماغ گھوم گیا تو پہلے تمہیں گولی مار دوں گا"...... اس
بار رالف نے بڑے کرخت لہجے میں کہا تو جولیا کی ہچکیاں آہستہ ہ

گئیں لیکن بہرحال وہ ہچکیاں لے رہی تھی۔ جیسے انہیں روکنا اس
کے بس سے باہر ہو۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... رالف نے پوچھا۔

"مم۔ میں مارگریٹ۔ مارگریٹ ہوں"...... جولیا نے ہچکیاں
لیتے ہوئے کہا اور رالف اب صفدر کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"تم نے مجھے فون کیا تھا۔ کیا نام ہے تمہارا"...... رالف نے
صفدر سے کہا۔

"میرا نام مارشل ہے۔ تم کون ہو۔ ہم یہ کہاں ہیں۔ یہ سب
آخر کیا ہو رہا ہے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی
لمحے گارڈ واپس آ گیا۔ اس نے کوڑا بیلٹ میں اٹکایا ہوا تھا جبکہ اس
کے ہاتھ میں ایک ریموٹ کنٹرول نما آلہ تھا۔ اس نے جولیا کے
ہاتھوں کے گرد موجود کڑوں کی جانب اس آلے کا رخ کرتے
ہوئے بٹن دبایا تو کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی کڑے کھل گئے اور
جولیا کے دونوں بازو ایک جھٹکے سے نیچے گرے۔

"اسے کرسی پر بٹھا کر رسی سے باندھ دو"...... رالف نے کہا۔

"مم۔مم۔ میں کچھ نہیں بولوں گی۔ مجھے مت باندھو"...... جولیا
نے گارڈ کے قریب سے گزرتے ہوئے رالف کی طرف بڑھتے
ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑی اور اس
کے دونوں ہاتھ پوری قوت سے گارڈ کے سینے پر پڑے اور بھاری
جسم کا مالک گارڈ چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا۔ اس

کے کاندھوں سے لٹکی ہوئی مشین گن نکل کر کچھ دور جا گری تھی۔

"کیا۔ یہ کیا ہے"...... رالف نے بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا لیکن جولیا کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹ پڑی اور رالف بھی کرسی سمیت پشت کے بل نیچے فرش پر جا گرا۔ وہ شاید مشین پسٹل جیب سے نکالنے کے لئے ہاتھ اپنی جیب میں ڈال چکا تھا۔ اس لئے اچانک پشت کے بل کرسی سمیت نیچے گرتے ہوئے اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا جو اس کے گرنے کی وجہ سے اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور کچھ فاصلے پر جا گرا۔ نیچے گرتے ہی گارڈ نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن بھاری جسم کا ہونے کی وجہ سے اسے گھوم کر اٹھنا پڑ رہا تھا جبکہ اس دوران جولیا رالف کو کرسی سمیت گرا کر دوڑتی ہوئی آگے بڑھ گئی تھی اور پھر اس نے بجلی کی سی تیزی سے فرش پر پڑا ہوا مشین پسٹل جھپٹ لیا اور اس کے ساتھ ہی ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی گارڈ کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے ہال کمرہ گونج اٹھا۔ جولیا نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ موڑا اور اس کے ساتھ ہی نیچے گر کر پھرتی سے اٹھتے ہوئے رالف کی دونوں ٹانگوں میں کئی گولیاں اتر گئیں اور وہ ایک بار پھر چیختا ہوا نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

"ویل ڈن جولیا۔ ویری ویل ڈن۔ اب گارڈ کی جیب سے آلہ نکالو اور ہمیں کڑوں سے نجات دلاؤ۔ ورنہ کسی بھی لمحے کوئی آ سکتا

ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا سر ہلاتے ہوئے گارڈ کی طرف بڑھ گئی اور پھر کچھ دیر بعد صفدر اور عمران دونوں کے ہاتھ آزاد ہو چکے تھے۔ صفدر نے بھاگ کر گارڈ کی مشین گن اٹھائی اور دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"میں بھی چیکنگ کرنے جا رہی ہوں"...... جولیا نے کڑوں کو کھولنے اور بند کرنے والا آلہ عمران کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا اور پھر مشین پسٹل اٹھائے وہ بھی دوڑتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"یہ مشکل کام میرے ذمے لگا دیا"...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے فرش پر بے ہوش اور زخمی پڑے ہوئے رالف کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور جیب سے آلہ نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ پھر اس نے ایک کڑے میں رالف کا ایک ہاتھ ڈالا اور آلے کا رخ کڑے کی طرف کر کے ایک بٹن پریس کیا تو کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی کڑا بند ہو گیا تو عمران نے اس کا دوسرا ہاتھ ساتھ والے کڑے میں ڈال کر اسے بھی آلے کی مدد سے بند کر دیا۔ اب رالف کا جسم کڑوں سے بالکل اسی طرح لٹک رہا تھا جیسے ہوش میں آنے سے پہلے عمران اور اس کے ساتھی لٹکے ہوئے تھے۔ رالف کی ٹانگوں سے خون مسلسل نکل رہا تھا لیکن اس کی مقدار اس لئے بے حد کم تھی کیونکہ جولیا نے فائرنگ اس انداز میں کی تھی کہ گولیاں اندر رہ جانے کی بجائے کھال اور گوشت کو کاٹتی ہوئی باہر نکل جائیں۔

اس طرح رالف فوری طور پر اٹھ تو نہیں سکتا تھا اور نہ ہی اس کا خون اس قدر نکل سکتا تھا کہ وہ فوری ہلاک ہو جائے۔ البتہ اس کے زخموں سے رستا ہوا خون عمران کے لباس پر دھبوں کی صورت میں نظر آ رہا تھا۔ عمران رالف کو کڑوں میں جکڑ کر پیچھے ہٹا ہی تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور جولیا اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا میڈیکل باکس تھا۔

''یہ علیحدہ عمارت ہے اور کسی مضافات میں ہے۔ باہر دو کاریں موجود ہیں اور اس گارڈ کے علاوہ اور یہاں کوئی آدمی نہیں ہے۔ میں نے دانستہ اس انداز میں فائرنگ کی تھی کہ یہ بے کار بھی ہو جائے اور فوری ہلاک بھی نہ ہو سکے۔ اس کی بینڈیج کر دو۔ میں ابھی باہر صفدر کے ساتھ پہرہ دوں گی۔ جب تم پوچھ گچھ مکمل کر لو تو پھر مجھے بتا دینا۔ پھر میں اس کا وہ حشر کروں گی کہ آئندہ یہ کسی لڑکی پر گندی نگاہیں ڈالنے کا حوصلہ نہ کر سکے''...... جولیا نے میڈیکل باکس عمران کے پاس فرش پر رکھتے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔

''ویسے تم جس طرح روئی تھی۔ میرا اپنا دل کٹنے لگا تھا''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس کا راستہ تو تم نے بتایا تھا۔ میں نے نیم بے ہوشی کی حالت میں تمہارا فقرہ سن لیا تھا اور میں سمجھ گئی تھی کہ تم کیا چاہتے ہو''...... جولیا نے مڑ کر کہا اور ایک بار پھر وہ واپس مڑ گئی۔

''کاش۔ تم جانتی کہ میں کیا چاہتا ہوں''...... عمران نے لمبی آہ بھرتے ہوئے کہا۔

''نانسنس''...... جولیا کی آواز سنائی دی لیکن وہ رکی نہیں بلکہ اور زیادہ تیزی سے چلتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔ عمران نے میڈیکل باکس اٹھا کر کڑوں میں لٹکے ہوئے رالف کے قریب رکھا اور پھر اسے کھول کر اس نے پانی کی بوتل نکال کر رالف کے زخم دھوئے اور پھر ان زخموں پر نہ صرف بینڈیج کر دی بلکہ اسے طاقت کے دو انجکشن بھی لگا دیئے تاکہ وہ ذہنی اور جسمانی طور پر فٹ ہو جائے۔ میڈیکل باکس اس نے ایک طرف رکھا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے فرش پر مردہ پڑے گارڈ کی بیلٹ سے ابھی تک لٹکا ہوا کوڑا اتارا اور اسے کھول کر اس نے اسے اپنے سامنے موجود کرسی کے قریب رکھ دیا۔ جس کرسی پر رالف بیٹھا تھا وہ کرسی فرش پر الٹی پڑی ہوئی تھی۔ عمران نے اسے سیدھا کر دیا پھر آگے بڑھ کر اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر رالف کی ناک اور منہ پر رکھے اور اس کا سانس بند کر دیا۔ کچھ دیر بعد رالف کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو عمران نے اس کی ناک اور منہ پر موجود ہاتھ اٹھا لئے اور پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا جس کے ساتھ کوڑا پڑا تھا۔ تھوڑی دیر بعد رالف نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے جسم نے یکلخت جھٹکے کھانے شروع کر دیئے۔ عمران خاموش بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔ اسے معلوم تھا کہ ایسا کیوں ہو

رہا ہے کیونکہ رالف کی دونوں ٹانگوں پر زخم تھے اس لئے جب اس کا جسم سیدھا ہوتا اور پیروں پر دباؤ پڑتا تو زخموں کی وجہ سے ٹانگیں جھٹکا کھا کر ٹیڑھی ہو جاتیں لیکن وہ جانتا تھا کہ کچھ دیر بعد وہ ایڈجسٹ ہو جائے گا اور وہی ہوا۔ کچھ دیر تک جھٹکے کھانے کے بعد رالف ایڈجسٹ ہو گیا پھر اس کی نظریں فرش پر پڑی ہوئی گارڈ کی لاش پر پڑیں تو اس کے جسم نے ایک بار پھر زور دار جھٹکا کھایا۔

"تم۔ تم۔ یہ سب کیسے ہوا۔ یہ لڑکی۔ یہ تو سیدھی سادی لگتی تھی۔ یہ تو خوفزدہ بچوں کی طرح رو رہی تھی۔ تم کون ہو"...... رالف نے رک رک کر اور بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خواتین سے بڑھ کر کوئی اداکاری نہیں کر سکتا اور تم اس کی اداکاری سے مار کھا گئے۔ جہاں تک تمہارے اس سوال کا تعلق ہے کہ ہم کون ہیں تو اب تمہیں کچھ کچھ اندازہ ہو گیا ہو گا کہ ہم کون ہو سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"مجھے کیسے اندازہ ہو سکتا ہے۔ تم بتاؤ کہ تم کون ہو"...... رالف نے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ وہ خاصے موٹے دماغ کا آدمی ہے۔

"ہمارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"...... عمران نے کہا تو رالف کے جسم کو دو تین زور دار جھٹکے لگے۔ اس کا چہرہ یکلخت بگڑ سا گیا تھا۔

"تم۔ تم۔ مگر تمہارا میک اپ تو واش نہیں ہوا۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس میں ایکریمینز بھی ہوتے ہیں"...... رالف نے کہا تو عمران

بے اختیار ہنس پڑا۔

"میک اپ کا فن بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ یہ پرانے میک اپ واشراب کام نہیں کر سکتے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری بیڈ۔ کاش مجھے پہلے معلوم ہو جاتا کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہو تو میں تمہاری کوٹھی پر سائنائیڈ گیس فائر کروا دیتا"...... رالف نے کہا۔

"اس کاش نے سینکڑوں بار ہماری جانیں بچائی ہیں۔ یہاں تم نے ریموٹ کنٹرول کڑے نصب کرا رکھے تھے جن کی وجہ سے ہم بے بس ہو گئے تھے لیکن ہماری ساتھی خاتون نے شاندار اداکاری کرتے ہوئے اپنے آپ کو رہا کرا لیا اور چونکہ تمہارے خیال کے مطابق عورت صنف نازک ہوتی ہے اس لئے تمہیں اس کے رہا ہونے سے کوئی خطرہ محسوس نہ ہوا لیکن تم نے دیکھ لیا کہ کیا نتیجہ نکلا ہے"...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"اب تم نے مجھے اس طرح کیوں قید کر رکھا ہے۔ مجھے گولی مارو اور چلے جاؤ۔ میں اگر شکست کھا گیا ہوں تو میں مرنے کے لئے بھی تیار ہوں"...... رالف نے کہا۔

"اگر تمہارا اس قدر جلد مرنا ہمارے فائدے میں ہوتا تو گارڈ کے ساتھ ساتھ تمہاری لاش بھی یہاں پڑی ہوئی ہوتی۔ ہمیں تم سے کچھ پوچھنا ہے اور ماسٹر گرینڈ نے تمہیں فون اس لئے کیا تھا تاکہ

بغیر کسی رکاوٹ کے تم تک رسائی حاصل کی جا سکے''...... عمران نے کہا۔

''میں تو ایک کلب چلاتا ہوں۔ تم نے مجھ سے کیا پوچھنا ہے''۔ رالف نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تم کلب چلاتے ہو۔ تم سے پہلے یہ کلب کومبو چلاتا تھا۔ پھر کومبو کو تم نے اپنے بڑوں کے کہنے پر ہلاک کر دیا اور اب تم کومبو کی جگہ کلب چلا رہے ہو''...... عمران نے کہا۔

''تمہاری معلومات درست ہیں''...... رالف نے کہا۔

''کون ہیں تمہارے بڑے''...... عمران نے کہا۔

''میں یہاں ماگا میں ایک بین الاقوامی تنظیم کا نمائندہ ہوں۔ اس تنظیم کا نام بلیک سن ہے''...... رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بین الاقوامی تنظیم براہِ راست نمائندے نہیں رکھتی۔ اس کے سیکشن ہوتے ہیں۔ تمہارا تعلق کس سیکشن سے ہے''...... عمران نے کہا۔

''میرا تعلق سپر ٹاپ سیکشن سے ہے''...... رالف نے جواب دیا۔ عمران سمجھ رہا تھا کہ رالف کیوں سب کچھ اتنی آسانی سے بتائے چلا جا رہا ہے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ بین الاقوامی تنظیموں کے بڑوں پر آسانی سے ہاتھ نہیں ڈالا جا سکتا لیکن عمران کو معلوم تھا کہ جب اس نے لیبارٹری کے بارے میں پوچھنا ہے تو اس وقت

ں کا موٹا دماغ گھوم جائے گا۔

''تو تم ایک چھوٹا سا کلب چلا رہے ہو۔ تمہارے اوپر باس کون ہے''...... عمران نے کہا۔

''ناراک میں ہے راکس۔ وہ ہمارا سیکشن چیف ہے۔ اس کے اوپر سب ہیڈکوارٹر ہے جس کا علم کسی کو بھی نہیں ہے۔ اس کے اوپر لازما ہیڈکوارٹر ہو گا جس کے بارے میں آج تک سنا ہی نہیں''۔ لف نے جواب دیا۔

''تمہیں راکس کا پتہ تو معلوم ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ وہ کراس کلب کا مالک ہے اور جنرل مینجر بھی۔ اور فون ر بھی بتا دیتا ہوں۔ اس کے پیچھے جاؤ گے تو وہ تم سے خود ہی ٹ لے گا''...... رالف نے کہا اور فون نمبر بتا دیا۔

''ان سے تو بعد میں نمٹیں گے۔ پہلے تم سے تو نمٹ لیں۔ تم نے پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر آفتاب کو ہلاک کیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''میں نے نہیں کومبو نے کیا تھا اور اسی لئے چیف نے کومبو کو موت کی سزا دی تھی''...... رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر آفتاب کو ماسٹر آئی لینڈ کون لے گیا تھا''...... عمران نے کہا تو رالف کے جسم نے ایک زور دار جھٹکا کھایا۔ اس سوال کا اثر اس پر ایسے ہوا تھا جیسے عمران نے سوال کرنے کی بجائے اسے کوڑا مار دیا ہو۔

''تمہیں یہ سب کیسے اور کہاں سے معلوم ہوا''...... رالف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''ہمارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اس لئے ایسی باتیں مت کرو اور میرے سوال کا جواب دو''...... عمران نے کہا۔

''بس میں نے بہت کچھ بتا دیا ہے۔ اس سے زیادہ ایک لفظ بھی نہیں بتاؤں گا۔ چاہے تم مجھے گولی مار دو''...... رالف نے اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

''چلو یہ بتانے میں تو کوئی حرج نہیں ہے کہ ماسٹر آئی لینڈ کہاں ہے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ یہ سب کام کومبو کا تھا اور وہ مر چکا ہے''۔ رالف اس بار واقعی باقاعدہ اکڑ گیا تھا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے وہ کسی ٹرانس سے باہر نکل آیا ہو۔

''سب کچھ معلوم کرنے کا ایک نہیں بے شمار طریقے ہیں۔ میری کرسی کے ساتھ خار دار کوڑا پڑا ہوا یقیناً تمہیں نظر آ رہا ہو گا۔ اس کوڑے نے تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ علیحدہ کر دینا ہے۔ میری خصوصی جیب میں تیز دھار خنجر موجود ہے جس سے تمہارے لاشعور سے سب کچھ معلوم کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے بعد تمہیں زندہ چھوڑ بھی دیا جائے تو بھی تمہاری زندگی تمہارے لئے اور دوسروں کے لئے عبرتناک بن کر رہ جائے گی جبکہ تم ویسے ہی بتا دو تو ہم خاموشی

سے واپس چلے جائیں گے اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو گی''۔ عمران نے کہا۔

''تم جو مرضی آئے کرو۔ اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ میں اپنی تنظیم سے غداری نہیں کر سکتا''۔ رالف نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تمہاری مرضی''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کوٹ کے اندر موجود ایک خصوصی جیب سے تیز دھار خنجر نکالا اور رالف کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے معلوم تھا کہ رالف کی ٹانگوں پر جس قسم کے زخم ہیں وہ اسے ٹانگوں سے کوئی ضرب نہیں لگا سکتا اس لئے وہ اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھا۔

''اب میں صرف پانچ تک گنوں گا۔ اس کے بعد اس خنجر سے تمہاری دونوں آنکھیں نکال کر چلا جاؤں گا۔ میرے پاس اور بہت سے ذرائع ہیں معلومات حاصل کرنے کے لئے لیکن تم باقی ساری عمر فٹ پاتھ پر بیٹھے بھیک مانگنے میں گزار دو گے اور دنیا کا کوئی رنگ تمہیں نظر نہیں آئے گا۔ اب میں گنتی شروع کر رہا ہوں۔ ایک۔ دو''...... عمران نے کہا اور گنتی شروع کر دی۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ مجھے اندھا کر کے چھوڑنے کی بجائے ویسے مار دینا۔ میری طرف سے اجازت ہے لیکن میں یہاں اندھا بن کر زندہ نہیں رہنا چاہتا''...... رالف نے کہا۔

''بولتے جاؤ۔ ورنہ گنتی جہاں سے رکی تھی وہیں سے دوبارہ شروع ہو جائے گی''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''میں بتاتا ہوں۔ پاکیشیائی سائنس دان کو کومبو موٹر بوٹ کے ذریعے ماسٹر آئی لینڈ لے گیا تھا۔ اس سائنسدان کے ذہن سے تمام ضروری معلومات مشینری کے ذریعے حاصل کر کے اسے ہلاک کر دیا گیا تاکہ کسی کو پتہ نہ چلے کہ اس سے معلومات حاصل کی گئی ہیں۔ اس کے بعد کومبو نے سائنس دان کی لاش پاکیشیائی سفیر کے حوالے کر دی اور یہ کہا گیا کہ مزاحمت کی وجہ سے سائنس دان قزاقوں کے ہاتھوں مارا گیا ہے''...... رالف بولنے پر آیا تو بولتا چلا گیا۔

''ڈاکٹر آفتاب جس بحری جہاز میں تھے اسے کن قزاقوں نے پکڑا تھا''...... عمران نے کہا۔

''یہ کومبو کو معلوم ہو گا اس وقت وہی انچارج تھا۔ اس نے ہیڈکوارٹر کے حکم پر کسی قزاق گروپ سے رابطہ کیا ہو گا''...... رالف نے جواب دیا اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

''ماسٹر آئی لینڈ کہاں ہے اور اس کے گرد اور اندر کیا حفاظتی انتظامات ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''میں ایک بار اندر گیا ہوں۔ ویسے اس جزیرے کے باہر چار میل کے دائرے میں سمندر میں ایسی سرخ پٹیاں بچھائی گئی ہیں جن

کی زد میں انسان، کشتی، جہاز حتی کہ مچھلی آ جائے تو اس کے پرزے اڑ جاتے ہیں۔ پہلی پٹی تقریباً جزیرے سے چار میل کے فاصلے پر ہے۔ دوسری پٹی دو میل اور تیسری پٹی اس جزیرے کے گرد ہے اور ان سب کو لیبارٹری کے اندر سے ہی آن آف کیا جاتا ہے۔ باہر سے نہیں''...... رالف نے کہا۔

''تو لیبارٹری کے اندر لوگ کیسے آتے جاتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''خصوصی ہیلی کاپٹر انہیں لے جاتے ہیں اور وہ بھی انچارج ڈاکٹر اسٹوم کی اجازت سے۔ ورنہ انہیں فضا میں ہی تباہ کر دیا جاتا ہے''...... رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اندر لیبارٹری کہاں ہے''...... عمران نے کہا۔

''جزیرے کے اندر درختوں کا گھنا جنگل ہے۔ لیبارٹری انڈر گراؤنڈ ہے۔ ایک درخت کی جڑ میں پیر مارنے سے زمین کا قطعہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اٹھتا ہے اور گہرائی میں سیڑھیاں جاتی ہیں جن کے اختتام پر ایک فولادی دروازہ ہے جو اندر سے کھولا جا سکتا ہے۔ پھر ایک کمرہ ہے وہاں بوڑھا ڈاکٹر اسٹوم موجود ہوتا ہے۔ میں جب گیا تھا تو وہ وہیں موجود تھا۔ میں نے اسے کرش نوٹس دیئے اور اس کے بعد اس نے مجھے واپس بھیج دیا''۔ رالف نے کہا۔

''تم نے جانے سے پہلے ڈاکٹر سے فون پر بات کی ہو گی تب

ہی اندر سے اس نے حفاظتی انتظامات کو آف کیا ہو گا''...... عمران نے کہا تو رالف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''فون نمبر بتاؤ اور اسے کنفرم کراؤ''...... عمران نے کہا۔

''کنفرم کیسے''...... رالف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جو مرضی آئے بات کرو لیکن یہ کنفرم ہو جائے کہ وہ ڈاکٹر اسٹوم ہے''...... عمران نے کہا۔

''تم کرنا کیا چاہتے ہو۔ وہاں تم کسی صورت نہ زندہ پہنچ سکتے ہو اور نہ ہی زندہ اندر داخل ہو سکتے ہو۔ چاہے تم کچھ بھی کر لو''۔ رالف نے کہا۔

''پھر تمہیں بے خوف ہو کر اپنی جان بچانے پر توجہ مرکوز رکھنی چاہئے۔ بولو کیا نمبر ہے ڈاکٹر اسٹوم کا''...... عمران نے کہا تو رالف نے نمبر بتا دیا۔ نمبر کی ساخت بتا رہی تھی کہ نمبر سیٹلائٹ سے مربوط ہے۔ عمران نے نمبر پریس کر دیا اور آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر کے اس نے رسیور رالف کے کان سے لگا دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

''یس''...... رسیور اٹھائے جانے کی آواز کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''بلیک کلب سے رالف بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر اسٹوم سے بات کرنی ہے''...... رالف نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر کچھ دیر کی

وشی کے بعد ایک لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔ آواز کی لرزش بتا تھی کہ بولنے والا خاصا بوڑھا آدمی ہے۔

''میں ڈاکٹر اسٹوم بول رہا ہوں''...... لرزتی ہوئی آواز میں کہا ا۔

''میں رالف بول رہا ہوں ڈاکٹر صاحب۔ وہی رالف جو آپ جزیرے کے اندر ملا تھا اور کرش ٹونس آپ کو دیئے تھے''۔ ف نے باقاعدہ یاد کراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مجھے یاد آ گیا ہے۔ کیوں فون کیا ہے''...... ڈاکٹر اسٹوم ے کہا۔

''پاکیشیائی ایجنٹ ماگا میں جزیرے کے بارے میں پوچھتے پھر ے ہیں۔ ہم ان کو کور کر رہے ہیں لیکن پھر بھی آپ نے بہت ط رہنا ہے''...... رالف نے کہا۔

''ہم ویسے ہی محتاط ہیں۔ وہ کچھ بھی کر لیں۔ نہ انہیں جزیرہ مل ا ہے اور نہ ہی وہ لیبارٹری تک پہنچ سکتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ میں ید محتاط رہوں گا''...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی طہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھا اور فون سیٹ لا کر پس تپائی پر رکھ دیا۔ جہاں سے اس نے رالف سے باتیں کرتے ئے اٹھایا تھا۔

''ماسٹر آئی لینڈ کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''سمندر میں''...... رالف نے منہ بنا کر جواب دیتے ہوئے

کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے عمران کا مضحکہ اڑا رہا ہو۔

''ماگا کے ساحل سے کس سمت میں''...... عمران نے اس کی بات پر کوئی ردعمل ظاہر کئے بغیر بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''مغربی سمت''...... رالف نے جواب دیا۔

''سنو رالف۔ اس جزیرے پر جب کوئی جا ہی نہیں سکتا تو پھر تمہیں تفصیل بتانے میں کیا حرج ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو تو سنو''...... رالف نے کہا اور پھر اس نے تفصیل سے ماسٹر آئی لینڈ اور وہاں اردگرد موجود دو چھوٹے جزیروں کے بارے میں بتا دیا۔ عمران نے مزید سوالات کئے لیکن وہ جواب تک بتا چکا تھا اس سے زیادہ نہ بتا سکا تو عمران نے خنجر واپس جیب میں ڈالا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''مجھے تو رہا کر دو۔ ورنہ میں اس طرح لٹک لٹک کر مر جاؤں گا''...... رالف نے تیز لہجے میں کہا۔

''میں نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ میں تمہیں ہلاک نہیں کروں گا۔ اس لئے میرے ساتھی تمہاری رہائی کا فیصلہ کریں گے''...... عمران نے گردن موڑتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ سامنے ہی ایک ستون کے پاس صفدر اور جولیا دونوں موجود تھے۔ دونوں کے ہاتھوں میں اسلحہ تھا۔

''کیا ہوا عمران صاحب۔ مجھے یقین ہے کہ رالف ابھی زندہ ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ اس نے ساری تفصیل بتا دی ہے۔ اس لئے میں نے اسے کہا ہے کہ اس کی رہائی کا فیصلہ میرے ساتھی کریں گے۔ اس کی رہائی ہے تو وہی رہائی دلائیں گے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''اس نے مجھ پر بری نظریں ڈالی ہیں۔ اس لئے اس کا فیصلہ بھی میں ہی کروں گی''...... جولیا نے کہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن لئے وہ تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گئی جہاں سے عمران باہر آیا تھا۔

''عمران صاحب۔ ان ریموٹ کنٹرول کڑوں کی وجہ سے ہم بری طرح پھنس گئے تھے''...... صفدر نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ جولیا نے ہمت کی ہے ورنہ ہم آسانی سے ان کڑوں سے رہا نہیں ہو سکتے تھے''...... عمران نے جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اندر سے مشین گن کی فائرنگ کی آواز سنائی دی تو عمران اور صفدر دونوں نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

راکس ناراک میں اپنے آفس میں بیٹھا کام میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو راکس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... راکس نے کہا۔

''ماگا سے براؤن کی کال ہے۔ وہ آپ سے ایمرجنسی بات کرنا چاہتا ہے''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مترنم آواز سنائی دی۔

''براؤن۔ ایمرجنسی۔ کیا مطلب۔ یہ براؤن کون ہے۔ بہرحال کراؤ بات''...... راکس نے قدرے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ماگا کے بلیک کلب سے براؤن بول رہا ہوں چیف''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

''کون ہو تم۔ رالف کہاں ہے۔ اس نے فون کیوں نہیں کیا۔ تم

نے کیوں کیا ہے۔ اور کیا ایمرجنسی ہے بولو''...... راکس نے چیختے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

''باس رالف کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور میں ان کا اسسٹنٹ ہوں۔ میں نے یہی اطلاع دینے کے لئے فون کیا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو راکس بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا۔ تفصیل سے بتاؤ''...... راکس نے اور زیادہ اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا۔ براؤن نے جو کچھ کہا تھا وہ اتنا اچانک اور ناقابل یقین تھا کہ راکس کو الٹا براؤن پر غصہ آ گیا کہ وہ دانستہ غلط بات کہہ رہا ہے۔ جو ممکن ہی نہیں ہے۔

''باس رالف نے شہر کے مضافات میں ایک خصوصی پوائنٹ بنایا ہوا تھا جس کا انچارج گارڈ نامی ایک آدمی تھا جو اکیلا وہیں رہتا تھا۔ باس رالف کو اتھاپیا سے فون آیا کہ کچھ لوگ اتھاپیا سے آ رہے ہیں جن کا تعلق ونگٹن سے ہے۔ وہ ماگا میں باس کی سرپرستی میں کلب کھولنا چاہتے ہیں۔ باس رالف نے انہیں کال کر لیا۔ پھر باس کو خیال آیا تو انہوں نے چیکنگ کرائی تو پتہ چلا کہ کال اتھاپیا سے نہیں بلکہ ماگا سے ہی کی گئی ہے جس نمبر پر کال کی گئی ہے وہ ایک مقامی کالونی میں واقع ایک کوٹھی کا ہے۔ اس کوٹھی کو ٹریس کرایا گیا اور جب باس نے وہاں مشینی آنکھ سے چیکنگ کرائی تو اس کوٹھی میں دو مرد اور ایک عورت موجود تھے۔ باس نے اپنا گروپ وہاں

بھجوایا کہ انہیں بے ہوش کر کے گارڈ پوائنٹ پر پہنچایا جائے۔ باس کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ پھر باس کلب سے اٹھ کر گارڈ پوائنٹ پر پہنچ گئے۔ پھر تقریباً پانچ چھ گھنٹوں کے بعد جب باس واپس نہ آئے اور نہ ہی ان کا کوئی فون آیا تو میں نے ان سے ایک اہم مسئلے پر ہدایات لینے کے لئے گارڈ پوائنٹ پر فون کیا تو وہاں فون اٹنڈ نہ کیا گیا جس پر میں خود وہاں گیا تو گارڈ پوائنٹ کے اندر فرش پر گارڈ کی لاش پڑی تھی۔ اس کو گولیوں سے چھلنی کیا گیا تھا اور وہ تینوں جو وہاں لے جائے گئے تھے وہ غائب تھے اور باس کی کار بھی وہاں موجود تھی اور باس رالف کی لاش کڑوں میں جکڑی ہوئی تھی اور اس کے چہرے سے لے کر پیٹ تک انہیں اس طرح گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا تھا جیسے کسی نے ان سے انتقام لیا ہو۔ میں نے فوراً ایک آدمی کے ذریعے اس کوٹھی کو چیک کرایا جہاں سے ان افراد کو اٹھایا گیا تھا تو وہ کوٹھی خالی پڑی تھی۔ اس لئے میں نے آپ کو کال کیا کہ اب آپ جو حکم دیں''...... براؤن نے پوری تفصیل سے سب کچھ بتاتے ہوئے کہا۔

''کون لوگ تھے وہ۔ کیا ان کا میک اپ چیک نہیں کیا گیا تھا''...... راکس نے اب اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''وہ ایکریمینز تھے۔ ان کے میک اپ واش نہیں ہوئے تھے''...... براؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایکریمینز۔ لیکن ہمارے خلاف تو پاکیشیائی کام کر رہے ہیں۔

یہ کیا ہوا۔ یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں''...... راکس نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''ہم انہیں ماگا میں ٹریس کر رہے ہیں۔ اب آپ جو حکم دیں''...... براؤن نے کہا۔

''تم بلیک کلب کا چارج سنبھال لو۔ رالف کی جگہ تمہیں دی جاتی ہے اور ان ایکریمینز کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دو اور مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہو''...... راکس نے ہدایات جاری کرتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی''...... دوسری طرف سے اس بار قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور راکس نے رسیور رکھ کر بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''ایکریمینز۔ یہ کون ہو سکتے ہیں''...... راکس نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایسے چونک پڑا جیسے اسے اچانک کوئی خاص خیال آ گیا ہو۔ اس نے تیزی سے رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس باس''...... اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ماگا میں رائل کلب کے ٹموتھی سے بات کراؤ''...... راکس نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسے اچانک ٹموتھی کا خیال آ گیا تھا۔ اس نے اسے بہت بھاری معاوضہ بھی دیا تھا لیکن ابھی تک اس کی طرف سے کوئی رپورٹ ہی نہیں ملی تھی جبکہ رالف کی موت

کی خبر اس تک پہنچ گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... راکس نے کہا۔

"رائل کلب کے ڈرمن سے بات کریں"...... فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میں نے ٹموتھی کا نام لیا تھا۔ تم نے کس سے رابطہ کر لیا ہے"...... راکس نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹموتھی کی جگہ اب ڈرمن رائل کلب کا جنرل منیجر ہے باس۔ جب میں نے اس سے آپ کا نام لے کر ٹموتھی سے بات کرنے کے لئے کہا تو اس نے آپ سے خود بات کرنے کا کہا"...... فون سیکرٹری نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"کراؤ بات۔ ہر کام الٹا ہو رہا ہے"...... راکس نے کہا۔

"ہیلو سر۔ میں ڈرمن بول رہا ہوں رائل کلب سے"...... تھوڑی دیر بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"ٹموتھی کہاں ہے"...... راکس نے پوچھا۔

"اسے ہلاک کر دیا گیا ہے"...... ڈرمن نے جواب دیا تو راکس ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اس کا تو بڑا ہولڈ تھا ماگا پر"...... راکس نے کہا۔

"یس سر۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ اسے ہلاک کرنے والے

ایکریمیز تھے۔ ماگا کے لوگوں میں اتنی جرأت اور ہمت نہیں تھی"۔ ڈرمن نے جواب دیا تو راکس ایک بار پھر ایکریمیز کا نام سن کر اچھل پڑا۔ پہلے رالف کی موت پر بھی ایکریمیز کا نام لیا گیا تھا اور اب ٹموتھی کی موت میں بھی ایکریمیز کا نام لیا گیا تھا۔

"کیا ہوا ہے۔ تفصیل بتاؤ"...... راکس نے کہا۔

"دو ایکریمی مرد اور ایک عورت رائل کلب میں داخل ہوئے۔ وہ ٹموتھی سے ملنا چاہتے تھے لیکن ہال میں جھگڑا ہو گیا اور ان ایکریمیز نے ماگا کے بڑے بڑے لڑاکوں کو ڈھیر کر دیا۔ پھر کلب کے منیجر اسٹاکر نے جا کر ان کو کور کیا اور اپنے آفس میں لے آیا۔ پھر اس نے ریز فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دیا اور باس ٹموتھی کے حکم پر ان ایکریمیز کو ماگا کے مضافات میں ایک زرعی فارم میں بجھوا دیا۔ پھر باس ٹموتھی خود بھی وہاں پہنچ گیا۔ اسٹاکر بھی وہیں تھا اور پھر جب کافی وقت تک باس ٹموتھی کی طرف سے کوئی اطلاع نہ ملی تو فارم میں فون کیا گیا لیکن کسی نے فون اٹنڈ نہیں کیا۔ وہاں آدمی بھیجا گیا تو وہاں ٹموتھی اور اسٹاکر کی لاشیں ملیں جبکہ ایکریمیز غائب تھے"...... ڈرمن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹموتھی کے ذمے چھ افراد کو ٹریس کرنے کا کام میں نے لگایا تھا اور اس نے بڑا بھاری معاوضہ بھی وصول کیا تھا۔ اس کا کیا ہوا"...... راکس نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ میں انہیں اسسٹ کر رہا ہوں۔ آپ کا کام

جاری ہے اور پورے ماگا میں جگہ جگہ میک اپ چیک کرنے والے خصوصی کیمرے کام کر رہے ہیں۔ ہمارے آدمی بھی چیکنگ کر رہے ہیں لیکن ابھی تک کسی مشکوک آدمی کی اطلاع نہیں ملی''...... ڈرمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بلیک کلب کے رالف کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس کو ہلاک کرنے والے بھی دو ایکریمیز مرد اور ایک عورت بتائی جاتی ہے اور اب ٹموتھی کی ہلاکت کے پیچھے بھی دو ایکریمیز مرد اور ایک عورت بتائی جاتی ہے۔ کیا یہ دونوں وارداتیں ایک ہی گروپ نے کی ہیں''...... راکس نے کہا۔

''نہیں جناب۔ یہ علیحدہ علیحدہ گروپ ہیں کیونکہ دونوں وارداتیں تقریباً ایک ہی وقت میں ہوئی ہیں۔ اس لئے ایک گروپ کا دو جگہوں پر بیک وقت ہونا ممکن نہیں ہے''...... ڈرمن نے جواب دیا۔

''پھر یہ یقیناً پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہی کارروائی ہے۔ ان کی تعداد بھی چار مرد اور دو عورتیں بتائی گئی تھیں۔ یقیناً انہوں نے دو گروپس میں تقسیم ہو کر کارروائی کی ہے''...... راکس نے کہا۔

''ہو سکتا ہے لیکن ان کے میک اپ چیک نہیں ہو سکے۔ نہ صرف خصوصی کیمروں سے بلکہ سپیشل میک اپ واشرز سے بھی''۔ ڈرمن نے جواب دیا۔

''تم انہیں تلاش کر رہے ہو۔ ان کے حلیے تو تمہیں معلوم ہو

گئے ہوں گے''...... راکس نے کہا۔

''یس سر۔ ہم نے باس ٹموتھی کا بھی تو انتقام لینا ہے ان سے''...... ڈرمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میرے کام پر بھی توجہ دینی ہے۔ یہ بے حد اہم ہے''...... راکس نے کہا۔

''میں سمجھتا ہوں باس۔ آپ بے فکر رہیں''...... ڈرمن نے جواب دیا۔

''اوکے''...... راکس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات تھے۔ رالف اور ٹموتھی کو وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف حرکت میں لایا تھا۔ دونوں ہی ہلاک کر دیئے گئے۔

''یہ وہی پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔ مجھے سب ہیڈکوارٹر کو رپورٹ دینی چاہئے اور ہدایات لینی چاہئیں''...... راکس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے دراز میں موجود سرخ رنگ کا کارڈلیس فون سیٹ نکال کر باہر میز پر رکھا اور دراز بند کر کے اس نے اس فون سیٹ پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ اس فون سیٹ پر صرف چند بٹن تھے کیونکہ یہ صرف رسیونگ سیٹ تھا۔ جو نمبر اس نے پریس کیا تھا اس میں سب ہیڈکوارٹر کو بذریعہ سیٹلائٹ کاشن مل گیا ہو گا کہ راکس کال کرنا چاہتا ہے۔ اب وہاں سے اس کے لئے کال ہو گی۔ راکس سمیت کسی کو بھی سب ہیڈکوارٹر کے فون

نمبر کا علم نہیں تھا۔ پھر پانچ منٹ بعد سرخ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور راکس نے رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو۔ راکس بول رہا ہوں"...... راکس نے کہا۔

"سب ہیڈ کوارٹر، کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے مشینی آواز سنائی دی تو راکس نے رالف اور ٹموتھی کے بارے میں ملنے والی رپورٹس کی تفصیل بتا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نہ صرف ماگا پہنچ چکی ہے بلکہ اس نے اپنی کارروائیوں کا بھی آغاز کر دیا ہے"۔ مشینی آواز میں کہا گیا۔

"یس سر۔ وہ ایسے میک اپ میں ہیں جسے نہ ہی کیمرے چیک کر رہے ہیں اور نہ ہی میک اپ واشر"...... راکس نے جواب دیا۔

"تم نے ان کے بارے میں غلط اندازہ لگایا اور کلب لیول پر کام کرنے والے لوگوں کو ان کے مقابلے پر اتارا۔ یہ انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ ان کے مقابلے پر تو ان جیسے تربیت یافتہ اور تجربہ کار لوگوں کو آنا چاہئے"...... سب ہیڈ کوارٹر سے کہا گیا۔

"یس سر۔ لیکن ماگا میں تو ایسا کوئی گروپ نہیں ہے"...... راکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ماگا میں ان کا ٹارگٹ کیا ہے"...... مشینی آواز میں کہا گیا۔

"ماسٹر آئی لینڈ اور اس میں موجود لیبارٹری۔ یہی ٹارگٹ ہوسکتا ہے"...... راکس نے کہا۔

"اوہ۔ تمہاری بات درست ہے۔ انہیں ضرور ڈاکٹر آفتاب کی
لاکت کی اصل وجہ معلوم ہو گئی ہو گی۔ ماسٹر آئی لینڈ میں واقع
رٹری بلیک سن کے لئے انتہائی اہمیت رکھتی ہے۔ گو اس کے
ظتی انتظامات فول پروف ہیں لیکن اس کے باوجود اس کے
وصی انتظامات ہونے چاہئیں"...... مشینی آواز میں کہا گیا۔

"اس کی خصوصی اہمیت کے لئے سیٹلائٹ ریز فائر اس پر نصب
را دیں تاکہ مخصوص ایریا میں کوئی زندہ آدمی داخل نہ ہو سکے"۔
کس نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ اتھاپیا میں موجود
ک کرنٹ نامی گروپ سے رابطہ کرو۔ وہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے
بلے کا گروپ ہے۔ سب ہیڈ کوارٹر اس کے چیف ماسٹر روگو کو
یف کرے گا۔ اسے پندرہ منٹ بعد فون کر لینا۔ سیٹلائٹ ریز
ر کے لئے بھی سب ہیڈ کوارٹر، ڈاکٹر اسٹوم کو احکامات دے
"...... مشینی آواز میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا
راکس نے بھی رسیور رکھ دیا اور پھر فون کو واپس میز کی دراز کے
ندر رکھ دیا۔ وہ ماسٹر روگو کو جانتا تھا۔ وہ اتھاپیا کی سرکاری ایجنسی کا
ف ایجنٹ رہا تھا اور اس کی کارکردگی کا اعتراف ایکریمین اور
رپ کی ایجنسیاں بھی کرتی تھیں۔ پھر ایک مشن میں زخمی ہونے
کے بعد اس نے ریٹائرمنٹ لے لی اور تربیت یافتہ ایجنٹوں پر
مشتمل اپنا علیحدہ گروپ بنا لیا جس کا نام بلیک کرنٹ تھا۔ بلیک

کرنٹ نے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے تھے اس لئے پورے اتھاپیا میں ہی نہیں بلکہ ایکریمیا اور یورپ میں بھی ان کی تعریف کی جاتی تھی۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد اس نے رسیور اٹھایا اور فون ڈائریکٹ کر کے اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"بلیک کرنٹ کلب"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ناراک سے کراس کلب کا مالک راکس بول رہا ہوں۔ ماسٹر روگو سے بات کراؤ"...... راکس نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ روگو بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"راکس بول رہا ہوں روگو"...... راکس نے کہا۔

"اوہ۔ راکس تم۔ بڑے طویل عرصے بعد فون کیا ہے۔ تمہارے سب ہیڈکوارٹر نے ابھی تھوڑی دیر پہلے فون کیا تھا۔ اس نے کہا کہ تم فون کر کے ٹاسک کی تفصیل بتاؤ گے۔ کیا مسئلہ ہے"...... ماسٹر روگو نے کہا تو راکس نے سابقہ پس منظر بتاتے ہوئے اسے رالف اور ٹموتھی کی ہلاکت تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

"تمہارے خیال کے مطابق یہ کارروائیاں پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہیں"...... ماسٹر روگو نے کہا۔

"ہاں۔ دراصل وہ بلیک سن کی خفیہ لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتے ہیں لیکن اس کے حفاظتی انتظامات ایسے ہیں کہ نہ اسے ٹریس کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اسے تباہ کیا جا سکتا ہے لیکن ہم ماگا میں اس گروپ کا خاتمہ چاہتے ہیں اور اس کے لئے سب ہیڈکوارٹر نے تمہارا انتخاب کیا ہے"...... راکس نے کہا۔

"میں یہ ٹاسک ضرور پورا کروں گا۔ میں نے بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بہت تعریف سنی ہوئی ہے۔ تم فکر مت کرو۔ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے اندر یہ لوگ لاشوں میں تبدیل ہو جائیں گے"۔ ماسٹر روگو نے کہا۔

"مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے ماسٹر روگو۔ گڈ بائی"...... راکس نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... ایک لرزتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"کراس کلب سے راکس بول رہا ہوں"...... راکس نے کہا۔

"یس۔ ڈاکٹر اسٹوم بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سب ہیڈکوارٹر نے لیبارٹری کی فول پروف سیکورٹی کے لئے بلائٹ ریز فائر نصب کرنے کا آپ کو حکم دیا ہو گا۔ اس بارے میں معلوم کرنا تھا"...... راکس نے کہا۔

"ہاں۔ ہم نے اسے نصب کر کے آن کر دیا ہے اور اس کی فل

رینج چار میل تک رکھ دی ہے۔ اب جزیرے کے چاروں طرف چار میل تک کوئی زندہ انسان آگے نہیں بڑھ سکتا ورنہ فوراً ہلاک ہو جائے گا''...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

''اوکے۔ تھینک یو''...... راکس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت کارسن کالونی کی ایک اور کوٹھی میں شفٹ ہو چکا تھا۔ پہلی کوٹھی پر چونکہ رالف گروپ نے حملہ کر کے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوش کیا تھا اس لئے عمران نے اس کوٹھی کو چھوڑ دیا تھا۔ ماسٹر وولف جس سے اس نے کوٹھی اور کاریں لی تھیں۔ اسے ایک پبلک فون سے فون کر کے کوٹھی اور کاریں چھوڑنے کی وجہ بتا دی تھی۔ ماسٹر وولف نے ہی انہیں کارسن کالونی کی ایک اور کوٹھی دے دی تھی اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس دوسری کوٹھی میں موجود تھا۔ عمران سمیت سب نے نئے میک اپ کر لئے تھے۔ نئے میک اپ کے مطابق ان کے پاس کاغذات موجود تھے البتہ نام وہی تھے جو پہلے میک اپ میں رکھے گئے تھے۔

عمران نے رالف اور تنویر کے گروپ نے ٹموتھی کا خاتمہ کر دیا

تھا لیکن اب وہ سب بیٹھے اصل ٹارگٹ لیبارٹری کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ گو عمران نے رالف سے ماسٹر آئی لینڈ کے بارے میں کافی حد تک معلومات حاصل کر لی تھیں لیکن اس کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں جو کچھ بتایا گیا تھا وہ خاصا خطرناک تھا اور عمران اس معاملے میں جلدی نہیں کرنا چاہتا تھا جبکہ اس کے سارے ساتھی فوراً اس پر ریڈ کرنے کے حق میں تھے۔

’’تمہیں اب مزید کس چیز کا انتظار ہے‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’دو باتیں غور طلب ہیں۔ ایک تو یہ کہ بلیک سن ہمارا آسانی سے پیچھا نہیں چھوڑے گی۔ ان کے دو مقامی گروپس کے سربراہ ہلاک ہوئے ہیں۔ ان کے کسی بڑے پر ابھی ہاتھ نہیں ڈالا گیا۔ دوسری بات یہ کہ رالف کی موت کے بعد اب انہوں نے ساری توجہ سمندر پر لگا دی ہو گی اور ماسٹر آئی لینڈ کی طرف کوئی موٹر بوٹ ایک خاص حد سے آگے نہیں جاتی۔ اس لئے بھی وہ ہمیں آسانی سے چیک کر لیں گے بلکہ ہم پر حملہ بھی کر سکیں گے۔ اس لئے میں کوئی ایسا راستہ چاہتا ہوں جس سے ہم خاموشی سے وہاں پہنچ سکیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’تو پھر یہاں بیٹھے رہنے سے مسائل حل ہو جائیں گے‘‘۔ تنویر نے کہا تو عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا جس سے دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگ گئی۔

’’یس۔ ماسٹر وولف بول رہا ہوں‘‘...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

’’مائیکل بول رہا ہوں۔ سپیشل موٹر بوٹ کا آرڈر دیا تھا۔ کوئی اطلاع نہیں دی آپ نے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’سپیشل موٹر بوٹ کا آرڈر دے دیا گیا ہے۔ دو روز بعد پہنچ جائے گی۔ جنوبی افریقہ اس کا آرڈر دینا پڑا ہے‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’یہاں کوئی ایسا گروپ ہے جو ہمارے لئے معلومات حاصل کر سکے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’کس قسم کی معلومات‘‘...... ماسٹر وولف نے پوچھا۔

’’ایسا گروپ جو بلیک سن کے لئے کام کر رہا ہو۔ اس بارے میں معلومات‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ہم خود یہی کام کرتے ہیں۔ آپ معاوضہ دیں۔ آپ کو آپ کی مطلوبہ معلومات مہیا کر دی جائیں گی‘‘...... ماسٹر وولف نے جواب دیا۔

’’کتنا معاوضہ لیں گے آپ‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’صرف ایک لاکھ ڈالرز‘‘...... ماسٹر وولف نے جواب دیا۔

’’آپ کے آدمی ہنری کو جو یہاں کوٹھی میں ہے۔ اسے معاوضہ دے دیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ہاں۔ اسے رقم دے کر بھیج دیں۔ جیسے ہی رقم میرے پاس

پہنچے گی میں خود آپ کو فون کر دوں گا“...... ماسٹر وولف نے جواب دیا۔

”اوکے“...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”ہنری کو بلاؤ“...... عمران نے کہا تو صفدر اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

”تم کس ٹائپ کی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہو“...... جولیا نے کہا۔

”یہی کہ ہمارے خلاف سمندر میں تو کوئی ٹریپ نہیں بچھایا گیا“...... عمران نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر کے ساتھ ایک مقامی آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ اس کوٹھی کا چوکیدار ہنری تھا۔ اس نے سب کو سلام کیا۔ عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے بڑی مالیت کے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور ایک لاکھ ڈالرز کے نوٹ علیحدہ کر کے اس نے ہنری کی طرف بڑھا دیئے۔

”یہ ایک لاکھ ڈالرز لو اور ماسٹر وولف کے پاس پہنچ جاؤ۔ یہ اسے دینے ہیں لیکن خیال رکھنا کہیں راستے میں ضائع نہ کر دینا“۔ عمران نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں سر“...... ہنری نے جواب دیا اور نوٹ تہہ کر کے اسے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال کر سلام کیا اور باہر جانے کے لئے مڑ گیا۔ پھاٹک بند کرنے کے لئے صفدر بھی

اس کے پیچھے باہر چلا گیا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔ مائیکل بول رہا ہوں“...... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

”ماسٹر وولف بول رہا ہوں۔ معاوضہ مجھے مل گیا ہے۔ اب آپ بتائیں کہ آپ کیا معلومات چاہتے ہیں“...... ماسٹر وولف نے کہا۔

”تمہیں ماسٹر آئی لینڈ کے بارے میں علم ہے“...... عمران نے کہا۔

”مجھے تو بہت کچھ معلوم ہے۔ آپ بتائیں آپ کیا چاہتے ہیں“...... ماسٹر وولف نے کہا۔

”میں چاہتا ہوں کہ اس ماسٹر آئی لینڈ کی حفاظت کے لئے جو اقدامات کئے گئے ہیں ان سے بچ کر وہاں پہنچ جاؤں“...... عمران نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ رالف اور ٹموتھی آپ کے ہاتھوں ہلاک ہوئے ہیں۔ ویسے انہیں ہلاک کر کے آپ نے ماگا کے رہنے والوں پر احسان کیا ہے۔ ان دونوں نے سب کو پریشان کر رکھا تھا اور اگر یہ درست ہے تو پھر بلیک سن نے آپ کے خلاف ایک انتہائی خطرناک گروپ بلیک کرنٹ کو میدان میں اتارا ہے۔ یہ گروپ اتھاپیا کا ہے۔ اس کا چیف ماسٹر رگو جو اتھاپیا کی سرکاری ایجنسی کا معروف ایجنٹ رہا ہے اس کا ایک ذیلی گروپ ماگا میں بھی

ہے لیکن وہ لوگ خفیہ رہ کر کام کرتے ہیں۔ یہاں موجود گروپ کا چیف گارسن ہے جو ایجنسی میں کام کرتا رہا ہے۔ اس گارسن نے ماسٹر آئی لینڈ کے چاروں طرف ایک ایک موٹر بوٹ پہنچا دی ہے جن میں میزائل نصب ہیں اور کوئی بھی موٹر بوٹ، جہاز یا کوئی اور چیز اس کی حدود میں داخل ہو گی تو اسے میزائل فائر کر کے تباہ کر دیا جائے گا اور سمندر کے اندر موجود حفاظتی اقدامات علیحدہ ہیں''۔ ماسٹر وولف نے کہا۔

''اس گارسن کا آفس کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''گارسن نام کا ایک چھوٹا سا اور بظاہر غیر اہم کلب ہے۔ وہ وہاں بیٹھتا ہے''...... ماسٹر وولف نے جواب دیا۔

''تمہیں اس بارے میں معلومات کیسے ملیں''...... عمران نے پوچھا۔

''میرا دھندہ ہی یہی ہے۔ ماگا میں کوئی نیا کام ہوتا ہے تو مجھے اطلاع مل جاتی ہے اور پھر یہ اطلاعات مہنگی قیمت پر فروخت کر دی جاتی ہیں''...... ماسٹر وولف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا ان سے بچ کر ماسٹر آئی لینڈ پہنچنے کا کوئی راستہ یا طریقہ ہے''...... عمران نے کہا۔

''ایک راستہ تھا لیکن اب وہ بھی کام نہیں دے گا''...... ماسٹر وولف نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کھل کر بات کرو''...... عمران نے کہا۔

''مجھے اطلاع ملی ہے کہ بلیک سن کے ایکریمین چیف راکس نے گارسن سے کہا ہے کہ بلیک سن کے سب ہیڈکوارٹر نے ماسٹر آئی لینڈ میں ایسا آلہ نصب کر دیا ہے جس کی وجہ سے ماسٹر آئی لینڈ سے چار میل کے فاصلے تک چاروں طرف کوئی بھی کشتی، موٹر بوٹ اور جہاز داخل ہو گا سیٹلائٹ ریز فائر کے ذریعے وہ خود بخود تباہ ہو جائے گا۔ اس لئے گارسن وہاں کی حفاظت کی بجائے ماگا میں ٹریس کر کے آپ کو ہلاک کرے۔ ایسی صورت میں وہاں جانے کا اب کوئی خفیہ راستہ کارآمد نہیں رہا''...... ماسٹر وولف نے کہا۔

''پھر گارسن نے کیا کیا ہے۔ کیا سمندر میں ٹاسک ختم کر دیا ہے یا نہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''اس نے دونوں جگہوں پر کام شروع کر دیا ہے''...... ماسٹر وولف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کون سی ریز استعمال کی جا رہی ہے۔ کیا یہ معلوم ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ کیونکہ رالف سے پہلے چیف کومبو نے یہ آلہ لیبارٹری بھجوایا تھا اور اسے ونگٹن کی جس خفیہ مارکیٹ سے خریدا تھا اس بارے میں مجھے معلوم ہے۔ معقول معاوضہ دے کر وہاں سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں''...... ماسٹر وولف نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ معلومات حاصل کرو، رقم مل جائے گی''...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ میں معلومات حاصل کر کے خود ہی فون کرتا ہوں"۔ ماسٹر وولف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔

"اس لیبارٹری کو فول پروف بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اگر ہمیں ان ریز کے بارے میں معلومات نہ ملتیں تو ہم مخصوص ایریا میں داخل ہوتے ہی خودبخود لاشوں میں تبدیل ہو جاتے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اس بار آپ آگے بڑھنے سے ہچکچا رہے ہیں۔ اس سے پہلے ہم نے بے شمار لیبارٹریاں تباہ کی ہیں جن کے حفاظتی انتظامات اس سے بھی زیادہ فول پروف تھے"...... صفدر نے کہا۔

"وہاں تک پہنچنے اور اندر داخل ہونے کا معمولی سا سکوپ بھی مل جائے تو ہم آگے بڑھ سکتے ہیں ورنہ سوائے خودکشی کے اور کوئی راستہ نہیں رہتا"...... عمران نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر یہاں سے اڑاؤ اور جزیرے پر اتر جاؤ"...... تنویر نے کہا۔

"جس طرح ان ریز کی وجہ سے موٹر بوٹ اور بحری جہاز تباہ ہو گا اسی طرح ہیلی کاپٹر بھی تباہ ہو جائے گا۔ انہوں نے موت کا گھیرا ڈال رکھا ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ ان ریز کا کوئی توڑ کر سکیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"پہلے معلوم تو ہو کہ یہ ریز ہیں کون سی۔ ان کی کارکردگی سامنے رکھ کر اس کا کوئی توڑ بنایا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ ڈاکٹر اسٹوم کو اپنے حق میں استعمال کریں۔ وہ آل ان آل ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ آخری حربہ ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے اور پھر اسی طرح باتیں ہوتی رہی تھیں کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ماسٹر وولف بول رہا ہوں۔ پچاس ہزار ڈالرز دے کر معلومات مل گئی ہیں اور اس آلے میں کاسٹوم ریز استعمال کی جا رہی ہیں۔ ان کی ولاسٹی تھری ریز ہے"...... ماسٹر وولف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ شکریہ۔ آپ کے آدمی کو معاوضہ دے دیا جائے گا"...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"گارسن کلب کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر انکوائری کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔

”گارسن کلب“...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
”ولنگٹن سے ماسٹر ہوگان بول رہا ہوں۔ گارسن سے بات کراؤ“...... عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔
”ہولڈ کریں“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
”ہیلو۔ گارسن بول رہا ہوں“...... چند لمحوں بعد ایک دوسری مردانہ آواز سنائی دی۔
”ہوگان بول رہا ہوں ولنگٹن سے“...... عمران نے کہا۔
”یس ماسٹر۔ حکم“...... دوسری طرف سے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔
”مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم ماگا میں پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کام کر رہے ہو“...... عمران نے کہا۔
”یس ماسٹر۔ ہیڈ آفس کے حکم پر ایسا ہو رہا ہے“...... گارسن نے جواب دیا۔
”میں بھی ان کے خلاف کام کرنا چاہتا تھا لیکن وقت ہی نہیں ملا۔ ان لوگوں نے میرے ایک گروپ کا خاتمہ کر دیا تھا۔ میں نے بھی ان سے انتقام لینا ہے لیکن یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ تم ان کے خلاف کیا اقدامات کر رہے ہو“...... عمران نے کہا۔
”ان کا ٹارگٹ یہاں ایک جزیرہ ہے۔ ہم نے ان کے خلاف ایک حفاظتی سرکل بنا دیا ہے اور ہم وہاں ان کا انتظار کر رہے ہیں۔ جیسے ہی یہ وہاں پہنچیں گے ہم ان کا خاتمہ یقینی کر دیں گے“۔ گارسن

نے کہا۔
”ماگا تو چھوٹا سا شہر ہے۔ وہاں ان کو ٹریس کر کے ختم کر دو“۔
ران نے کہا۔
”یہ لوگ میک اپ کے ماہر ہیں اور یہاں ہر ملک کے سیاح جود ہیں۔ ان کو ٹریس کرنا مشکل ہو رہا ہے اس لئے ہم نے تمام توجہ اس جزیرے پر دی ہوئی ہے“...... گارسن نے کہا۔
”اوکے۔ ایک گولی میری طرف سے بھی انہیں مار دینا۔ میں نہیں دس لاکھ ڈالرز انعام بھجوا دوں گا“...... عمران نے کہا۔
”یس ماسٹر۔ ایسا ہی ہو گا“...... گارسن نے مسرت بھرے لہجے ں کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے رسیور رکھ دیا۔
”یہ ہوگان کون ہے عمران صاحب“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”ولنگٹن کا سیاہ فام افراد کا ایک بہت بڑا گینگسٹر ہے۔ تمام ایکریمیا کے سیاہ فام اس کی عزت کرتے ہیں“...... عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
”اس ساری گفتگو کا کیا فائدہ ہوا“...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
”دو اہم باتیں معلوم ہو گئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ آلے میں کاسٹوم ریز استعمال کی گئی ہیں۔ ان کا توڑ بے حد آسان ہے۔ یہ ریز وسیع رینج میں کام کرتی ہیں اور سیٹلائٹ کے ذریعے بھی ٹارگٹ پر فائر

کی جا سکتی ہیں۔ یہ ٹارگٹ پر موجود ٹھوس چیز کو تباہ کر دیتی ہیں لیکن اگر اس ٹھوس چیز کے قریب یا اندر گاسٹک ریز موجود ہوں تو کاسٹوم ریز کا رخ خود بخود مڑ جاتا ہے اور گاسٹک ریز بارود میں بھی موجود ہوتی ہیں اس لئے اگر تھوڑا سا بارود کھلا ہوا موٹر بوٹ میں رکھ دیا جائے تو کاسٹوم ریز ٹارگٹ کو ہٹ نہیں کر سکتیں۔ یہ بے حد اہم بات ہے۔ دوسری بات یہ کہ ہمیں اب ماگا میں گارسن کلب پر حملہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اب ہم نے ماسٹر آئی لینڈ کو نشانہ بنانا ہے۔ کاسٹوم ریز اور گارسن کے افراد موٹر بوٹس کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ جزیرے کے گرد سمندر میں جو سرکل بنائے گئے ہیں ان کا بھی خاتمہ کر کے ہی ہم جزیرے پر پہنچ سکیں گے“...... عمران نے کہا۔

”تو پھر کب اس کام کا آغاز کرو گے“...... تنویر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”جب سپیشل موٹر بوٹ یہاں پہنچ جائے گی“...... عمران نے کہا اور تنویر نے اس طرح منہ بنایا جیسے اسے بے حد مایوسی ہوئی ہو۔

ارسن لمبے قد لیکن ورزشی جسم کا مالک تھا۔ اس کے انداز میں اور پھرتی نمایاں تھی۔ وہ اس وقت اپنے کلب کے آفس میں ہوا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گارسن نے بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔ گارسن بول رہا ہوں“...... گارسن نے کہا۔

”انتھونی بول رہا ہوں باس“...... دوسری طرف سے ایک مردانہ سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

”ہاں۔ کوئی خاص بات“...... گارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ میں نے معلوم کر لیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ات کہاں موجود ہے“...... انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ کیسے۔ کہاں ہیں یہ لوگ“...... گارسن نے بے اختیار اچھلتے ے کہا۔

''باس۔ کارسن کالونی کی کوٹھی نمبر تین سو تین میں یہ لوگ
ہیں۔ ان کی تعداد چھ ہے۔ چار مرد اور دو عورتیں۔ اور یہ
چھ ایکریمین میک اپ میں ہیں لیکن یہ ہیں پاکیشیائی''......
نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''کیسے تم اس قدر حتمی نتیجے پر پہنچ گئے ہو''...... گارسن نے
اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے انتھونی پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''باس۔ پہلے یہاں کے ایک گروپ نے انہیں کارسن کالونی
کوٹھی نمبر اٹھارہ دی تھی اور انہیں دو کاریں بھی دی گئی تھیں۔
کوٹھی سے ہی ٹموتھی نے تین افراد کو گیس سے بے ہوش کر کے
تھا لیکن پھر وہ ان کے ہاتھوں مارا گیا پھر اس گروپ نے
موجودہ کوٹھی دی ہے۔ میں نے اس گروپ کے ایک اسسٹنٹ
معاوضہ دے کر اس کوٹھی کے بارے میں معلومات حاصل کیں
پھر میں نے وہاں پہنچ کر ان کو فور کراس سے چیک کیا تو اندر
مرد اور دو عورتیں موجود ہیں۔ ایک ملازم بھی موجود تھا جو
کے پاس والے کمرے میں تھا۔ میں نے جب اسے دیکھا تو
اسے پہچان لیا اور وہ میرا واقف تھا۔ میں اس کے باہر آنے
انتظار کرتا رہا۔ وہ سودا سلف لینے جب باہر آیا تو میں نے اسے
لیا اور ایک ہزار ڈالرز لے کر اس نے بتایا کہ یہ لوگ
ضرور ہیں لیکن یہ ایک دوسرے کے ساتھ کسی ایشیائی زبان
باتیں کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام عمران لیا جاتا ہے

نام صفدر۔ یہ دونوں نام بھی ایشیائی ہیں چنانچہ میں کنفرم ہو
ر میں نے آپ کو کال کی ہے۔ اب آپ جیسے حکم دیں''۔
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم وہیں ٹھہرو۔ میں خود وہاں پہنچ رہا ہوں۔ اگر یہ لوگ اس
وہاں سے باہر جائیں تو تم نے ان کی انتہائی محتاط انداز میں
کرنی ہے''...... گارسن نے کہا۔

''یس باس''...... انتھونی نے جواب دیا تو گارسن نے کریڈل
اور پھر ٹون آنے پر اس نے یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر

''یس باس۔ جیرالڈ بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ایک
آواز سنائی دی۔

''کارسن کالونی کی کوٹھی نمبر تین سو تین پر ریڈ کرنا ہے۔ انتھونی
رپورٹ دی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ایکریمین میک اپ
وہاں مقیم ہے۔ تم تیار ہو جاؤ۔ دو اور ساتھیوں کو بھی تیار کر لو۔
رہا ہوں''...... گارسن نے کہا۔

''باس۔ کیا وہاں بے ہوش کرنے والی گیس فائر کرنا ہو گئی یا
''...... جیرالڈ نے پوچھا۔

''اوہ ہاں۔ یہ زیادہ بہتر رہے گا۔ پھر انہیں اٹھا کر سپیشل پوائنٹ
پہنچا دیا جائے۔ وہاں ان کے میک اپ بھی چیک کئے جائیں اور
کچھ بھی مکمل کی جائے۔ ٹھیک ہے تم وہاں پہنچو۔ انتھونی وہاں

پہلے سے موجود ہے۔ ان لوگوں کو اٹھا کر سپیشل پوائنٹ پر پہنچاؤ
مجھے اطلاع دو۔ پھر میں براہِ راست سپیشل پوائنٹ پر ہی پہنچوں
لیکن خیال رکھنا۔ یہ لوگ انتہائی تجربہ کار اور خطرناک ہیں۔ انتہائی
زود اثر گیس کا استعمال کرنا اور سپیشل پوائنٹ پر موجود ڈبل کراس
کرسیوں پر انہیں جکڑ دینا''...... گارسن نے کہا۔

''یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ جیسے آپ نے کہا ہے ویسا
ہی ہو گا''...... جیرالڈ نے جواب دیا۔

''اوکے''...... گارسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ
گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گارسن نے
ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... گارسن نے کہا۔

''جیرالڈ بول رہا ہوں باس۔ سپیشل پوائنٹ سے''...... دوسری
طرف سے جیرالڈ کی آواز سنائی دی۔

''کیا رپورٹ ہے''...... گارسن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''آپ کے احکامات کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ پہلے ہم نے کوٹھی
کے اندر انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی پھر
انتھونی عقبی طرف سے اندر کود گیا اور اس نے پھاٹک کھول دیا
میں بڑی جیپ اندر لے گیا۔ ملازم کو تو ہم نے وہیں ہلاک کر دیا
البتہ چار مردوں اور دو عورتوں کو جو اندر ایک ہی کمرے میں بے
ہوش پڑے تھے اٹھا کر جیپ میں لادا اور یہاں سپیشل پوائنٹ پر آ

گئے۔ یہاں جیکارڈ موجود ہے۔ میں نے اور جیکارڈ نے ان بے
ہوش افراد کو ڈبل کراس چیئر پر بٹھا کر جکڑ دیا ہے''...... جیرالڈ نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں خود وہاں پہنچ رہا ہوں''...... گارسن نے کہا اور
ریسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے
مضافات میں واقع ایک نو آباد کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی
یہاں گارسن نے سپیشل پوائنٹ بنایا ہوا تھا تاکہ کسی مداخلت کے بغیر
یہاں مخالفین سے پوچھ گچھ بھی کی جا سکے اور ان کا خاتمہ بھی کیا جا
سکے۔ تقریباً پون گھنٹے کی تیز اور مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ سپیشل
پوائنٹ پر پہنچ گیا۔ کوٹھی کا پھاٹک بند تھا اور اس نے مخصوص انداز
میں تین بار ہارن دیا تو پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک آدمی
باہر آ گیا۔

''پھاٹک کھولو جیکارڈ''...... گارسن نے کار کی کھڑکی سے سر باہر
نکالتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... آنے والے نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر
کھڑکی سے اندر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد پھاٹک کھل گیا اور گارسن کار
اندر لے گیا۔ سائیڈ پر پورچ بنا ہوا تھا۔ اس نے کار پورچ میں
لے جا کر روک دی۔ وہاں پہلے سے دو کاریں موجود تھیں۔ گارسن
نیچے اترا تو اندر سے لمبا تڑنگا جیرالڈ نکل کر پورچ کی طرف آ رہا تھا
جبکہ جیکارڈ بھی پھاٹک بند کر کے پورچ کی طرف ہی بڑھ رہا تھا۔

جیرالڈ نے گارسن کو سلام کیا۔

''انھونی کہاں ہے''...... گارسن نے پوچھا۔

''اسے تو میں نے واپس بھیج دیا ہے۔ کیا اس کی یہاں ضرورت تھی''...... جیرالڈ نے چونک کر پوچھا۔

''نہیں۔ ویسے اسے یہاں نہ پا کر پوچھ رہا ہوں''...... گارسن نے کہا اور عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے کمرے میں داخل ہوا جہاں سامنے دیوار کے ساتھ موجود راڈز والی کرسیوں کی ایک طویل قطار میں سے ایک سائیڈ پر چار مرد اور دو عورتیں راڈز میں جکڑی ہوئی تھیں۔ یہ چھ کے چھ افراد بے ہوش تھے اور ایکریمینز تھے۔

''جیکارڈ۔ تم باہر جا کر خیال رکھو۔ یہاں صرف جیرالڈ کافی ہے''...... گارسن نے راڈز والی کرسیوں کے سامنے موجود چار کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... جیکارڈ نے کہا اور واپس مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

''جیرالڈ۔ سپیشل میک اپ واشر سے باری باری ان کے میک اپ واش کرو''...... گارسن نے کہا۔

''یس باس''...... جیرالڈ نے کہا اور تھوڑی دیر بعد اس نے ایک سپیشل میک اپ واشر جو الماری میں موجود تھا، لا کر اس کا کنٹوپ ایک آدمی کے چہرے پر چڑھایا اور اس کے تسمے باندھ کر اس نے

اس کا بٹن دبا دیا۔ کنٹوپ میں سرخ رنگ کا دھواں سا پھیلا اور کچھ دیر بعد دھواں خودبخود غائب ہو گیا تو جیرالڈ نے تسمے کھول کر کنٹوپ اتارا تو سامنے بیٹھا ہوا گارسن بے اختیار چونک پڑا کیونکہ میک اپ واش نہیں ہوا تھا۔

''دوبارہ کنٹوپ چڑھا کر کولڈ بٹن پریس کرو''...... گارسن نے کہا اور جیرالڈ نے حکم کی تعمیل کی۔ اس بار بٹن دبتے ہی کنٹوپ میں سفید رنگ کا دھواں بھر گیا۔ پھر جب یہ دھواں غائب ہوا تو جیرالڈ نے کنٹوپ اتارا تو تب بھی میک اپ واش نہیں ہوا تھا۔

''یہ میک اپ میں نہیں ہے باس''...... جیرالڈ نے کہا۔

''سب کو باری باری اسی طرح چیک کرو''...... گارسن نے کہا اور جیرالڈ نے اس کی ہدایت کے مطابق سب کے میک اپ چیک کئے لیکن کسی کا میک اپ واش نہ ہوا۔

''جیکارڈ کو بلاؤ''...... گارسن نے کہا تو جیرالڈ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جیرالڈ اور جیکارڈ دونوں کمرے میں داخل ہوئے۔

''یس باس''...... جیکارڈ نے اندر آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ایکریمیا سے ایک میک اپ واشر بھجوایا گیا تھا جس میں خصوصی مادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ موجود ہے''...... گارسن نے پوچھا۔

''یس باس۔ اس کا مادہ چونکہ بے حد مہنگا ہے اس لئے آپ

نے اسے استعمال کرنے سے منع کر دیا تھا''...... جیکارڈ نے جواب دیا۔

''ہاں۔ لیکن انتھونی کے بقول یہ ایشیائی ہیں جبکہ ان کے میک اپ واش نہیں ہو رہے۔ اب آخری صورت میں اسے استعمال کرتے ہیں ورنہ پھر انہیں اسی حالت میں ہلاک کر کے کسی ویران جگہ پر پھینک دیں گے اور کیا کریں''...... گارسن نے کہا۔

''یس باس''...... جیکارڈ نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

''بیٹھو''...... گارسن نے جیرالڈ سے کہا اور جیرالڈ اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جیکارڈ ایک بڑا سا بیگ اٹھائے واپس آیا۔ اس نے بیگ کھول کر اس میں موجود میک اپ واشر باہر نکالا اور ٹرالی پر موجود پہلا سپیشل میک اپ واشر اٹھا کر نیچے رکھا اور بیگ سے برآمد ہونے والا میک اپ واشر ٹرالی پر رکھ کر اس نے اس کے ساتھ منسلک کنٹوپ کو ایک آدمی کے سر اور چہرے پر چڑھا کر اسے کلپ کر دیا اور پھر میک اپ واشر کو دیوار میں موجود سوئچ بورڈ کے ساتھ منسلک کر کے اس نے بٹن پریس کر دیئے۔ ہلکی ہلکی آواز کے ساتھ ہی کنٹوپ کا رنگ قرمزی ہونا شروع ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد جیکارڈ نے واشر کو آف کر دیا۔ کنٹوپ میں موجود قرمزی رنگ غائب ہونا شروع ہو گیا۔ جب رنگ پوری طرح غائب ہو گیا تو اس نے کلپ کھولے اور پھر کنٹوپ اتارا تو گارسن کے ساتھ ساتھ جیکارڈ بھی بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ پہلے یہ آدمی ایکریمین

تھا اب وہ ایشیائی نظر آ رہا تھا۔

''ہونہہ۔ تو یہ کسی خصوصی میک اپ میں تھے۔ باقی افراد کا میک اپ بھی واش کر دو''...... گارسن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو جیکارڈ نے اس کی ہدایت پر باری باری سب کے میک اپ واش کئے لیکن ایک عورت کا میک اپ واش ضرور ہوا لیکن وہ عورت ایشیائی نہیں بلکہ سوئس نژاد تھی۔

''یہ ان کی دوست ہو گی۔ ٹھیک ہے۔ اب یہ واشر واپس رکھو اور انہیں اینٹی گیس سے ہوش میں لے آؤ''...... گارسن نے کہا تو جیکارڈ نے اس کے احکامات پر عمل کر دیا۔ اینٹی گیس سونگھانے کے کچھ دیر بعد ان سب کے جسموں میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد ان سب نے ہوش میں آ کر آنکھیں کھول دیں۔ وہ سب حیرت بھری نظروں سے سامنے بیٹھے ہوئے گارسن اور جیرالڈ اور ان کے پیچھے کھڑے جیکارڈ کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کو بھی اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے وہ ایک دوسرے کو پہچاننے کی کوشش کر رہے ہوں۔

''فون لے آؤ جیکارڈ۔ میں چیف سے مزید معلومات لے لوں''...... گارسن نے کہا تو جیکارڈ نے جیب سے ایک کارڈ لیس فون پیس نکال کر گارسن کی طرف بڑھا دیا۔ گارسن نے اسے آن کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس''...... تھوڑی دیر بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

’’ماگا سے گارسن بول رہا ہوں ماسٹر‘‘...... گارسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’کیا ہوا پاکیشیائی ایجنٹوں کا۔ کوئی خاص رپورٹ‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’پاکیشیائی ایجنٹ اس وقت اپنی اصل شکلوں میں میرے سامنے ڈبل کراس راڈز کرسیوں میں جکڑے ہوئے موجود ہیں۔ سپیشل میک اپ واشر سے تو ان کے میک اپ چیک نہ ہو سکے لیکن میں نے میٹر بیسڈ میک اپ واشر استعمال کیا تو اس سے ان کے میک اپ واش ہو گئے ہیں۔ یہ چھ افراد ہیں۔ چار مرد اور دو عورتیں۔ ایک عورت سوئس نژاد ہے۔ باقی سب ایشیائی ہیں۔ اب آپ مزید احکامات دیں‘‘...... گارسن نے کہا۔

’’ویری گڈ گارسن۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ ان سب کو گولیاں مار کر ہلاک کر دو اور ان کی لاشیں وہیں رکھو۔ میں راکس کو فون کرتا ہوں۔ وہ خود ہی ان کی لاشوں کو لے جائے گا‘‘۔ ماسٹر روگو نے کہا۔

’’لیس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی‘‘...... گارسن نے کہا اور فون آف کر کے اس نے اسے جیکارڈ کی طرف بڑھا دیا۔

’’ماسٹر نے تو انہیں گولیاں مارنے کا حکم دیا ہے۔ تمہارے پاس مشین پسٹل ہے‘‘...... گارسن نے ساتھ بیٹھے ہوئے جیرالڈ سے کہا۔

’’لیس باس‘‘...... جیرالڈ نے کہا اور جیب سے ایک مشین پسٹل

نکال کر گارسن کے ہاتھ میں دے دیا۔

’’ماسٹر روگو اس وقت کہاں ہے۔ ماگا میں یا ناراک میں‘‘۔ اچانک جکڑے ہوئے افراد میں سے ایک نے ان سے مخاطب ہو کر کہا تو گارسن اور جیرالڈ دونوں بے اختیار چونک پڑے اور اس بولنے والے کی طرف دیکھنے لگے۔

’’تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ تم جانتے ہو ماسٹر روگو کو‘‘...... گارسن نے حیران ہو کر پوچھا۔

’’ہاں۔ بہت اچھی طرح۔ شاید اتنا تم بھی نہ جانتے ہو گے‘‘۔ اس آدمی نے جواب دیا۔

’’تو پھر تمہیں خود معلوم ہونا چاہئے کہ وہ ناراک میں رہتا ہے۔ ماگا میں اس کا کیا کام۔ ہم جو ان کے تحت کام کرنے والے یہاں موجود ہیں‘‘...... گارسن نے جواب دیا۔

’’میری اس سے فون پر بات کراؤ۔ ورنہ یہ تمہارے لئے بہت نقصان دہ بات ہو گی۔ تم جو کچھ ہمیں سمجھ رہے ہو۔ ہم وہ نہیں ہیں۔ ہم ماسٹر روگو کا ہی ان ڈائریکٹ کام کر رہے ہیں۔ ہمارا تعلق کافرستان سے ہے‘‘...... اس آدمی نے کہا۔

’’کیا نام ہے تمہارا‘‘...... گارسن نے پوچھا۔

’’میرا نام پرکاش ہے اور سنو۔ تم میری بات از خود نہ کراؤ۔ صرف ماسٹر روگو کو یہ بتا دو کہ ایک آدمی کا نام پرکاش ہے اور اس کا تعلق کافرستان سے ہے۔ پھر وہ جو کہے وہ کر دینا‘‘...... اس آدمی

نے کہا۔

"فون دو جیکارڈ۔ یہ آدمی اس انداز میں بات کر رہا ہے کہ بات کرنا ہی پڑے گی"...... گارسن نے کہا تو جیکارڈ نے جیب سے کارڈ لیس فون نکال کر گارسن کی طرف بڑھا دیا۔ گارسن نے فون سیٹ لے کر اس کو آن کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دو"...... پرکاش نے کہا تو گارسن نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ماگا سے گارسن بول رہا ہوں ماسٹر"...... گارسن نے کہا۔

"کیا ہوا۔ حکم کی تعمیل کر دی گئی یا نہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ماسٹر۔ ان میں سے ایک آدمی اپنا نام پرکاش بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کا تعلق کافرستان سے ہے۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتا ہے"...... گارسن نے کہا۔

"پرکاش۔ کافرستان۔ وہ کون ہے۔ کراؤ بات"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس ماسٹر"...... گارسن نے کہا۔

"جیکارڈ۔ یہ فون لے جاؤ اور اس کے کان سے لگا دو"۔ گارسن نے جیکارڈ سے کہا اور جیکارڈ نے فون سیٹ لیا اور اس آدمی پرکاش کی طرف بڑھ گیا اور پھر اس نے فون سیٹ پرکاش کے کان سے لگا دیا۔

"ہیلو۔ پرکاش بول رہا ہوں کافرستان کے ریڈ پول کا پرکاش"۔ اس آدمی نے کہا۔

"ریڈ پول۔ اوہ۔ اوہ۔ تو تم کافرستان کے سرکاری ایجنٹ ہو"۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ہاں۔ ہم یہاں اس لئے آئے ہیں کہ یہاں آنے والے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ختم کر سکیں کیونکہ ہم انہیں ان کی لاشعوری حرکات سے بھی پہچان سکتے ہیں"...... پرکاش نے کہا۔

"سوری مسٹر پرکاش۔ ایسے کھیل میں نے خود بہت دفعہ کھیلے ہیں۔ تمہیں بہرحال مرنا ہو گا۔ چاہے تم ریڈ پول کافرستان سے متعلق ہو یا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے۔ گارسن بات سنو"...... دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا تو گارسن کے اشارے پر جیکارڈ نے فون سیٹ پرکاش کے کان سے ہٹایا اور واپس آ کر کرسی پر بیٹھے گارسن کے ہاتھ میں دے دیا۔

"یس ماسٹر"...... گارسن نے کہا۔

"یہ لوگ آزاد تو نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ انتہائی تربیت یافتہ ہیں"...... ماسٹر روگو نے کہا۔

”نو باس۔ میں نے انہیں ڈبل کراس راڈز والی کرسیوں پر جکڑا ہوا ہے“...... گارسن نے جواب دیا۔

”او کے۔ انہیں گولیاں مار دو اور لاشوں کو وہیں رکھو جب تک میں مزید ہدایات نہ دوں“...... ماسٹر روگو نے کہا۔

”یس ماسٹر۔ حکم کی تعمیل ہو گی“...... گارسن نے کہا اور فون آف کر کے اس نے جیکارڈ کی طرف بڑھا دیا۔ جیکارڈ نے فون لے لیا تو گارسن نے گود میں رکھا ہوا مشین پسٹل اٹھا لیا۔

”بس۔ اب مزید تو کوئی بات نہیں“...... گارسن نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا۔

”ایک منٹ۔ اس جیکارڈ کو کہو کہ میرے کوٹ کی اندر والی جیب میں دستخط شدہ گارینٹڈ چیک موجود ہیں وہ نکال لے۔ تمہاری فائرنگ سے وہ خراب ہو جائیں گے اور میں نے تو مر جانا ہے۔ میرے کس کام آئیں گے لیکن تمہیں فائدہ ہو جائے گا۔ دس کروڑ ڈالرز کے ہیں“...... اس پرکاش نے کہا۔

”تم واقعی ہمیں احمق سمجھ رہے ہو لیکن اس طرح کی باتوں سے تمہاری زندگی نہیں بچ سکے گی“...... گارسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”چیک کر لو۔ اس میں کیا حرج ہے۔ ہم تو جکڑے ہوئے ہیں۔ بھاگ تو نہیں سکتے“...... پرکاش نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جیکارڈ۔ جا کر اس کی اندرونی جیب کی تلاشی لو“...... گارسن

نے کہا۔

”یس باس“...... جیکارڈ نے کہا اور تیزی سے اس آدمی پرکاش کی طرف بڑھ گیا۔ جو سائیڈ کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ جیکارڈ اس کے سامنے کھڑا ہو کر جھکا تا کہ اس کے کوٹ کی جیبوں کو چیک کر سکے لیکن وہ یکلخت چیختا ہوا فضا میں اٹھا اور سامنے بیٹھے ہوئے گارسن اور جیرالڈ سے ٹکرایا اور ان دونوں کو کرسیوں سمیت ساتھ لئے نیچے فرش پر جا گرا۔ کمرہ دھماکوں اور چیخوں سے گونج اٹھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس آدمی پرکاش نے دونوں ہاتھ کرسی کی سائیڈوں پر رکھے اور اس کا سر آگے کی طرف جھکتا چلا گیا۔ پلک جھپکنے میں اس کا پورا جسم کرسی کے راڈز سے باہر آ چکا تھا اور وہ قلابازی کھا کر وہاں جا کھڑا ہوا جہاں گارسن کے ہاتھ سے نکلا ہوا مشین پسٹل پڑا تھا۔ گارسن، جیرالڈ اور جیکارڈ تینوں نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ پرکاش نے مشین پسٹل جھپٹا اور اس کے ساتھ ہی ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی کمرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت دوسری کوٹھی کے ایک کمرے میں بیٹھا موجودہ مشن پر ہی گفتگو کر رہا تھا کہ اچانک اس کی ناک سے نامانوس سی بو ٹکرائی اور وہ ابھی چونکا ہی تھا کہ اس کا ذہن گہرے اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں روشنی نمودار ہوتی ہے اس طرح اس کے ذہن پر چھائے ہوئے اندھیرے بھی روشنی میں تبدیل ہوئے تو وہ یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ وہ کوٹھی کے کمرے کی بجائے ایک بڑے ہال نما کمرے میں راڈز میں جکڑا ہوا بیٹھا ہے اس کے ساتھ ہی اس کے سارے ساتھی بھی اسی طرح راڈز میں جکڑے ہوئے ہیں اور سب کے جسموں میں حرکت کے آثار نمایاں ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ دیکھ کر اس کے ذہن کو جھٹکا لگا کہ اس کے سارے ساتھی اپنے اصل چہروں میں تھے۔ سب کے میک اپ غائب تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ ان

کا سپیشل میک اپ بھی کسی طرح واش کر دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے اس کے اپنے چہرے سے بھی میک اپ واش کر دیا گیا ہو گا۔ سامنے کرسیوں پر دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ایک آدمی ان کے عقب میں کھڑا تھا۔ پھر ایک آدمی نے فون کر کے کسی ماسٹر روگو سے بات کی اور اس بات چیت سے عمران کو معلوم ہوا کہ اس بات کرنے والے کا نام گارسن ہے۔ عمران چونکہ سائیڈ کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اس لئے اس نے اپنے پیر کو موڑا اور تھوڑی دیر بعد اس کا پیر کرسی کے عقبی راڈ تک پہنچ گیا۔ اس نے بوٹ کی ٹو کی مدد سے کرسی کے عقبی راڈ میں موجود راڈز کا بٹن تلاش کرنا شروع کر دیا اور پھر وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے بوٹ کی ٹو سے بٹن پریس کر دیا لیکن راڈز کھلے نہیں البتہ ان میں معمولی سی حرکت ضرور ہوئی۔ عمران حیران رہ گیا کہ ایسا کیوں ہے۔ پھر اس نے وقت لینے کے لئے گارسن سے باتیں شروع کر دیں اس نے اپنا نام پرکاش بتایا اور اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعلق کافرستان سے بتایا۔ پھر اگرچہ وہ کسی ماسٹر روگو کو نہیں جانتا تھا لیکن اس نے فون پر اس سے بات کی اور اسے کافرستان کی سرکاری ایجنسی ریڈ پول کا حوالہ دیا۔ اس کا مقصد یہی تھا کہ اس سے بات لمبی ہو جائے گی اور وہ اس دوران کوئی دوسرا بٹن بھی تلاش کر لے گا لیکن ماسٹر روگو اور گارسن دونوں نے بات کرنے سے ہی انکار کر دیا البتہ ماسٹر روگو اور گارسن کی آپس میں گفتگو کی وجہ سے عمران کا الجھا ہوا مسئلہ حل ہو گیا۔

گارسن نے ماسٹر روگو کو بتایا کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ڈبل کراس راڈز والی کرسیوں میں جکڑ رکھا ہے اور یہ سنتے ہی عمران پر ساری حقیقت روشن ہو گئی۔ اس کا مطلب تھا کہ پہلے کرسی کا عقبی طرف موجود بٹن پریس کرنا پڑے گا اس سے راڈز سمٹ جائیں گے پھر سوئچ بورڈ پر موجود بٹن پریس کر کے راڈز کو واپس کرسی میں غائب کیا جائے گا اور جب تک دونوں حربے استعمال نہ کئے جائیں راڈز مکمل طور پر کھل نہیں سکتے۔ عمران نے کرسی کے عقبی پائے پر موجود بٹن پریس کرتے ہوئے راڈز میں جو معمولی سی حرکت دیکھی تھی وہ ان کے سمٹنے کی تھی اس طرح عمران کو ان سے نجات حاصل کرنے کے لئے باقاعدہ قلابازی کھانا ضروری تھا لیکن سامنے بیٹھے ہوئے گارسن اور اس کے ساتھیوں کے سامنے وہ ایسا کس طرح کر سکتا تھا۔ گارسن کے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا۔ وہ اسے آسانی سے گولی مار سکتا تھا اس لئے عمران نے جیب میں دستخط شدہ گارنٹڈ چیکس کی موجودگی کی بات کی۔ اسے معلوم تھا کہ لاکھوں ڈالرز کے چیکس کی موجودگی ایک ایسی بات تھی جو لازماً انسانی دل کو للچا دیتی ہے۔ پھر راڈز بھی موجود تھے۔ بظاہر انہیں کوئی خطرہ بھی نہیں تھا لیکن عمران راڈز سے نجات حاصل کرنے کے لئے کچھ کرنا چاہتا تھا اور پھر جیکارڈ کے سامنے آ کر کھڑے ہونے اور پھر جھک کر اس کی جیبوں سے گارنٹڈ چیکس تلاش کرنے کے دوران عمران نے یکلخت دونوں ہاتھوں سے اسے اٹھا کر اچھال دیا

اور چونکہ یہ کام اچانک ہوا تھا اس لئے جیکارڈ کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ مل سکا تھا اور وہ اپنے عقب میں بیٹھے ہوئے گارسن اور جیرالڈ پر جا گرا اور وہ دونوں چیختے ہوئے کرسیوں سمیت نیچے فرش پر جا گرے جبکہ عمران نے جیکارڈ کو دھکیلتے ہی اپنا اوپر کا جسم آگے کی طرف جھکایا اور دوسرے لمحے وہ قلابازی کھا کر راڈز سے باہر آ کھڑا ہوا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا کہ جیکارڈ، جیرالڈ اور گارسن تینوں جس لمحے میں دھماکوں سے نیچے گرے تھے اسی لمحے عمران نے اپنے آپ کو راڈز سے رہا کرا لیا تھا کیونکہ کرسی کے عقبی پائے میں موجود بٹن وہ پریس کر چکا تھا جس سے راڈز کھلے تو نہ تھے لیکن سمٹ گئے تھے جس کی وجہ سے عمران کو باہر نکلنے کا موقع مل گیا تھا۔ عمران نے قلابازی کھا کر سیدھا ہوتے ہی ایک بار پھر چھلانگ لگائی اور گارسن کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف گرنے والا مشین پسٹل جھپٹ لیا۔ اس کے ساتھ ہی اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے جیکارڈ اور جیرالڈ دونوں چیختے ہوئے واپس نیچے گرے۔ مشین پسٹل سے نکلنے والی گولیوں نے انہیں اٹھنے کی مہلت ہی نہ دی تھی جبکہ گارسن نے مزید تیزی دکھانی چاہی اور تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران کی لات اس کی کنپٹی پر پڑی اور وہ چیختا ہوا واپس گرا ہی تھا کہ عمران کی لات ایک بار پھر گھومی اور اس بار گارسن چیختا ہوا جھکا ہی تھا کہ واپس گرا اور ساکت ہو گیا۔ عمران تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف دوڑتا چلا گیا تاکہ باہر جا کر وہ مزید افراد کو

چیک کر سکے۔ یہ عمارت بھی مضافات میں تھی اور عمارت میں ان کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران واپس کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے دروازے کے ساتھ سوئچ بورڈ پر موجود ایک ہی قطار کی صورت میں موجود سرخ رنگ کے بٹنوں کو تیزی سے آف کرنا شروع کر دیا لیکن راڈز اپنی جگہ موجود تھے۔ عمران نے آگے بڑھ کر اپنے ساتھیوں کی کرسیوں کے عقبی پایوں میں موجود بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ سوئچ بورڈ پر موجود بٹن پہلے ہی آف ہو چکے تھے۔ اس لئے جیسے ہی کرسی کے عقبی پائے پر موجود بٹن پریس ہوئے تو کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی راڈز غائب ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی عمران کے سب ساتھی ڈبل کراس راڈز سے نجات حاصل کر کے اٹھ کھڑے ہوئے۔

''عمران صاحب۔ اس بار تو قسمت ساتھ دے گئی کہ یہ لوگ احمقوں کی طرح گارینڈ چیکس تلاش کرنے لگ گئے''...... صفدر نے کہا۔

''جب مقابل کو تحفظ کا احساس ہو کیونکہ ہم تو ڈبل سوئچ راڈز میں جکڑے ہوئے تھے تو پھر لالچ اپنا کام کر ہی جاتا ہے۔ پہلے اس گارسن کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈالو تاکہ اس سے پوچھ گچھ کی جا سکے''...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر کیپٹن شکیل کی مدد سے اس نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے گارسن کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈال دیا۔ عمران نے عقبی پائے کا بٹن

پریس کیا جبکہ صفدر نے دروازے کے قریب سوئچ بورڈ پر موجود بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے اور پھر ایک بٹن کے پریس ہوتے ہی کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی راڈز نمودار ہو گئے اور گارسن کا جسم ان راڈز میں جکڑ گیا۔

''اس سے کیا پوچھنا ہے۔ گولی مارو اسے اور چلو''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''گارسن کے آدمیوں کی موٹر بوٹس نے جزیرے کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے۔ میں ان کا بندوبست کرنا چاہتا ہوں''۔ عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کر دیا جبکہ صفدر نے نیچے گری ہوئی دونوں کرسیاں اٹھا کر سیدھی کر دیں۔ دو کرسیاں سیدھی موجود تھیں۔ جولیا اور صالحہ ان کرسیوں پر بیٹھ گئیں جبکہ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کمرے سے باہر چلے گئے۔ جب گارسن کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو عمران نے ہاتھ ہٹایا اور پیچھے ہٹ کر جولیا کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''ان لوگوں نے نہ صرف ہمیں ٹریس کر لیا بلکہ ہمارے میک اپ بھی صاف کر دیئے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ بے حد تربیت یافتہ ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ یہ باقاعدہ ایجنسی سے متعلق رہے ہیں۔ عام بدمعاش اور غنڈے نہیں ہیں''...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے گارسن نے

آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا لیکن اس جھٹکے سے اس کی آنکھوں میں موجود دھند غائب ہو گئی اور شعور کی چمک ابھر آئی تھی۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ تم ڈبل کراس راڈز سے کیسے آزاد ہو گئے"...... گارسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے ماسٹر روگو کو یہ بتا کر کہ ہم ڈبل کراس راڈز میں جکڑے ہوئے ہیں میری مشکل حل کر دی تھی۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ راڈز ڈبل سسٹم کے تحت بند ہوتے اور کھلتے ہیں۔ ایک بٹن جو کرسی کے عقبی پائے میں تھا۔ وہ میں نے پریس کر دیا تھا جس سے اتنا ہو گیا کہ میرے جسم کے گرد موجود راڈز سمٹ کر اکٹھے ہو گئے اور جیکارڈ کی آڑ لیتے ہی میں قلابازی کھا کر باہر آ گیا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کاش۔ میں تمہارے چکر میں نہ آتا تو آج اس حالت میں نہ ہوتا۔ ٹھیک ہے میں مرنے کے لئے تیار ہوں۔ مجھے گولی مار دو۔ ہمارے ہاں شکست کا یہی مطلب ہوتا ہے"...... گارسن نے کہا۔

"تمہیں مار کر ہمیں کیا ملے گا"...... عمران نے کہا۔

"تو کیا تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے"...... گارسن نے چونک کر کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت تھی۔

"اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو تو تمہیں خراش بھی نہیں آئے

گی"...... عمران نے کہا۔

"کیسا تعاون۔ کیا مطلب۔ میں کیا تعاون کر سکتا ہوں"۔ گارسن نے کہا۔

"تمہارے آدمیوں کی چار موٹر بوٹس ماسٹر آئی لینڈ کے گرد موجود ہیں۔ انہیں واپس بلا لو"...... عمران نے کہا۔

"اس سے تمہیں کیا ملے گا کیونکہ تم چار میل کے دائرے میں بھی داخل نہیں ہو سکتے۔ سمندر میں بھی سرکل موجود ہیں اور فضا میں بھی"...... گارسن نے جواب دیا۔

"جو تم سے کہا جا رہا ہے وہ کرو۔ جلدی بتاؤ کہ کرتے ہو تعاون یا نہیں۔ ہمارے ساتھ جو ہو گا وہ ہمارا مقدر"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں تیار ہوں۔ مجھے راڈز سے رہا کر دو میں بات کرتا ہوں"...... گارسن نے کہا۔

"کس سے بات کرو گے"...... عمران نے پوچھا۔

"میری جیب میں سپیشل ٹرانسمیٹر موجود ہے"...... گارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران اٹھا اور اس نے سائیڈ پر کھڑے ہو کر گارسن کی جیبوں کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد وہ ایک جیب سے چھوٹے سائز کا لیکن جدید ترین ٹرانسمیٹر برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

"فریکوئنسی بتاؤ"...... عمران نے کہا تو گارسن نے فریکوئنسی بتا دی۔ عمران نے ٹرانسمیٹر پر گارسن کی بتائی ہوئی فریکوئنسی ایڈجسٹ

کی اور اس کو آن کر دیا۔ خصوصی ٹرانسمیٹر تھا جو فون کے سے انداز میں کام کرتا تھا اس لئے اس میں ہر فقرے کے آخر میں اوور کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔ عمران نے ٹرانسمیٹر گارسن کے کان سے لگا دیا۔

”ہیلو۔ کروگ بول رہا ہوں“...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”گارسن بول رہا ہوں کروگ“...... گارسن نے کہا۔

”یس باس۔ حکم“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تم اپنی بوٹس سمیت باقی بوٹس کو لے کر واپس آجاؤ۔ اب وہاں نگرانی کی ضرورت نہیں رہی۔ سیٹلائٹ ریز فائر وہاں نصب کر دی گئی ہیں“...... گارسن نے کہا۔

”اوکے باس“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”اب یہ بتاؤ کہ تم کبھی ماسٹر آئی لینڈ پر گئے ہو“...... عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں کبھی نہیں گیا۔ یہ مشن ہمیں اب ملا ہے ورنہ ہمیں تو اس لیبارٹری کا علم ہی نہیں تھا۔ اسے بلیک کلب ڈیل کرتا ہے“۔ گارسن نے جواب دیا تو عمران کو اس کے لہجے سے ہی معلوم ہو گیا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

”اوکے۔ میرے ساتھی آ کر تمہیں رہا کر دیں گے“...... عمران

نے کہا اور جولیا اور صالحہ کو ساتھ آنے کا اشارہ کر کے وہ واپس مڑ گیا۔

”مشین پسٹل مجھے دو“...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا لیکن عمران کوئی جواب دیئے بغیر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مجبوراً جولیا اور صالحہ بھی اس کے پیچھے کمرے سے باہر آ گئیں۔

”خواتین مردوں کو ہلاک کرتی اچھی نہیں لگتیں جبکہ ہمارے ساتھ تنویر جیسا جلاد موجود ہے تو پھر تم کیوں ایسا خوفناک کام کرنا چاہتی ہو“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وطن دشمنوں کے خلاف میں بھی جلاد ہوں“...... جولیا نے کہا۔

”کیا ہوا عمران صاحب“...... اسی لمحے صفدر نے قریب آ کر کہا۔

”یہ لو مشین پسٹل اور اس گارسن کا خاتمہ کر دو۔ اس کے بعد ہم نے ماسٹر وولف کے پاس جانا ہے تاکہ جب تک سپیشل موٹر بوٹ جنوبی افریقہ سے یہاں نہ پہنچ جائے، ہم وہیں رہیں۔ اب کوٹھیوں میں ہمیں ٹریس کر لیا جاتا ہے“...... عمران نے کہا تو صفدر نے اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل لیا اور سر ہلاتا ہوا اندر کی طرف بڑھ گیا۔

ڈاکٹر اسٹوم لیبارٹری میں اپنے آفس میں کام میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو ڈاکٹر اسٹوم نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

"ناراک سے جناب راکس بات کر رہے ہیں"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"کراؤ بات"...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

"ہیلو۔ راکس بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد راکس کی آواز سنائی دی۔ ڈاکٹر اسٹوم کو معلوم ہو گیا تھا کہ راکس ناراک میں کراس کلب کا مالک اور جنرل مینجر ہے اور بلیک سن کا ایکریمین اور جنوبی افریقہ کا بزنس چیف تھا اور یہ لیبارٹری بھی اس کے تحت آتی تھی۔

"یس سر۔ حکم سر"...... ڈاکٹر اسٹوم نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ سیٹلائٹ ریز فائر آپ نے لیبارٹری میں نصب کرا لیا ہے"...... راکس نے کہا۔

"جی ہاں۔ وہ باقاعدگی سے کام کر رہا ہے"...... ڈاکٹر اسٹوم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جو سرکل آپ نے سمندر میں بنائے ہوئے ہیں وہ کن ریز پر مشتمل ہیں"...... راکس نے کہا تو ڈاکٹر اسٹوم بے اختیار چونک پڑا کیونکہ حفاظتی انتظامات کی باقاعدہ فائل بنا کر وہ طویل عرصہ پہلے ہی راکس کو بھجوا چکا تھا جبکہ اب راکس پوچھ رہا تھا کہ یہ سرکل کن ریز پر مشتمل ہے۔

"میں نے آپ کو حفاظتی انتظامات کی باقاعدہ فائل بھجوائی تھی۔ وہ اب بھی آپ کے پاس موجود ہوگی سر"...... اس بار ڈاکٹر اسٹوم نے قدرے سرد لہجے میں کہا۔

"وہ سپیشل سٹور میں جمع کر دی گئی تھی۔ اسے وہاں سے نکالنے اور پڑھنے میں کافی وقت لگ جائے گا جبکہ جو بات میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں وہ بے حد اہم بھی ہے اور اس کی فوری ضرورت بھی ہے"...... اس بار راکس نے بھی سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ سرکل سمندر کے اندر ہیں اور ان ریز کا نام ہے کراس فائر ریز"...... ڈاکٹر اسٹوم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جس فارمولے کے پاکیشیا سے کرش نوٹس منگوائے گئے تھے اس فارمولے پر کام جاری ہے یا رکا ہوا ہے“...... راکس نے پوچھا۔

"جاری ہے جناب۔ ہم رات دن کام کر رہے ہیں تاکہ جلد از جلد اسے تکمیل تک پہنچا سکیں“...... ڈاکٹر اسٹوم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن آپ بہرحال محتاط رہیں“...... راکس نے کہا۔

"ہم تو محتاط ہیں جناب۔ آپ کے آدمی گارسن نے فون کر کے بتایا تھا کہ اس نے احتیاطاً جزیرے کے چاروں طرف موٹر بوٹس پر اپنے آدمی بھیجے ہوئے ہیں تاکہ حملہ آوروں کو چاہے وہ کسی بھی سمت سے آئیں، ختم کیا جا سکے۔ ان کی موجودگی میں تو ویسے بھی کوئی یہاں نہیں پہنچ سکتا“...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

"انہیں ہم نے واپس بلا لیا ہے“...... راکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"واپس بلا لیا ہے۔ کیوں“...... ڈاکٹر اسٹوم نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا کیونکہ اسے اس بارے میں کوئی اطلاع نہیں تھی۔

"سیٹلائٹ فائر ریز کے بعد ان کی ضرورت نہیں رہی تھی“۔ راکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ اور کوئی حکم“...... ڈاکٹر اسٹوم نے قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"او کے۔ کوئی بھی مسئلہ ہو تو آپ نے فوراً مجھ سے رابطہ کرنا ہے۔ گڈ بائی“...... راکس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈاکٹر اسٹوم نے رسیور رکھ دیا۔

"نانسنس۔ کوئی کام کی بات ہی نہ تھی بس فون کرنے کا شوق تھا۔ ہونہہ۔ اچھے بھلے لوگ بچے بن جاتے ہیں“...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا اور ایک بار پھر سامنے موجود فائل پر جھک گیا لیکن اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔ راکس نے سمندر میں موجود سرکل ریز کے بارے میں معلوم کیا تھا اور کہا تھا کہ اس کی بڑی اہمیت اور فوری ضرورت ہے۔ لیکن پھر ایسی کوئی بات نہیں کی جس سے پتہ چلتا کہ وہ کیوں یہ معلومات حاصل کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہیں راکس کی ساری گفتگو ہی کچھ عجیب سی محسوس ہونے لگی۔ راکس نے بے شمار بار فون پر ڈاکٹر اسٹوم سے بات کی تھی لیکن اس انداز میں پہلے کبھی بات چیت نہیں ہوئی تھی۔

"یہ معاملہ مشکوک ہے۔ خاص طور پر گارسن کے آدمیوں کو واپس بلانا“...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔ ویسے بھی وہ خاصے بوڑھے آدمی تھے۔ اس لئے جو بات ان کے ذہن میں بیٹھ جاتی وہ جب تک اس بارے میں تسلی نہ کر لیتے اسے چھوڑ نہ سکتے تھے۔ انہوں نے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس باس“...... دوسری طرف سے ان کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ابھی راکس بات کر رہے تھے۔ ان سے میری بات کراؤ"۔ ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

"وہ تو ماگا سے بات کر رہے تھے اور میرے پاس ان کا ناراک والا نمبر ہے"...... فون سیکرٹری نے جواب دیا تو ڈاکٹر اسٹوم بے اختیار اچھل پڑے۔

"ماگا سے۔ کیا تم نے نمبر نوٹ کیا تھا"...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

"نہیں جناب۔ اس کی بظاہر ضرورت نہیں تھی۔ ویسے یہ لوکل کال تھی۔ ماگا سے کی جا رہی تھی"......فون سیکرٹری نے جواب دیا۔

"چلو ناراک والا نمبر ملاؤ۔ وہاں سے نمبر مل جائے گا"۔ ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈاکٹر اسٹوم نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈاکٹر اسٹوم نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

"جناب راکس کلب آفس میں موجود ہیں سر۔ بات کیجئے"۔ فون سیکرٹری نے کہا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر اسٹوم بول رہا ہوں"...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

"یس۔ راکس بول رہا ہوں ڈاکٹر اسٹوم۔ کوئی خاص بات جو آپ نے خود فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے راکس کی آواز

نائی دی۔

"آپ ناراک میں ہیں یا ماگا میں"...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

"ناراک میں۔ کیوں۔ یہ کیوں پوچھ رہے ہو۔ میں ماگا میں کیوں ہوں گا"...... راکس نے کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ابھی کچھ دیر پہلے آپ نے ماگا سے فون کر کے مجھ سے طویل بات کی ہے اور اب آپ ناراک سے بات کر رہے ہیں۔ یہ کیا اسرار ہے"...... ڈاکٹر اسٹوم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے نہ آپ کو فون کیا اور نہ ہی کوئی بات کی ہے۔ آپ تو میری آواز اچھی طرح پہچانتے ہیں"...... راکس نے کہا۔

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں۔ میں آپ کی آواز اور لہجے کو بخوبی پہچانتا ہوں۔ آپ خود ہی بات کر رہے تھے لیکن آپ نے باتیں ایسی کی ہیں جو خلاف معمول تھیں۔ اس لئے میں نے جب وضاحت کے لئے فون سیکرٹری سے کہا کہ آپ سے بات کرائے تو اس نے کہا کہ یہ لوکل کال کی جا رہی تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ کا یہ نمبر ملائے تاکہ آپ کا یہاں سے ماگا کا نمبر معلوم کیا جا سکے لیکن آپ خود ہی یہاں موجود ہیں"...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میری آواز اور لہجے کی نقل کی گئی ہے۔ کیا بات ہوئی ہے۔ جسے آپ خلاف معمول کہہ رہے ہیں۔ تفصیل سے بتائیں"...... راکس نے تیز لہجے میں کہا تو ڈاکٹر اسٹوم نے تفصیل بتا دی۔

"گارسن کے آدمی واپس چلے گئے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ سارا معاملہ ہی مشکوک ہے۔ میں گارسن کے چیف روگو سے معلوم کرتا ہوں۔ آپ بے حد محتاط رہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو سب معلومات مل گئی ہیں اور یقیناً میری آواز کی نقل وہی لوگ ہی کر رہے ہوں گے۔ میں پھر خود آپ کو فون کرتا ہوں"۔ راکس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"نقل کیسے ہو سکتی ہے۔ کیا میں احمق ہوں"...... ڈاکٹر اسٹوم نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"پھر یہ دونوں جگہوں پر اکٹھا کیسے موجود ہو سکتا ہے۔ یہ کیا اسرار ہے"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ڈاکٹر اسٹوم نے ایک بار پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

"جناب راکس سے بات کریں سر"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ میں ڈاکٹر اسٹوم بول رہا ہوں"...... راکس نے کہا۔

"ڈاکٹر اسٹوم۔ معاملات بے حد گھمبیر ہیں۔ گارسن کو اس کے دو آدمیوں سمیت ہلاک کر دیا گیا ہے اور ہلاک کرنے سے پہلے گارسن نے اپنے آدمیوں کو ماسٹر آئی لینڈ کی نگرانی ختم کر کے واپس بلا لیا تھا۔ ویسے اب ان کی ضرورت بھی نہیں تھی کیونکہ سیٹلائٹ ریز

ائز وہاں کام کر رہی ہیں۔ اس سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جو کال آپ نے میری سنی تھی وہ میری بجائے کوئی پاکیشیائی ایجنٹ کر رہا تھا۔ وہ آپ سے ایسی بات منوانا چاہتا تھا کہ جس سے لیبارٹری میں داخل ہو سکے لیکن اب آپ نے ہر طرح سے محتاط رہنا ہے۔ آئندہ صرف میں آپ سے بات کروں گا۔ آپ نے کوئی بات کرنی ہو تو مجھ سے ہی بات کریں گے۔ میں آپ کو ڈاکٹر اسٹوم کی بجائے پرنسپل ڈاکٹر کہوں گا اور آپ مجھے راکس کی بجائے ٹیری راکس کہہ کر بات کریں گے۔ میں نے آپ کو پرنسپل ڈاکٹر اور آپ مجھے ٹیری راکس۔ اگر اس کی خلاف ورزی ہو تو بے شک کال کاٹ دیں اور آپ ہر طرح سے محتاط رہیں"...... راکس نے کہا۔

"اوکے جناب ٹیری راکس"...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا تو دوسری طرف سے بھی "اوکے" کہہ کر رسیور رکھ دیا گیا لیکن ایک خیال کے آتے ہی ڈاکٹر اسٹوم نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے یکے بعد دیگرے دو تین نمبر پریس کر دیئے۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"سیکورٹی انچارج میجر جیمز سے بات کراؤ"...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

''سیکورٹی انچارج میجر جیمز لائن پر ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

''یس سر۔ میجر جیمز بول رہا ہوں''...... میجر جیمز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ ڈاکٹر اسٹوم لیبارٹری انچارج تھا اور اس کی شکایت پر میجر جیمز کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ حتیٰ کہ کورٹ مارشل تک کی نوبت آ سکتی تھی۔

''میجر جیمز۔ ماسٹر آئی لینڈ میں آپ نے کون کون سے حفاظتی انتظامات آن رکھے ہوئے ہیں''...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

''ایک سال پہلے آپ نے خود حکم دیا تھا کہ تمام اقدامات بیک وقت آن نہ رکھے جائیں۔ اس لئے دو اقدامات آف کر دیئے تھے۔ دو آن ہیں''...... میجر جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہی تو پوچھ رہا ہوں کہ کون کون سے آن ہیں''...... ڈاکٹر اسٹوم نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''ایک تو جزیرے کے درختوں پر بندھی ہوئی مشین گنیں جنہیں اس طرح ایڈجسٹ کیا گیا ہے کہ جب چاہیں اندر سے باہر پورے جزیرے کے جنگل کے ایک ایک چپے کو ٹارگٹ بنایا جا سکتا ہے''۔ میجر جیمز نے کہا۔

''اور دوسرا''...... ڈاکٹر اسٹوم نے پوچھا۔

''دوسرا جزیرے کی زمین پر موجود گھاس میں چھپائی گئی

ڈائنامٹ سٹکس ہیں جنہیں اندر سے فائر کیا جا سکتا ہے''...... میجر جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور دو وہ اقدامات کون سے ہیں جنہیں بند کیا گیا ہے''۔ ڈاکٹر اسٹوم نے پوچھا۔

''پہلے مخصوص درختوں پر آٹومیٹک اینٹی ایئر کرافٹ گنیں نصب تھیں جو فضا میں رینج میں آنے والے ہوائی جہاز اور ہیلی کاپٹرز کو نشانہ بنا سکتی تھیں''...... میجر جیمز نے کہا۔

''اور دوسرا''...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

''دوسرا گھاٹ پر نصب خصوصی گنیں تھیں جن کی مدد سے گھاٹ پر آنے والے بحری جہاز، موٹر بوٹس یا کشتی کو تارپیڈو کی مدد سے تباہ کیا جا سکتا تھا''...... میجر جیمز نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب یہ دونوں کام سیٹلائٹ فائر ریز سے لئے جا سکتے ہیں اس لئے ان کو دوبارہ آن کرنے کی ضرورت نہیں ہے البتہ جو دو حفاظتی اقدامات آن ہیں انہیں اچھی طرح چیک کرو اور ان کی نگرانی اب آپ نے چوبیس گھنٹے کرنی ہے''...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

''کیا آپ کسی طرف سے کوئی خطرہ محسوس کر رہے ہیں''۔ میجر جیمز نے کہا۔

''ہاں۔ پاکیشیائی ایجنٹ اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے ماگا پہنچ چکے ہیں۔ گو سیٹلائٹ فائر ریز اور سرکل کراس ریز کی وجہ سے

وہ کسی صورت جزیرے تک نہیں پہنچ سکتے لیکن اس کے باوجود آپ نے ہر طرح سے ہوشیار رہنا ہے''...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

''یس سر''...... میجر جیمز نے کہا۔

''کوئی خاص بات ہو تو مجھے فوراً رپورٹ کرنا''...... ڈاکٹر اسٹوم نے اسے مزید ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... میجر جیمز نے جواب دیا تو ڈاکٹر اسٹوم نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر پہلے سے زیادہ اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اس کے ذہن کے مطابق کوئی انسان جزیرے تک پہنچ نہیں سکتا تھا اور اگر پہنچ بھی جائے تب بھی وہ حفاظتی اقدامات کی وجہ سے فوراً ہلاک ہو جائے گا۔

سپیشل موٹر بوٹ خاصی تیز رفتاری سے سطح سمندر پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ موٹر بوٹ اس لئے سپیشل تھی کہ اس پر ایسی چادر چڑھائی گئی تھی کہ موٹر بوٹ فائر پروف بلکہ بم پروف ہو گئی تھی۔ اس کے علاوہ اس کے نچلے حصے میں جو پانی کے اندر رہتا تھا۔ پانی میں چلنے والے تارپیڈو کی خصوصی گنیں تھیں اور ان کی مدد سے موٹر بوٹ کا کیپٹن ایک بٹن دبا کر بڑے سے بڑے بحری جہاز کو تباہ کر سکتا تھا۔ یہ موٹر بوٹ عمران نے ماسٹر وولف کے ذریعے جنوبی افریقہ سے منگوائی تھی اور اس کے انتظار میں انہیں دو روز رکنا پڑا تھا۔ موٹر بوٹ پر سیاحوں کے لئے مخصوص جھنڈا لہرا رہا تھا۔ ماگا سے روانگی کے بعد انہیں دو بار چیک کیا گیا تھا لیکن ان کے کاغذات دیکھ کر چیکنگ کرنے والے واپس چلے گئے۔ عمران نے چیکنگ کرنے والوں کو بتایا تھا کہ وہ شمال مغرب میں سمندر کے

اندر بننے والے ایک مخصوص بھنور کی فوٹو گرافی کرنا چاہتے ہیں کیونکہ پچھلے دنوں اس بھنور کی دستاویزی فلم بڑے بڑے چینلز پر دکھائی گئی تھی جسے بے حد پسند کیا گیا تھا اور اب اکثر اس بھنور کو دیکھنے اور اس کی فلم بندی کرنے سیاح آتے رہتے ہیں۔ بہرحال سمندر کے اندر وہاں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ تھا لیکن عمران نے کافی آگے جا کر موٹر بوٹ کو موڑا اور اب وہ شمال مغرب کی بجائے جنوب مغرب کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا جہاں کھلے سمندر میں وہ تینوں جزیرے موجود تھے جن میں سے ایک پر بلیک سن نے قبضہ کر رکھا تھا اور وہاں ان کی انتہائی اہم لیبارٹری موجود تھی۔

”عمران صاحب۔ آپ نے کھلے پیالے میں خالی بارود کو رکھا ہوا ہے۔ اس سے ہم سیٹلائٹ فائر ریز سے تو بچ جائیں گے لیکن کیا اس کے علاوہ وہاں اور کوئی حفاظتی انتظام نہیں ہو گا“...... صفدر نے کہا۔

”ہو گا بھی سہی تو نمٹ لیں گے“...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جزیرے سے پہلے کراس فائر ریز کے چار سرکل ہیں۔ عمران صاحب بتا رہے تھے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہاں۔ جس سے ٹکرا کر بڑے سے بڑا بحری جہاز تباہ ہو جاتا ہے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو اس کا تم نے کیا علاج سوچا ہے“...... جولیا نے کہا۔

”فی الحال تو جڑی بوٹیوں سے علاج کا سوچ رہا ہوں“۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ مجھے یقین ہے کہ آپ واقعی اس کا جڑی بوٹیوں سے علاج کر لیں گے“...... صفدر نے کہا۔

”کیا تم مذاق کر رہے ہو یا تم نے واقعی ایسی احمقانہ بات سوچ رکھی ہے“...... تنویر نے چونک کر کہا۔

”آج کل تو پوری دنیا میں جڑی بوٹیوں سے علاج کیا جا رہا ہے۔ ماہرین طب کے مطابق جڑی بوٹیوں کے منفی اثرات نہیں ہوتے“...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے کیا سوچ رکھا ہے ہمیں تو بتاؤ“...... جولیا نے کہا۔

”ایک خودرو بوٹی ہے جس سے چھوٹے چھوٹے گول دانے نکلتے ہیں۔ انہیں جب آگ پر ڈالا جاتا ہے تو عجیب سی پراسرار سی خوشبو نکلتی ہے۔ اسے مقامی زبان میں ہرمل کہتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل شام ہوتے ہی ہر گھر میں ان دانوں کو آگ پر ڈال کر اس کی خوشبو کو سارے گھر میں گھمایا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ اس خوشبو سے شیطانی اثرات ختم ہو جاتے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ میں نے اپنے بچپن میں ایسے فقیر بھی دیکھے تھے جو ہرمل کا بھرا تھیلا بغل میں لٹکائے پھرتے تھے اور ہاتھ میں ایک لوہے کا بنا ہوا بڑا سا چمچہ سا اٹھائے ہوئے ہوتے تھے۔ اس چمچے کے چوڑے حصے میں کوئلے دہکتے رہتے تھے اور جس کے

دروازے پر جاتے وہاں کوئلوں پر ہرمل کے دانے ڈال کر خوشبو پھیلاتے تھے اور لوگ انہیں خیرات دیا کرتے تھے اور کہا جاتا تھا کہ ہرمل کی خوشبو سے شیطان اور اس کے چیلے بھاگ جاتے ہیں''...... صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیسا رہے گا یہ منظر کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم ہاتھ میں لوہے کے چمچے اٹھائے جن میں کوئلے دہک رہے ہوں اور ہر ممبر کی بغل میں ہرمل سے بھرا تھیلا لٹک رہا ہو اور جزیرے پر پہنچ کر وہاں ہرمل کی خوشبو پھیلا رہے ہوں اور جزیرے پر پھیلے تمام شیطانی اثرات ختم ہو جائیں اور میں پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مل کر دھونی دے کر مشن مکمل کروں''...... عمران نے مزے لے لے کر منظر کشی کرتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

''ہرمل کے دانوں کی خوشبو واقعی پراسرار ہے۔ میں بچپن میں اس سے بے حد متاثر ہوتا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''عمران تو کہہ رہا ہے کہ شیطان اس سے متاثر ہوتا ہے''۔ تنویر نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

''ابھی جزیرہ قریب آنے دو سب اسے سونگھ لیں گے۔ پھر فیصلہ کریں گے کہ اس خوشبو سے کون کون متاثر ہوتا ہے''...... عمران نے کہا تو اس بار سب بے اختیار چونک پڑے۔

''کیا مطلب۔ کیا تم واقعی ہرمل کے دانے استعمال کرو گے''۔

جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ باقی سب بھی حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگے۔

''یہ سرکل کراس فائر ریز کے ہیں اور کراس فائر ریز کا سرکل صرف اس صورت میں ٹوٹ سکتا ہے کہ یا تو جہاں سے ریز مسلسل بھجوائی جا رہی ہیں وہاں سے ان کی سپلائی بند کرائی جائے کیونکہ یہ ریز پانی کے ساتھ مل کر پھیل کر اپنے اثرات ختم کر دیتی ہیں اس لئے اس کی سپلائی ضروری ہوتی ہے۔ دوسری صورت میں ان کراس فائر ریز کے سرکل کو ایک مخصوص خوشبو جسے سائنسی زبان میں ٹائمروز کہا جاتا ہے سے آسانی سے توڑا جا سکتا ہے۔ یہ خوشبو جیسے ہی پانی کے ساتھ پھیلتی ہے سرکل ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ کراس فائر ریز اس خوشبو کے ساتھ ملتے ہی فوراً بھاپ بن کر فضا میں اڑ جاتی ہیں۔ جب تک یہ خوشبو پانی میں رہتی ہے دوبارہ سرکل قائم نہیں ہو سکتا اور ہرمل کے دانوں کو جب آگ میں ڈالا جاتا ہے تو ان میں سے نکلنے والی خوشبو ٹائمروز فیملی کی خوشبو ہوتی ہے۔ اسے شیطانی اثرات سے بچانے والی خوشبو کہا جاتا ہے اور اس خوشبو کا اثر انسان کو بظاہر بے حد خوشگوار لگتا ہے اور انسان جتنا بھی پریشان ہو، اس خوشبو سے اس کے ذہن پر چھائی ہوئی پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں اور موڈ اچھا ہو جاتا ہے۔ انسان اپنے آپ کو ہلکا پھلکا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ ہرمل کی خوشبو سے شیطانی اثرات دور ہو جاتے ہیں''...... عمران نے جواب میں باقاعدہ تقریر کر ڈالی۔

''کیا تم اس قدر سنجیدگی سے بھی مذاق کر سکتے ہو''...... جولیا نے کہا۔ اسے شاید عمران کی بات پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ ویسے بظاہر یہ ایسی بات تھی کہ جس پر یقین نہیں کیا جا سکتا تھا کیونکہ ریز اور خوشبو کا کوئی تعلق عجیب سی بات تھی۔

''میں مذاق نہیں کر رہا۔ میں نے ہرمل کے دانے ایک شاپ پر دیکھے تو یہ سب کچھ یاد آ گیا۔ میں نے جب دکاندار سے ان دانوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے بھی یہی بتایا کہ یہاں افریقہ میں ان دانوں کی خوشبو دیوی اور دیوتاؤں کی عبادت کے وقت پھیلائی جاتی ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن وہاں سمندر میں آگ کیسے جلاؤ گے اور اس میں دانے ڈال کر خوشبو کو کیسے غائب ہونے سے روکو گے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ یہی سب سے مشکل مرحلہ تھا لیکن اس کا ایک حل نکل آیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''وہ کیا ہے''...... تقریباً سب نے ہی ہم زبان ہو کر کہا۔

''مسئلہ یہ نہیں تھا کہ دانوں کو آگ میں ڈال کر اس میں سے نکلنے والی خوشبو کو سمندر میں ڈال کر سرکل کو توڑا جائے کیونکہ ایسا ممکن ہی نہیں لیکن ہرمل کے دانوں کو دیکھ کر یہ بات سامنے آ گئی کہ ٹائمروز فیملی کی خوشبو سے یہ کام لیا جا سکتا ہے اس لئے میں نے سپر سٹور سے اس فیملی کی خوشبو تلاش کر لی اور میں نے کافی ساری بوتلیں خرید لیں۔ اب کرنا یہ پڑے گا کہ سرکل کے قریب بوتل کا

ڈھکن کھول کر بوتل میں موجود خوشبو کو پانی میں ڈال دیا جائے گا اور جیسے ہی یہ خوشبو سرکل سے ملے گی، سرکل ختم ہو جائے اور چونکہ کافی دیر تک یہ خوشبو پانی میں رہے گی اس لئے کافی دیر تک سرکل واپس مکمل نہ ہو سکے گا اور ہماری موٹر بوٹ اطمینان سے آگے بڑھ جائے گی''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایسی بات تم کیسے سوچ لیتے ہو''...... تنویر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''جب تم کچھ نہیں سوچتے تو مجبوراً مجھے کچھ سوچنا پڑتا ہے''۔ عمران نے کہا تو اس بار تنویر بھی ہنس پڑا۔

''یہ سوچنے کا کام واقعی تمہارا ہی ہے جبکہ میں سوچنے کی بجائے عمل کرنے کا عادی ہوں''...... تنویر نے کہا اور اس بار اس کی تائید میں سب نے سر ہلا دیئے۔

''عمران صاحب۔ جزیرے پر کوئی حفاظتی انتظام نہیں ہو گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''رالف جب کرش نوٹس وہاں دینے گیا تھا تو اس نے بتایا تھا کہ وہاں کے حفاظتی انتظامات آف کئے گئے تھے اور سیکورٹی کا ایک آدمی اس کی رہنمائی کے لئے وہاں موجود تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہاں حفاظتی انتظامات ہوں گے جنہیں زمین دوز لیبارٹری سے کنٹرول کیا جاتا ہو گا کیونکہ رالف کے بقول جزیرے کی بیرونی سطح پر یا تو گھنے درختوں کا جنگل ہے یا خودرو گھاس اور جڑی

بوٹیاں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''باہر درختوں پر ریز فائرنگ مشینیں ہوں گی یا مشین گنیں اور کیا ہوسکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''گھاس میں بھی بم چھپائے جا سکتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ اور وہ زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر وہاں کے لئے تم نے کون سی جڑی بوٹیاں ساتھ رکھی ہیں''...... جولیا نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''صالحہ اور جولیا کیا کافی نہیں ہیں''...... عمران نے جواب دیا تو موٹر بوٹ قہقہوں سے گونج اٹھی۔

''عمران صاحب۔ اس بار بھی ہمارا مشن خاصا مشکل ثابت ہو رہا ہے لیکن آپ کا موڈ دیکھ کر لگتا ہے کہ آپ نے یہ ہرل دانوں کی خوشبو سونگھ رکھی ہے کہ آپ کا موڈ مسلسل مذاق کا ہو رہا ہے''۔ کیپٹن شکیل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''مجھے غیب کا تو علم نہیں ہے۔ یہ تو اب وہاں جا کر ہی علم ہو گا کہ کس قسم کے انتظامات ہیں۔ پھر ان کا توڑ سوچیں گے''۔ عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ اب تو آپ کو لیبارٹریوں کی تباہی کا اتنا تجربہ ہو چکا ہے کہ آپ کو اب لیبارٹری کلر کہا جا سکتا ہے''...... صفدر نے کہا تو موٹر بوٹ کا عرشہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

''شکر ہے تم نے لیبارٹری کلر کہا ہے۔ کچھ اور نہیں کہہ دیا''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کو واقعی غیب کا علم نہیں ہے لیکن آپ کا تجربہ اتنا ہے کہ آپ کو ہر اس اقدام کا پیشگی علم ہو جاتا ہے جو کسی لیبارٹری کی حفاظت کے لئے کیا جاتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ کسی حد تک''...... عمران نے جواب دیا۔

''پھر اس کا کیا علاج سوچا ہے آپ نے''...... صفدر نے کہا۔

''وہی جڑی بوٹیاں''...... عمران نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہی کیا''...... صفدر نے کہا۔

''وہاں زیادہ سے زیادہ درختوں پر مشین گنیں بندھی ہوں گی جن کی مدد سے وہ پورے جزیرے پر جہاں چاہیں بے دریغ فائرنگ کر سکتے ہیں یا گھاس میں کوئی بم وغیرہ چھپائے ہوئے ہوں گے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں ہو گا۔ اس کے لئے آسان سا طریقہ یہ ہے کہ آپ وہاں سے جزیرے میں داخل ہوں جہاں کے بارے میں وہ سوچ بھی نہ سکتے ہوں''...... عمران نے کہا۔

''وہ کیسے عمران صاحب۔ تفصیل سے بتائیں''...... صفدر نے کہا۔

''جزیرے کے ایک طرف گھاٹ بنا ہوا ہے جہاں جا کر کشتیاں، موٹر بوٹس یا بحری جہاز رکتے ہیں اور جزیرے پر پہنچنے

والے وہاں سے جزیرے پر جاتے ہیں۔ حملہ آور بھی ظاہر ہے کسی موٹر بوٹ پر ہی وہاں پہنچیں گے۔ اول تو ان کے نقطہ نظر سے سیٹلائٹ ریز اور پھر سمندر میں کراس فائر ریز کے چار سرکلز کی موجودگی میں وہاں کوئی کسی صورت میں پہنچ ہی نہیں سکے گا۔ فضائی راستہ بھی بند ہے۔ اس کے باوجود ہمیں وہاں مشین گنوں اور بموں کو ساتھ ہی تباہ کرنا ہوگا''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''جو کچھ ہوگا اس کا سارا زور گھاٹ کی طرف ہوگا جبکہ جزیرے کا عقبی حصہ جہاں گھاٹ نہیں ہے وہاں انسانی نفسیات کے مطابق کوئی انتظام نہیں کیا گیا ہوگا۔ اگر بفرض محال کیا بھی گیا ہوگا تو بے حد کم۔ اس لئے ہم عقبی طرف سے جزیرے پر جائیں گے اور پھر وہاں سے لیبارٹری میں داخل ہونے کا راستہ خود بنائیں گے''۔ عمران نے کہا۔

''وہ کیسے''...... تقریباً سب نے ہی چونک کر کہا۔

''تنویر ایکشن کے ذریعے''...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

''عمران صاحب۔ اس مشن کے کئی حصے ہیں اور ہمیں ان تمام حصوں میں وکٹری حاصل کرنا ہوگی۔ تب ہی مشن مکمل ہو سکتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تفصیل سے بات کرو کیپٹن شکیل۔ معاملات بے حد سیریس

ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''پہلا حصہ سیٹلائٹ فائر ریز ہیں جو جزیرے کے گرد چار میلوں تک دن رات موجود رہتی ہیں اور عمران صاحب کھلے بارود کا ایک ڈبہ موٹر بوٹ میں رکھ کر مطمئن ہیں کہ سیٹلائٹ فائر ریز موٹر بوٹ پر اثر نہیں کریں گی۔ دوسرا حصہ جزیرے کے گرد کراس فائر ریز کے چار سرکلز ہیں جنہیں عمران صاحب ایک عام سی خوشبو کے ساتھ ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ان دو حصوں کے بعد ہم جزیرے تک پہنچ جائیں گے اس کے بعد تمام کارروائی جزیرے پر موجود لیبارٹری کی تلاش میں ہوگی اور رالف نے عمران صاحب کو بتایا تھا کہ ایک درخت کی جڑ میں پیر مار کر لیبارٹری کا راستہ کھولا گیا تھا۔ اب وہ کون سا درخت تھا اس بارے میں کسی کو معلوم نہیں اور جزیرے پر درختوں کا گھنا جنگل ہے اور درختوں پر مشین گنیں نصب ہو سکتی ہیں۔ پھر گھاس اور جھاڑیوں میں چھپے ہوئے بم بھی ہو سکتے ہیں اور سیکورٹی کے لوگ جزیرے کے اندر بیٹھے ہوں گے۔ وہ سکرین پر ہمیں جزیرے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ چکے ہوں گے یا چیک کر سکتے ہیں اور پھر ان مشین گنوں اور بموں سے ہمیں اڑا بھی سکتے ہیں۔ یہ اس مشن کا تیسرا حصہ ہے۔ اس کے بعد چوتھا حصہ آئے گا کہ ہم نے لیبارٹری کے اندر جانا ہے۔ کیسے جانا ہے اور ہمارے ساتھ کیا ہو سکتا ہے یہ چوتھا حصہ ہے اور پانچواں حصہ کرش نوٹس لے کر واپس جانا ہے اور ہم اس طرح جزیرے کی طرف بڑھے چلے جا

رہے ہیں جیسے جادو کر کے ہر کام کر لیں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''بات تو کیپٹن شکیل کی درست ہے۔ ویسے عمران نے جس طرح کھلے بارود اور خوشبو والی بات کی ہے یہ واقعی یا بچوں کی کہانی ہے یا جادو کا کوئی قصہ''...... جولیا نے کہا۔

''کیپٹن شکیل۔ تم تو عمران صاحب کا ذہن پڑھ لیتے ہو۔ تم نے تین حصے گنوائے ہیں وہ درست ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ عمران صاحب نے بارود اور خوشبو کی طرح مشن کے باقی حصوں کے لئے بھی کچھ نہ کچھ سوچ رکھا ہو گا۔ تم بتاؤ کہ کیا سوچا ہے عمران صاحب نے''...... صفدر نے کہا۔

''عمران صاحب نے اب تک یہ نہیں بتایا کہ انہوں نے سپیشل موٹر بوٹ کیوں منگوائی ہے اور وہ اس سے کیا مفاد اٹھانا چاہتے ہیں۔ اس موٹر بوٹ کا باقاعدہ انتظار کیا گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ باقی حصوں کی تکمیل کے لئے اس بوٹ سے کام لیا جائے گا۔ کیا کام لیا جائے گا اس کا علم مجھے نہیں ہے کیونکہ بظاہر تو اس موٹر بوٹ میں چاروں طرف ایسی گنیں فٹ ہیں جن سے سمندر کے اندر جہاز اور بوٹس اور کشتیوں کو اڑایا جا سکتا ہے لیکن ہم کوئی بحری جنگ لڑنے تو نہیں جا رہے جو ہمیں ایسی گنوں کی ضرورت ہو۔ اب یہ گنیں کس کام آئیں گی اس کے بارے میں باوجود بہت سوچنے کے میری سمجھ میں کوئی بات نہیں آئی''...... کیپٹن شکیل نے تفصیل

سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ بات تو کیپٹن شکیل کی درست ہے۔ آپ نے اس موٹر بوٹ سے کیا کام لینا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''یہ بعد میں سوچیں گے۔ فی الحال سیٹلائٹ فائر ریز قریب آ رہی ہے۔ اب دعا کرو کہ کھلا بارود کام دے جائے ورنہ ہم سب سپیشل موٹر بوٹ سمیت فضا میں ذرات کی طرح بکھر جائیں گے''۔ عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

''اس کا مطلب ہے کہ تمہیں خود اپنی بات پر یقین نہیں ہے''۔ جولیا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''یقین تو ہے لیکن کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہمیں ہر طرح کے حالات سے نمٹنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ صفدر نیچے موجود بارود والا پیالہ اٹھا کر اوپر رکھو''...... عمران نے کہا۔

''اوکے''...... صفدر نے کہا اور اٹھ کر نیچے جاتی ہوئی سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سب کے چہروں پر سنجیدگی طاری تھی۔ عمران نے موٹر بوٹ کی رفتار آہستہ کر دی تھی۔

''کیا نشانی ہوگی کہ ہم بخیریت حدود کراس کر لیں گے''۔ جولیا نے کہا۔

''پیالے میں موجود زرد رنگ کا بارود چند لمحوں کے لئے گہرے سرخ رنگ کا ہو جائے گا۔ اس کے بعد نتیجہ سامنے آ جائے گا کہ ہم بخیریت و عافیت کراس کر جائیں گے یا ختم ہو جائیں گے''۔ عمران

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے صفدر واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چوڑا اور گہرا پیالہ تھا جس میں کافی مقدار میں زرد رنگ کا بارود بھرا ہوا تھا۔

"یہاں نیچے رکھ دو تاکہ سب دیکھ سکیں"...... عمران نے کہا تو صفدر نے سب کی کرسیوں کے درمیان میں وہ بارود سے بھرا ہوا پیالہ رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے موٹر بوٹ کی رفتار تیز کر دی۔ سب کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور چہروں پر سنجیدگی تھی اور سب کی نظریں اس ڈبے پر اس طرح جمی ہوئی تھیں جیسے مقناطیس سے لوہا چمٹ جاتا ہے البتہ عمران بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا موٹر بوٹ چلا رہا تھا۔

"ہوشیار ہو جاؤ۔ ہم چارمیل کے ایریا میں آئندہ دو تین منٹ بعد داخل ہو جائیں گے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور فضا انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔

ڈاکٹر اسٹوم اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈاکٹر اسٹوم نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

"میجر جیمز چیف سیکورٹی آفیسر صاحب سے بات کریں"۔ دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... ڈاکٹر اسٹوم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہیلو۔ میجر جیمز بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد میجر جیمز کی بھاری آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا ہوا ہے۔ کیا رپورٹ ہے۔ کوئی خاص بات"۔ ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

"یس سر۔ ایک موٹر بوٹ بہت تیز رفتاری سے ماسٹر آئی لینڈ کی

طرف بڑھ رہی ہے۔ اس پر چار مرد اور دو عورتیں سوار ہیں۔ یہ سب کے سب ایکریمین ہیں۔ ان کا رخ ماسٹر آئی لینڈ کی طرف ہی ہے۔ اس پر سیاحوں کا مخصوص فلیگ بھی موجود ہے“...... میجر جیمز نے کہا۔

”تو پھر میں کیا کروں۔ سیاح ہوں گے اور گھوم پھر کر واپس چلے جائیں گے“...... ڈاکٹر اسٹوم نے قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہ سیاح نہیں ہیں جناب۔ ان کے قدوقامت اور تعداد بتا رہی ہے کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔ انہوں نے میک اپ کیا ہوا ہے۔ آپ آ کر انہیں دیکھ لیں“...... میجر جیمز نے بڑے حتمی لہجے میں کہا۔

”بات تو تمہاری درست ہے۔ ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں“۔ ڈاکٹر اسٹوم نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے فائل اٹھا کر میز کی دراز میں رکھی اور اٹھ کر وہ آفس کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک بند دیوار کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے دیوار کی ایک مخصوص جگہ پر اپنا دایاں ہاتھ رکھ کر اسے دبایا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے پھٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہو کر سائیڈوں میں سرک گئی۔ دوسری طرف بھی راہداری تھی۔ یہ سیکورٹی ایریا تھا جو لیبارٹری سے علیحدہ تھا لیکن اس راستے کو دونوں طرف سے کھولا جا سکتا تھا۔ ڈاکٹر اسٹوم

ہداری میں چلتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک بڑے ہال نما کمرے میں داخل ہوا جہاں دیواروں کے اتھ کئی قد آدم مشینیں موجود تھیں اور سامنے کرسیوں پر آپریٹرز بھی جود تھے۔ ایک طرف شیشے کا دروازہ تھا جس کے پیچھے میجر جیمز کا نٹرولنگ آفس تھا۔ ہال میں موجود افراد نے ڈاکٹر اسٹوم کو بڑے ؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور ڈاکٹر اسٹوم سلام کا جواب دیتا ہوا نٹرول روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے شیشے والا دروازہ کھولا تو در مستطیل شکل کی بڑی سی مشین کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا ایک بے قد اور ورزشی جسم کا آدمی اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ میجر جیمز تھا چیف یکورٹی انچارج۔ مشین کے ساتھ ایک چھوٹی سی میز رکھی ہوئی تھی ر میز کے پیچھے دو کرسیاں موجود تھیں۔

”کیا خطرہ لاحق ہو گیا ہے تمہیں“...... ڈاکٹر اسٹوم نے مشین کی رف دیکھتے ہوئے کہا جس کی سکرین پر سمندر اور اس کی لہریں نظر آرہی تھیں جس میں ایک چھوٹی سی موٹر بوٹ بھی نظر آ رہی تھی۔

”تشریف رکھیں۔ میں بتاتا ہوں“...... میجر جیمز نے کہا اور اکٹر اسٹوم ایک کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ دوسری کرسی پر میجر جیمز بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ریموٹ کنٹرول جیسا آلہ تھا جس پر بے شمار چھوٹے بڑے اور رنگ برنگے بٹن تھے۔ جن میں سے کئی پر نبر لکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک نمبر کو پریس کیا تو یکلخت سکرین پر منظر ابھر آیا۔ اب کلوزاپ نظر آ رہا تھا جس میں ایک موٹر بوٹ

تیرتی نظر آ رہی تھی جبکہ سمندر پس منظر میں چلا گیا تھا۔ اب وہاں کرسیوں پر چار مرد اور دو عورتیں بیٹھی نظر آ رہی تھیں۔ ایک آدمی ساتھ ساتھ کیپٹن کے فرائض سر انجام دے رہا تھا۔ موٹر بوٹ پر سیاحوں کا مخصوص جھنڈا بھی لہرا رہا تھا۔

''کیا ہے ان کے قد و قامت میں''...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

''یہ ایجنسیوں کے مخصوص لوگ ہو سکتے ہیں جناب۔ میرا تجربہ بتا رہا ہے کہ یہی ہمارے دشمن ہیں اور یہ اس موٹر بوٹ پر ماسٹر آئی لینڈ کی طرف ہی بڑھ رہے ہیں کیونکہ جہاں یہ اس وقت موجود ہیں یہاں کسی سیاح کے وزٹ کے لئے کوئی دلچسپی نہیں ہے''...... میجر جیمز نے اپنی بات پر اصرار کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہارے تجربے کو چیلنج نہیں کرتا لیکن یہ سیٹلائٹ فائر ریز سرکل سے کتنی دور ہیں''...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

''ابھی دس میل دور ہیں''...... میجر جیمز نے سامنے سکرین پر غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تو اب ان کا انتظار کرنا پڑے گا کہ کب یہ سرکل میں آتے ہیں اور کب تباہ ہوتے ہیں''...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

''انہوں نے سرکل کے قریب آتے ہی رفتار آہستہ کر لی ہے اور ایک آدمی نیچے سے کوئی پیالہ اٹھا لایا ہے اور اب یہ پیالہ ان کے درمیان میں پڑا ہے اور یہاں سے نظر نہیں آ رہا کہ اس پیالے میں کیا ہے''...... میجر جیمز نے کہا۔

''جو کچھ بھی ہے ابھی تباہ ہو جائے گا''...... ڈاکٹر اسٹوم نے جواب دیا۔

''سر۔ ایک منٹ میں نتیجہ نکل آئے گا''...... میجر جیمز نے کہا تو ڈاکٹر اسٹوم کی نظریں سکرین پر چپک سی گئیں جس میں موٹر بوٹ تیزی سے آگے بڑھتی نظر آ رہی تھی۔ سمندر کی لہروں کی آوازیں بھی پس منظر میں سنائی دے رہی تھیں۔ ڈاکٹر اسٹوم اور میجر جیمز دونوں نے سانس لینے بند کر رکھے تھے۔ ان کی نظریں سکرین پر جیسے جم سی گئی تھیں۔ وہ پلکیں بھی نہ جھپک رہے تھے کہ یکلخت ایک دھماکہ سنائی دیا اور اس کے ساتھ ہی موٹر بوٹ اس طرح فضا میں اچھلی جیسے کوئی مچھلی اچانک سمندر کی لہروں سے اوپر فضا میں چھلانگ لگاتی ہے۔ اس طرح اچھلنے کی وجہ سے موٹر بوٹ میں بیٹھے ہوئے افراد اچھل کر کرسیوں سے پھسل کر موٹر بوٹ کے عرشے پر گرے اور پھر موٹر بوٹ واپس ایک بار پھر سمندر پر گری اور تیزی سے آگے بڑھنے لگی جبکہ موٹر بوٹ کے عرشے پر گرے ہوئے افراد تیزی سے اٹھ کر دوبارہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ وہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے اور ان کے چہروں سے مسرت اور کامیابی نمایاں طور پر جھلک رہی تھی۔

''یہ کیا ہوا۔ اسے تو مکمل طور پر تباہ ہو جانا چاہئے تھا''۔ ڈاکٹر اسٹوم نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا۔

''سرکل بھی موجود ہے لیکن موٹر بوٹ بھی موجود ہے اور آگے

بڑھ رہی ہے''...... میجر جیمز نے بھی ڈھیلے لہجے میں کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ سیٹلائٹ فائر ریز سرکل ناکام رہا ہے''...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

''ناکام تو نہیں ہو سکتا لیکن نظر ایسے ہی آ رہا ہے۔ اگر کوئی مسئلہ ہے تو بھی اب کراس فائر ریز سرکل آ رہا ہے۔ یہ ان سے تو کسی صورت نہیں بچ سکتے''...... میجر جیمز نے کہا۔

''ہاں۔ دیکھو''...... ڈاکٹر اسٹوم نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس کا اعتماد اب پہلے جیسا نہ رہا ہو۔ اس میں دراڑ آ گئی ہو۔

''اگر یہ اس سرکل کو بھی عبور کر آتے ہیں۔ پھر''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

''ایسا ممکن ہی نہیں ہے سر''...... میجر جیمز نے کہا۔

''فرض کرو اگر ممکن ہو بھی جائے تو پھر کیا کرو گے تم''۔ ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

''گھاٹ پر پہنچ کر جیسے ہی آگے بڑھیں گے ان کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پورے گھاٹ پر موجود مشین گنوں اور بموں کے ذریعے اس پورے گروپ کو اڑا دیا جائے گا''...... میجر جیمز نے کہا۔

''ہاں۔ ویسے بھی یہ پورے جزیرے پر پھرتے رہیں۔ یہ لیبارٹری کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے''...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

''یس سر''...... میجر جیمز نے کہا اور ایک بار پھر دونوں کی نظریں سکرین پر جیسے چمٹ گئیں کیونکہ سمند میں پہلے سرکل کی پٹی نظر آ

رہی تھی اور موٹر بوٹ تیزی سے اس سرکل کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی لیکن چند لمحوں بعد موٹر بوٹ کی رفتار یکلخت انتہائی آہستہ ہو گئی اور پھر وہ سرکل کی پٹی کے قریب رک گئی۔ کیپٹن نے اسے پٹی کی سائیڈ پر کیا اور اٹھ کر وہ بوٹ کے کنارے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔

''یہ کیا کرنا چاہتے ہیں''...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

''ابھی معلوم ہو جاتا ہے سر''...... میجر جیمز نے کہا۔ موٹر بوٹ کے کیپٹن نے کنارے پر جا کر نیچے جھانکا اور پھر جیب سے ایک شیشی نکال کر اس کا ڈھکن کھولا اور پھر اسے نیچے پانی کی طرف الٹ دیا۔ بوتل میں سے سیاہی مائل مادہ نکل کر گرا اور پھر خالی شیشی بھی اس آدمی نے سمندر میں پھینک دی اور پھر وہ سب واپس جا کر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''وری بیڈ۔ رئیلی وری بیڈ۔ یہ کیا ہو رہا ہے''...... میجر جیمز نے یکلخت اونچی آواز میں کہا۔

''کیا۔ کیا ہوا ہے''...... ڈاکٹر اسٹوم نے چیختے ہوئے کہا۔

''سرکل ختم ہو گیا ہے حالانکہ یہاں سے ریز مسلسل ڈیلیور ہو رہی ہے لیکن سمندر پر موجود سرکل ختم ہو گیا ہے۔ نجانے یہ کیا ہو رہا ہے''...... میجر جیمز نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈاکٹر اسٹوم کوئی جواب دیتا، موٹر بوٹ ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور سرکل والی پٹی کراس کر کے آگے بڑھ آئی تھی۔

"یہ تو بہت برا ہوا۔ لگتا ہے کہ ان کے پیچھے کوئی ریز پر اتھارٹی سائنسدان ہے جس نے انہیں کوئی ایسا کیمیکلز دیا ہے جو ریز کو ناکام کر رہا ہے"...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

"اب جزیرے پر پہنچ کر ہی ان کا خاتمہ کیا جا سکے گا"...... میجر جیمز نے کہا۔

"کیا باقی دو سرکل بھی ختم ہو چکے ہیں"...... ڈاکٹر اسٹوم نے چونک کر کہا۔

"ہوئے تو نہیں لیکن جس طرح بڑا سرکل ختم ہوا ہے۔ یہ بھی اس پراسرار کیمیکلز سمندر میں ڈالنے سے ختم ہو سکتے ہیں"...... میجر جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں ان کے خاتمے کے لئے تم اپنے آدمی میزائل گنوں سمیت گھاٹ پر بھیجو جو درختوں کی اوٹ لے کر ان کی موٹر بوٹ پر مسلسل کئی میزائل فائر کر دیں۔ اس طرح ان شیطانوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے ورنہ ہو سکتا ہے کہ یہ جزیرے پر موجود مشین گنوں اور بموں کو ناکارہ کرنے کا کوئی کیمیکلز بھی ساتھ لے کر آئے ہوں"...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

"لیکن پھر ہمیں راستہ کھولنا پڑے گا"...... میجر جیمز نے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ ابھی یہ کافی دور ہیں۔ تم اپنے آدمی باہر بھیج کر راستہ بند کر دو۔ پھر جب یہ ہلاک ہو جائیں تو پھر راستہ کھول دینا۔ ان کا خاتمہ تو ہو"...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

"یس سر۔ آپ کی تجویز درست ہے"...... میجر جیمز نے کہا اور مشین کی سائیڈ سے مائیک کھینچ کر اس نے منہ سے لگایا اور اس کا سائیڈ بٹن پریس کر دیا۔

"جیگر سنو۔ اپنے ساتھ دو آدمی اور لے جاؤ۔ سپر ون میزائل گنیں ساتھ لو اور گھاٹ پر پہنچ جاؤ۔ وہاں دشمنوں کی ایک موٹر بوٹ تقریباً پہنچنے والی ہے۔ تم نے درختوں کی اوٹ لے کر ان پر مسلسل فائرنگ کرنی ہے جب تک ان کے ٹکڑے نہ اڑ جائیں تب تک میزائل حملہ جاری رہے گا"...... میجر جیمر نے کہا۔

"یس میجر"...... دوسری طرف سے آواز مائیک سے سنائی دی اور میجر جیمز نے مائیک کی سائیڈ پر لگا ہوا بٹن پریس کیا اور مائیک کو واپس مشین کی سائیڈ پر ہک کر کے اس نے ہاتھ میں موجود ریموٹ کنٹرول نما آلے کی مدد سے مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ سکرین پر منظر بدلنے لگے پھر ایک منظر اور آ گیا۔ یہ ایک راستے کا منظر تھا جو اوپر کی طرف جا رہا تھا۔ اس پر تین افراد ہاتھوں میں میزائل گنیں اٹھائے اوپر کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ پھر وہ باہر نکل گئے تو سکرین پر منظر بدل گیا۔ اب وہ تینوں جزیرے پر چلتے ہوئے گھاٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ پھر گھاٹ پر پھیل کر انہوں نے درختوں کے چوڑے تنوں کی اوٹ لے لی۔ ان کا رخ سمندر کی طرف تھا۔

"ٹھیک ہے۔ اب مین وے بند کر دو"...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا

تو میجر جیمز نے مین وے بند کر دیا اور ایک بار پھر سمندر کا منظر ابھر آیا جس پر پاکیشیائیوں کی موٹر بوٹ تیز رفتاری سے سفر کرتی ہوئی ماسٹر آئی لینڈ کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔

"یہ جزیرے کے قریب پہنچنے والی ہے۔ اب یہ لوگ میزائلوں سے ختم ہوں گے"...... میجر جیمز نے کہا لیکن چند منٹ بعد وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا ہوا"...... ساتھ بیٹھے ہوئے ڈاکٹر اسٹوم نے چیخ کر کہا۔

"یہ عقبی طرف جا رہے ہیں۔ گھاٹ کی طرف نہیں آ رہے"۔ میجر جیمز نے بھی چیختے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اپنے آدمیوں کو کہو کہ وہ عقبی طرف چلے جائیں"...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا تو میجر جیمز نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر تیزی سے فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ میجر جیمز کالنگ۔ اوور"...... میجر جیمز نے چیخ چیخ کر بار بار کال کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ جیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... جیگر کی آواز سنائی دی۔

"موٹر بوٹ گھاٹ کی طرف جانے کی بجائے عقبی طرف جا رہی ہے۔ تم بھی ادھر جاؤ۔ فوراً۔ دوڑتے ہوئے۔ اوور"...... میجر جیمز نے کہا۔

"یس سر۔ اوور اینڈ آل"...... جیگر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو اس نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر کے میز پر

رکھا اور ایک بار پھر سکرین پر نظریں جما دیں۔ جس پر موٹر بوٹ تیزی سے آگے بڑھتی دکھائی دے رہی تھی۔

"اب یہ عقب میں پہنچ رہے ہیں"...... میجر جیمز نے کمنٹری کے انداز میں کہا۔

"تمہارے آدمی کتنی دیر میں پہنچیں گے"...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

"کچھ دیر تو بہرحال لگ ہی جائے گی۔ پورا جزیرہ کراس کر کے پہنچنا ہو گا"...... میجر جیمز نے جواب دیا۔ سکرین پر سمندر میں دوڑتی ہوئی موٹر بوٹ صاف دکھائی دے رہی تھی لیکن جیگر اور اس کے ساتھی نظر نہیں آ رہے تھے۔ میجر جیمز نے چند بٹن پریس کئے تو سکرین دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ ایک حصے میں جزیرہ کے اوپر والی سطح نظر آ رہی تھی جس میں تین آدمی ہاتھوں میں میزائل گنیں اٹھائے درختوں کے درمیان دوڑتے ہوئے نظر آ رہے تھے اور دوسرے حصے میں سمندر میں تیزی سے آگے بڑھتی ہوئی موٹر بوٹ نظر آ رہی تھی اور ڈاکٹر اسٹوم اور میجر جیمز اب ہونٹ بھینچے بیٹھے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ پھر موٹر بوٹ کی رفتار آہستہ ہو گئی لیکن جیگر اور اس کے ساتھی ابھی عقب سے کافی فاصلے پر تھے۔ موٹر بوٹ آہستہ آہستہ مڑ کر اب جزیرے کے قریب آ رہی تھی۔

"یہاں سے ان پر فائرنگ نہیں ہو سکتی تو دو تین میزائل فائر کر دو"...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا۔

”عقبی طرف مشین گنیں نصب ہیں اور نہ ہی میزائل گنیں۔ کیونکہ گھاٹ پر ہی بوٹس لگتی ہیں۔ اس لئے سب کچھ گھاٹ کی طرف ہی ہے البتہ ہمارے آدمی پہنچ کر میزائل فائر کر دیں گے“...... میجر جیمز نے کہا۔

اب موٹر بوٹ جزیرے کے پاس پہنچ کر رک گئی ہے۔ کیپٹن کا کیبن بند تھا اور عرشے پر بھی کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے موٹر بوٹ خالی ہو۔

”یہ بوٹ تو خالی لگتی ہے۔ یہ لوگ کہاں گئے“...... ڈاکٹر اسٹوم نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”فائرنگ کے ڈر سے چھپے ہوئے ہوں گے“...... میجر جیمز نے جواب دیا۔

ہاف سکرین پر جیگر اور اس کے ساتھی اسی طرح دوڑتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے لیکن شاید مسلسل بھاگنے کی وجہ سے ان کی رفتار آہستہ ہو گئی تھی اور وہ سب اب اس طرح دوڑ رہے تھے جیسے تھک گئے ہوں لیکن پھر بھی وہ دوڑ رہے تھے۔ اچانک موٹر بوٹ کے اگلے حصے سے ایک شعلہ سا ابھرتا دکھائی دیا اور پھر یہ شعلہ تیزی سے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا پھر پلک جھپکنے میں شعلہ مڑا اور ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ ہی شعلہ جزیرے پر گرا اور اس کے گرتے ہی انہیں ایک جھٹکا سا لگا کہ ڈاکٹر اسٹوم اور میجر جیمز دونوں ہی کرسیوں سمیت نیچے گرتے گرتے بچے۔

”یہ کیا ہوا۔ یہ آگ کیوں لگ گئی ہے“...... یکلخت ڈاکٹر اسٹوم نے چیختے ہوئے کہا۔

”یہ۔ یہ آگ کیسی ہے۔ یہ تو مسلسل پھیلتی چلی جا رہی ہے“۔ میجر جیمز نے کہا اور اسی لمحے یکلخت ایک اور انتہائی زور دار دھماکے کے ساتھ اس قدر زور دار جھٹکا لگا کہ اس بار میجر جیمز اور ڈاکٹر اسٹوم دونوں کرسیوں سمیت اڑتے ہوئے سائیڈ دیواروں سے ٹکرائے اور پھر چیختے ہوئے نیچے گرے اور ساکت ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور دھماکہ ہوا اور اس سارے ایریا کے فرش میں نہ صرف بڑی بڑی دراڑیں پڑ گئیں بلکہ فرش کافی گہرائی تک دھنستے چلے گئے اور اس کے ساتھ ہی اوپر موجود چھت اور سائیڈ دیواریں بھی نیچے فرش پر آ گریں۔ ہر طرف گرد و غبار پھیل گیا۔ سکرین زون میں موجود تمام افراد میجر جیمز اور ڈاکٹر اسٹوم سمیت اس خوفناک ملبے کے نیچے دب چکے تھے۔ شاید ہمیشہ کے لئے۔

عمران اور اس کے ساتھی سپیشل موٹر بوٹ پر جزیرے کی طرف تیزی سے بڑھے جا رہے تھے۔

"تم سب نیچے کمرے میں چلے جاؤ۔ میں اب کیبن کے اندر رہوں گا کیونکہ کیبن خصوصی طور پر فائر پروف اور میزائل پروف بنایا گیا ہے اور نچلا کمرہ بھی فائر پروف اور میزائل پروف ہے"۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا یہ کمرے اور کیبن ہی فائر پروف ہیں یا پوری موٹر بوٹ ہے"...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"پوری موٹر بوٹ فائر پروف ہے البتہ کیبن اور نچلا کمرہ میزائل پروف بھی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اگر پوری موٹر بوٹ میزائل سے اڑا دی جائے اور صرف کیبن اور کمرہ بچ جائے تو اس سے کیا فائدہ ہو گا"...... تنویر نے بھی اٹھتے

ہوئے منہ بنا کر کہا۔

"موٹر بوٹ عام میزائلوں سے تباہ نہیں ہوتی اور اگر ہو بھی جائے تو نچلا کمرہ اور کیبن بچ جانے کا مطلب ہے کہ موٹر بوٹ پر موجود انسان فوری موت سے بچ جائیں گے۔ آگے ان کی قسمت"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"عمران صاحب۔ آپ اکیلے یہاں کیا کریں گے۔ آپ کا پروگرام کیا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہم نے صرف جزیرے تک یا اس کے اوپر نہیں پہنچنا۔ ہم نے زمین دوز لیبارٹری میں داخل ہونا ہے اور اسی لئے میں نے خصوصی طور پر یہ موٹر بوٹ منگوائی ہے۔ اس پر ہر طرح کے ایسے انتظامات موجود ہیں جن سے ہم لیبارٹری کے اندر داخل ہو سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر ہم بھی کیبن میں رہیں گے۔ یہ اتنا بڑا ہے کہ ہم سب اس میں سما سکیں"...... جولیا نے کہا۔

"تمہاری مرضی ہے۔ وہاں تم ذرا ایزی ہو کر بیٹھتے۔ یہاں تنگ ہو کر بیٹھو گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ تم کرو گے اس کا ہمیں ساتھ ساتھ علم تو ہوتا رہے گا"۔ جولیا نے کہا اور پھر سب نے اس کیبن میں ہی بیٹھنے کو ترجیح دی اور پھر وہ ایک دوسرے کے ساتھ کرسیاں کھسکا کر کچھ آگے اور کچھ

پیچھے بیٹھ گئے۔ جولیا اور صالحہ آگے بیٹھی تھیں ان کے عقب میں صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران نے کیبن کا دروازہ اندر سے بند کر دیا اور پھر ساتھیوں کے سامنے موجود بڑی سی سکرین آن کر دی۔ چند لمحوں بعد سطح سمندر کی لہریں اور تیزی سے قریب آتا ہوا جزیرہ دکھائی دینے لگا۔

"لگتا ہے عمران صاحب خاص اقدامات کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن ہمیں بتا نہیں رہے"...... صفدر نے کہا۔

"اس سے پوچھنے کا کچھ فائدہ نہیں ہے۔ جو کچھ ہو گا سامنے آ جائے گا"...... جولیا نے جواب دیا اور سب نے اس طرح سر ہلا دیئے جیسے وہ جولیا کی بات کی سو فیصد توثیق کر رہے ہوں۔

"جزیرہ قریب آ رہا ہے۔ بوٹ کا رخ گھاٹ کی طرف ہے اور ہمیں جزیرے سے باقاعدہ چیک کیا جا رہا ہے"...... عمران نے کہا تو سب چونک پڑے۔

"کیا جزیرے کے اوپر بھی تنصیبات موجود ہیں جہاں سے ہمیں چیک کیا جا رہا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں البتہ درخت پر چیکنگ رسیور باندھے گئے ہوں گے۔ بہرحال میرے پاس چیکنگ کمپیوٹر موجود ہے جو بتا رہا ہے کہ ریز چیکنگ ہو رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"پھر تو وہ ہمیں جزیرے سے پہلے سمندر میں ہی روکنے کی کوشش کریں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ اس طرف سے گھاٹ آتا ہے لیکن ہم عقبی طرف سے ...رے پر پہنچیں گے کیونکہ انہوں نے گھاٹ کی طرف ہی انتظام رکھا ہو گا اور جب تک وہ سنبھلیں گے ہم کافی آگے بڑھ چکے ...ں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اب تو آپ ہمیں بتا دیں کہ آپ اس سپیشل ...بوٹ سے کیا کرنا چاہتے ہیں"...... صفدر نے منت بھرے لہجے ...کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا بتا دیتا ہوں۔ تمہیں منتیں کرتا دیکھ کر صالحہ نے ایسا منہ ...ہے جیسے اسے بے حد تکلیف ہو رہی ہو اور چھوٹی بہن کو تکلیف ...دی جا سکتی۔ اس لئے بتا دیتا ہوں"...... عمران نے کہا تو صالحہ ...بے اختیار منہ دوسری طرف کر لیا اور سب ہنس پڑے۔

"زمین دوز لیبارٹری میں تازہ ہوا کھینچنے کے لئے راستے اور ...غیرہ نصب ہوں گے۔ اس طرح گندے اور آلودہ پانی اور ...ج کی نکاسی کے لئے بھی انتظامات کئے گئے ہوں گے اور جو ...ے بنائے گئے ہوں۔ ان سب کو ذہن میں رکھ کر اس موٹر بوٹ ...نٹ کی طرف ایسی مشینری نصب ہے جو ایسے راستوں کو ٹریس ...لے گی۔ اس کے بعد اس ٹریسنگ کو ایک کمپیوٹر میں ایڈجسٹ کیا ...ے گا اور پھر اس کمپیوٹر کی مدد سے خصوصی میزائل فائر کر کے ...اڑا دیں گے جو ان راستوں کو تباہ کر دیں گے تاکہ ہم آسانی ...اندر داخل ہو سکیں اور یہ سب کچھ چند لمحوں میں ہو جائے

گا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اوہ۔ اوہ۔ یہ انتہائی ذہانت کی بات ہے۔ ایسے راستوں کو صرف ٹریس کر کے اڑانے کی ضرورت تھی‘‘...... صفدر نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

’’عمران صاحب۔ اوپر جزیرے پر بھی تو ایسے افراد موجود ہوں گے۔ جو میزائلوں سے بوٹ کو تباہ کر سکتے ہیں اور اگر بوٹ ہی نہ رہی تو پھر‘‘...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

’’تمہاری بات درست ہے۔ اس کے لئے ہم پہلے جریرے پر راسٹرڈ شعلے فائر کریں گے۔ یہ اٹیک شعلہ ہوتا ہے جو چند لمحوں میں بڑے بڑے جنگلوں کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔ اسے راسٹرڈ فائر کہتے ہیں۔ اس طرح جزیرے کے اوپر موجود درخت جل کر راکھ ہو جائیں گے اور وہاں جو مشینری نصب ہو گی وہ بھی جل جائے گی اور انسان بھی‘‘...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’عمران صاحب۔ اس بار تو آپ بڑی بھیانک کارروائیاں کر رہے ہیں‘‘...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

’’اس بار انہوں نے حفاظتی انتظامات ایسے کر رکھے ہیں کہ لیبارٹری پر حملہ اب بقا کی جنگ بن گیا ہے۔ مارو یا مر جاؤ‘‘۔ عمران نے جواب دیا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’اب ہم تمام سرکلز کراس کر کے گھاٹ کے قریب پہنچ رہے ہیں۔ آپ سب لوگ مضبوطی سے اپنی جگہوں پر جمے رہو کیونکہ اب

میں اچانک بوٹ کی رفتار بے حد تیز کر دوں گا‘‘...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر واقعی اچانک ان سب کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ اگر پہلے سے ہوشیار نہ ہوتے تو یقیناً کرسیوں سمیت نیچے گر جاتے۔ موٹر بوٹ کی رفتار کافی تیز تھی اور اس کا رخ بھی مڑ گیا تھا۔ وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے سکرین کو دیکھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد موٹر بوٹ کی رفتار آہستہ ہوئی اور پھر اس کا رخ ایک بار پھر مڑ گیا اور اب جزیرہ سامنے نظر آ رہا تھا۔

عمران نے موٹر بوٹ کو جزیرے کے قریب لے جا کر ایک ہینڈل کو ایک جھٹکے سے کھینچا تو ایک کافی بڑا سا شعلہ فضا میں اٹھتا واضح طور پر دکھائی دیا اور کافی بلندی پر جا کر یہ شعلہ مڑا اور پھر جزیرے کی اوپر والی سطح جیسے آگ کے الاؤ میں بدل گئی۔ یہ الاؤ کچھ دیر تک نظر آیا پھر ختم ہو گیا۔ اب جزیرے کی سطح سیاہی مائل نظر آ رہی تھی۔ اسی لمحے عمران نے ایک بٹن پریس کیا اور پھر چند لمحے ٹھہر کر اس نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے تو موٹر بوٹ کو زور دار یکے بعد دیگرے دو جھٹکے لگے اور خوفناک دھماکوں کی آوازیں دور تک جاتی سنائی دینے لگیں۔ کچھ دیر بعد خاموشی طاری ہو گئی۔

’’آؤ۔ اب لیبارٹری کی سیر کریں‘‘...... عمران نے کہا اور کیبن کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ وہ سب عمران سمیت کیبن سے باہر آ گئے۔ سامنے جزیرے کے تقریباً درمیانی حصے میں ایسی بڑی بڑی سرنگیں سی نظر آ رہی تھیں جیسے کسی نے جزیرے کو پھاڑ کر راستے

بنائے ہوں۔ ایسے راستوں سے ابھی تک مٹی کھسک کھسک کر سمندر میں گر رہی تھی۔

''آؤ''...... عمران نے کہا اور پھر وہ بوٹ کے کنارے پر چڑھ کر اوپر ایک راستے میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی ایک ایک کر کے اس راستے میں پہنچ گئے۔ راستہ زیادہ چوڑا نہ تھا اس لئے انہیں سائیڈ کر کے اور کرالنگ کر کے آگے جانا پڑ رہا تھا لیکن بہرحال وہ آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ پھر اچانک یہ راستہ ختم ہو گیا۔ سامنے ایک دیوار تھی لیکن یہ دیوار آدھی سے زیادہ ٹوٹ چکی تھی۔ دوسری طرف ایک بڑا سا کمرہ دکھائی دے رہا تھا جس کی آدھی سے زیادہ چھت گر چکی تھی۔ وہاں ٹوٹی پھوٹی مشینری بھی نظر آ رہی تھی اور انسانی لاشیں بھی پڑی ہوئی تھیں۔ وہ سب اس ٹوٹی ہوئی دیوار کو کراس کر کے اس کمرے میں پہنچ جانا چاہتے تھے لیکن انہیں ایک کونے سے کسی کے کراہنے کی آواز سنائی دی۔ وہ سب اس طرف کو دوڑے۔ یہاں چھت کا ملبہ نیچے گرا پڑا تھا۔ ان سب نے مل کر ملبہ ہٹایا تو وہاں کرسیوں کے درمیان ایک کافی بوڑھا آدمی پھنسا پڑا تھا۔ ملبہ دونوں کرسیوں نے روک لیا تھا اس لئے بوڑھا ابھی تک زندہ تھا۔ عمران نے اسے کرسیوں سے نکالا اور ایک طرف لا کر مخصوص انداز میں اس کے سینے کی مالش کی تو اس بوڑھے آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھنے میں

مدد دی تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کا پورا جسم سر کے بالوں سمیت مٹی سے بھرا ہوا تھا۔

''تم کون ہو۔ تم کون ہو''...... یکلخت بوڑھے نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

''تمہارا کیا نام ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''مم۔ مم۔ میرا نام ڈاکٹر اسٹوم ہے اور میں یہاں انچارج ہوں۔ دھماکے کس نے کئے تھے۔ کیا ہوا ہے''...... ڈاکٹر اسٹوم نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر خوشگوار سی مسرت کی لہر دوڑنے لگی۔

''یہ لیبارٹری کا کون سا حصہ ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ سیکورٹی ونگز ہے۔ مگر تم کون ہو۔ اوہ۔ اوہ۔ کہیں تم پاکیشیائی ایجنٹ تو نہیں ہو۔ تمہاری تعداد اور تمہارے قدوقامت''...... ڈاکٹر اسٹوم نے بے اختیار جھٹکا کھا کر بولتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہم وہی ہیں ڈاکٹر اسٹوم۔ تم نے تو اپنی طرف سے لیبارٹری کو بچانے کے لئے جس قدر حفاظتی انتظامات کئے تھے وہ سب دھرے کے دھرے رہ گئے اور تم دیکھ سکتے ہو کہ ہم تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زندہ سلامت موجود ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''تم۔ تم یہاں تک کیسے آ گئے۔ یہ دھماکے۔ وہ لیبارٹری کا کیا ہوا۔ وہ سائنسدان۔ وہ''...... ڈاکٹر اسٹوم نے کہا اور پھر بولتے

بولتے لہرا کر نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ عمران نے جھک کر اسے چیک کیا اور پھر ایک طویل سانس لے کر سیدھا ہو گیا۔

''یہ مر چکا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ تو برا ہوا۔ یہ انچارج تھا۔ اسے معلوم ہو گا کہ وہ کرش نوٹس کہاں رکھے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''وہ تو میں ڈھونڈ لوں گا البتہ اس سے لیبارٹری میں داخل ہونے کا راستہ معلوم ہو جاتا۔ اب خود تلاش کرنا پڑے گا''۔ عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''میرے خیال میں راستہ اس طرف ہے۔ یہاں دروازے کے آثار باقی ہیں''...... جولیا نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں آؤ''...... عمران نے کہا اور اس طرف کو بڑھنے لگا جدھر جولیا نے اشارہ کیا تھا۔ وہاں واقعی ایک راہداری تھی جو آگے جا کر ایک ہال کمرے میں داخل ہو جاتی تھی۔ وہ سب ہال میں پہنچے تو وہ واقعی لیبارٹری تھی۔ وہاں آٹھ کے قریب آدمی فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ اسی لمحے یکلخت ریٹ ریٹ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی ایک انسانی چیخ سنائی دی تو وہ سب چونک پڑے۔ اسی لمحے ایک دروازے کے پیچھے سے ایک آدمی منہ کے بل نیچے آ گرا۔ یہ فائرنگ تنویر نے کی تھی۔ وہ آدمی ایک دروازے کے پٹ کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ اس کے شاید پیر نظر آ رہے تھے۔ جن پر تنویر نے فائر کھول دیا تھا۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... عمران نے اس کے قریب پہنچ کر کہا۔

''مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ میں بے گناہ ہوں۔ میرا نام ہنری ہے۔ ڈاکٹر ہنری۔ تم سب کون ہو اور یہ سب کیا ہوا ہے۔ ہم کام کر رہے تھے کہ اچانک زور دار دھماکے ہوئے اور اس کے ساتھ ہی ہمیں زور دار جھٹکے لگے کہ ہم سب نیچے گرے۔ ہمیں چوٹیں آئیں اور میں شاید بے ہوش ہو گیا تھا۔ پھر مجھے ہوش آیا تو میں نے تمہارے آنے کی آوازیں سنیں تو میں معلوم کرنے کے لئے دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔ مجھے مت مارو''...... اس آدمی نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''تمہارے سب ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو گے تو ہم تمہیں ساتھ لے جائیں گے اور ناراک پہنچا دیں گے ورنہ تمہیں گولی مار دی جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''نہیں نہیں۔ مجھے مت مارو۔ میں تعاون کروں گا''...... ڈاکٹر ہنری نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

راکس اپنے آفس میں بیٹھا شراب کی بوتل سے گھونٹ گھونٹ شراب پی رہا تھا کہ سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس کے ساتھ ہی فون سیٹ کے کونے میں موجود بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا تو راکس نے شراب کی بوتل کو میز پر رکھا اور میز کی دراز کھول کر سرخ رنگ کا کارڈ لیس فون اٹھا کر میز پر رکھا اور پھر اس کا ایک بٹن پریس کر دیا تو میز پر موجود فون سیٹ کے کونے میں جلنے بجھنے والا بلب بجھ گیا۔ یہ سب ہیڈکوارٹر سے کال آنے کا اشارہ تھا۔ چند لمحوں بعد کارڈ لیس فون سے مترنم گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو راکس نے کارڈ لیس فون سیٹ اٹھا کر اس کا ایک بٹن پریس کر دیا اور پھر اسے کان سے لگا لیا۔

"یس سر۔ راکس بول رہا ہوں"...... راکس نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ماسٹر آئی لینڈ کی لیبارٹری سے سب ہیڈکوارٹر کا رابطہ اچانک کٹ گیا ہے۔ وہاں سے معلوم کرو کہ کیا ہوا ہے اور پھر سب ہیڈکوارٹر کو تفصیل بتاؤ کہ کیا ہوا ہے"...... دوسری طرف سے ایک مشینی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راکس نے کارڈ لیس فون آف کر کے اسے واپس میز کی دراز میں رکھ کر دراز بند کر دی اور پھر میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ماگا میں بلیک کلب کے براؤن سے بات کراؤ"...... راکس نے کہا۔

"براؤن۔ وہ سر جو رالف کی جگہ کام کر رہا ہے اور کلب کا جنرل مینجر ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں وہی"...... راکس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ رابطہ کیوں کٹ گیا ہے۔ مشینی خرابی کی وجہ بھی ہو سکتی ہے"...... چند لمحوں بعد راکس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر مزید کچھ دیر بعد ہی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو راکس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... راکس نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"براؤن لائن پر ہے جناب"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو"...... راکس نے کہا۔

"لیس سر۔ براؤن بول رہا ہوں سر۔ بلیک کلب سے"۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں کوئی رپورٹ ملی ہے یا نہیں"...... راکس نے کہا۔

"نہیں سر۔ باوجود شدید کوشش کے یہ لوگ چیک نہیں ہو سکے۔ میرا خیال ہے کہ وہ ماگا میں داخل ہی نہیں ہوئے"...... براؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سب ہیڈکوارٹر کا رابطہ اچانک ماسٹر آئی لینڈ سے ختم ہو گیا ہے معلوم کرو کہ ایسا کیوں ہوا ہے"...... راکس نے کہا۔

"باس۔ فون کر کے معلوم کیا جا سکتا ہے ورنہ تو وہاں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں"...... براؤن نے کہا تو راکس بے اختیار چونک پڑا کیونکہ وہ سوچ رہا تھا کہ اسے یہ خیال خود کیوں نہیں آیا۔ اس کے پاس بھی ڈاکٹر اسٹوم کا فون نمبر موجود تھا۔

"میں خود فون کر کے معلوم کرتا ہوں۔ اگر تمہارا وہاں جانا ضروری ہوا تو میں اس کا انتظام بھی کر دوں گا"...... راکس نے کہا۔

"لیس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو راکس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بٹن دبا کر فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی لیکن کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔

گھنٹی بجتی رہی۔ پھر خود ہی بند ہو گئی تو راکس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پہلے اس نے انچارج ڈاکٹر اسٹوم کا نمبر پریس کیا تھا۔ اب وہ سیکورٹی انچارج میجر جیمز کا نمبر پریس کر رہا تھا لیکن یہاں بھی سرے سے رابطہ ہی نہ ہوا۔

"کوئی بڑی گڑبڑ ہے وہاں"...... راکس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔

"لیس سر"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ماگا میں براؤن سے بات کراؤ"...... راکس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"لیس"...... راکس نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"براؤن لائن پر ہے باس۔ بات کیجئے"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری نے کہا۔

"ہیلو"...... راکس نے کہا۔

"لیس باس۔ براؤن بول رہا ہوں سر"...... براؤن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"براؤن۔ کیا تم ماگا سے کسی ہیلی کاپٹر کا بندوبست کر سکتے ہو۔ کیونکہ وہاں کال اٹنڈ ہی نہیں کی جا رہی اور موٹر بوٹ کے ذریعے

جزیرے تک پہنچا نہیں جا سکتا۔ سمندر میں موجود سرکلز بوٹس کو تباہ کر دیئے ہیں۔ اس لئے ہیلی کاپٹر پر جا کر چیکنگ کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ وہاں سے فون کال اٹنڈ ہی نہیں کی جا رہی''...... راکس نے کہا۔

''وہ تو ہو سکتا ہے باس۔ لیکن ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہی تباہ کر دیا جائے گا''...... براؤن نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ میں خود اپنے مخصوص ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچوں اور چیکنگ کروں۔ او کے''۔ راکس نے کہا اور کریڈل دبا کر اور پھر ٹون آنے پر اس نے فون سیکرٹری سے رابطے کا بٹن دبا دیا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''لیبارٹری میں تو فون کال اٹنڈ نہیں کی جا رہی ۔ تم نمبر ملا کر دیکھو۔ شاید کال مل جائے۔ ورنہ مجھے ناراک سے ماگا جانا پڑے گا اور اس میں کافی وقت لگ جائے گا''...... راکس نے قدرے بے بسی کے انداز میں کہا۔

''باس۔ ماگا میں ایک گروپ ہے جسے وائن گروپ کہا جاتا ہے وہ اس لیبارٹری میں شراب اور دیگر سامان سپلائی کرتا ہے۔ میری اس کے چیف سے بات ہوئی تھی۔ وہ بتا رہا تھا کہ سرکلز کے باوجود وہ وہاں آتے جاتے رہتے ہیں کیونکہ ان کو لیبارٹری کی طرف سے باقاعدہ ایک سائنسی چپ دی گئی ہے۔ یہ چپ موٹر بوٹ پر لگا دی

جائے تو سرکلز یا دیگر حفاظتی انتظامات اس چپ کی وجہ سے اثر انداز نہیں ہوتے۔ اگر آپ کہیں تو میں وائن کی آپ سے فون پر بات کراؤں''...... فون سیکرٹری نے کہا۔

''ہاں کراؤ''...... راکس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی کی آواز سنائی دی تو راکس نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... راکس نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''وائن لائن پر ہے باس۔ بات کریں''...... فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہیلو''...... راکس نے کہا۔

''وائن بول رہا ہوں سر۔ ماگا سے۔ مجھے آپ کے فون سیکرٹری نے تفصیل بتائی ہے اگر آپ حکم دیں تو میں وہاں جاؤں اور معلومات حاصل کروں اور پھر آپ کو رپورٹ دوں۔ لیکن آنے جانے کا پٹرول کا خرچہ اور دیگر اخراجات آپ کو دینے ہوں گے''...... وائن نے کہا۔

''مل جائیں گے۔ تم وہاں جا کر ڈاکٹر اسٹوم یا میجر جیمز سے بات کراؤ''...... راکس نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور راکس نے رسیور رکھ دیا۔

''یہ آخر وہاں ہوا کیا ہے۔ وہاں تو کوئی کسی صورت پہنچ ہی نہیں سکتا''...... راکس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر شدید انتظار کے

باوجود ایک گھنٹہ گزر گیا لیکن وائن کی کال نہ آئی تو راکس نے مزید انتظار کیا لیکن جب اس کی پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا اور ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اب وہ کیا کرے اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... راکس نے کہا۔

''ماسٹر آئی لینڈ سے وائن کی کال ہے جناب''...... فون سیکرٹری نے کہا۔

''ہیلو''...... راکس نے کہا۔

''سر۔ میں وائن بول رہا ہوں۔ ماسٹر آئی لینڈ پر تو قیامت ٹوٹی پڑی ہے۔ پورے جزیرے پر جتنے بھی درخت تھے وہ سب جل کر راکھ ہو چکے ہیں۔ جزیرے پر تین افراد کی جلی ہوئی لاشیں بھی پڑی ہیں۔ لیبارٹری کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ تمام سائنسدانوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ سب کی لاشیں وہاں بکھری پڑی ہیں اور سیکورٹی ونگ مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے اور اب وہاں وحشت اور موت کا دور دورہ ہے جناب''......وائن نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''تم اس وقت کہاں موجود ہو''...... راکس نے پوچھا۔ اسے شاید وائن کی رپورٹ پر سرے سے یقین ہی نہ آ رہا تھا۔

''وہاں چونکہ کوئی فون درست حالت میں نہیں تھا اس لئے میں واپس آ کر اب اپنے فون سے کال کر رہا ہوں''...... وائن نے کہا۔

''اوکے۔ براؤن تمہیں تمہارا معاوضہ پہنچا دے گا''...... راکس

نے کہا اور پھر اس نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر فون سیکرٹری کے لئے ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس باس''......فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''براؤن سے بات کراؤ۔ ماگا والے براؤن سے''...... راکس نے کہا لیکن اس کا انداز بتا رہا تھا کہ بظاہر وہ پرسکون نظر آ رہا ہے لیکن لاشعوری طور پر اس کے اندر طوفان مچل رہے تھے۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور راکس نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو راکس نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... راکس نے کہا۔

''براؤن سے بات کیجئے''......فون سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہیلو''...... راکس نے کہا۔

''یس باس۔ میں براؤن بول رہا ہوں''...... براؤن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''وائن گروپ کے وائن کو جانتے ہو''......راکس نے کہا۔

''یس باس۔ سپلائی کا کام کرتا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اس نے بتایا ہے کہ اس کے پاس کوئی سائنسی چپ ہے جس کی وجہ سے ماسٹر آئی لینڈ پر موجود کسی حفاظتی انتظام کا اس پر کوئی

اثر نہیں ہوتا''...... راکس نے کہا۔

''لیں سر۔ مجھے یاد آ گیا ہے۔ اس نے مجھے بھی ایک بار بتایا تھا کیونکہ اس نے بہرحال سپلائی پہنچانی ہوتی ہے''...... براؤن نے کہا۔

''اس کو میں نے کہا تھا کہ وہ ماسٹر آئی لینڈ جا کر وہاں سے رپورٹ دے اور اس نے جو رپورٹ دی ہے اس پر مجھے یقین نہیں آ رہا۔تم خود وہاں جاؤ اور پھر مجھے رپورٹ دو''...... راکس نے کہا۔

''لیں باس۔ میں وائن کو ساتھ لے کر وہاں جاتا ہوں''۔ براؤن نے کہا۔

''اس نے پہلے جو چکر لگایا ہے اس کی پیمنٹ بھی کر دینا''۔ راکس نے کہا۔

''لیں باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور راکس نے رسیور رکھ دیا۔تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''لیں''...... راکس نے رسیور اٹھا کر کہا۔

''براؤن کی کال ہے باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''...... راکس نے کہا۔

''میں براؤن بول رہا ہوں باس۔ میں ماسٹر آئی لینڈ کا چکر لگا آیا ہوں۔ واقعی وہاں مکمل تباہی ہو چکی ہے۔ سب سائنس دان ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ جنگل جلا دیا گیا ہے اور لیبارٹری کو تباہ کر دیا گیا ہے اور سیکورٹی ونگ مکمل طور پر ختم ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر اسٹوم

لاش بھی سیکورٹی ونگ ایریا میں پڑی ہوئی ہے۔ میں واپس آ کر کلب سے آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں''...... براؤن نے کہا تو راکس کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں جان ہی نہ رہی ہو۔ اس نے بے اختیار رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا جسم مفلوج ہو رہا ہو۔ اسے اپنی موت بھی اب نظر آ رہی تھی کیونکہ وہ سپر ٹاپ سیکشن کا انچارج ہونے کے باوجود اس اہم ترین ذمہ داری کو نہ نبھا سکا تھا۔ اس کے اندر طوفان مچل رہے تھے لیکن وہ بے حس و حرکت کسی مجسمے کی طرح بیٹھا تھا۔

عمران، جولیا اور صفدر تینوں ماگا سے ناراک جانے والی فلائٹ میں موجود تھے۔ تینوں نہ صرف ایکریمین میک اپ میں تھے بلکہ ان کے پاس اس میک اپ سے متعلق مصدقہ کاغذات موجود تھے۔ عمران نے ماسٹر آئی لینڈ جانے سے پہلے نئے میک اپ کر لئے تھے لیکن اب ماگا سے ناراک جاتے ہوئے عمران نے اپنا اور اپنے دونوں ساتھیوں کا نیا میک اپ کر دیا تھا۔ صفدر کے پوچھنے پر اس نے بتایا تھا کہ اکثر لیبارٹریوں میں ایسے خفیہ کیمرے موجود ہوتے ہیں جو تصویریں بنا لیتے ہیں اور یہ لیبارٹری بین الاقوامی تنظیم بلیک سن کے تحت ہے اس لئے یہ لوگ آسانی سے پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ جب تک ان کے بڑوں کا خاتمہ نہ کر دیا جائے اور اسی نقطہ نظر سے اس نے ماسٹر آئی لینڈ لیبارٹری کو تباہ کرنے کے بعد وہاں کے ایک سیف میں موجود کرش نوٹس اور فارمولا جو ڈاکٹر اسٹوم

پاکیشائی ڈاکٹر آفتاب کے ذہن سے مشینری کے ذریعے حاصل کیا گیا تھا اور پھر انہیں ہلاک کر دیا گیا تھا۔ عمران نے وہ فارمولا اور کرش نوٹس دونوں اس سیف سے نکال لئے تھے اور پھر ماسٹر آئی لینڈ سے سپیشل موٹر بوٹس کے ذریعے وہ سب ماگا پہنچ گئے۔ یہاں انہوں نے ایک بار پھر میک اپ تبدیل کئے اور صالحہ، کیپٹن شکیل اور تنویر کو فارمولا اور کرش نوٹس دے کر واپس پاکیشیا بھجوا دیا تا کہ فارمولا اور کرش نوٹس سرسلطان کے ذریعے سرداور تک پہنچ جائیں۔ تنویر نے عمران کے ساتھ جانے پر اصرار کیا تھا لیکن عمران نے سے یہ سمجھا کر بھیج دیا کہ فارمولا اور کرش نوٹس کی اہمیت زیادہ ہے ور ان کی حفاظت کے لئے اس کا ساتھ جانا ضروری ہے۔ تنویر اور اس کے ساتھیوں کی فلائٹ کی روانگی کے بعد عمران نے مزید ایک گھنٹہ بعد ناراک جانے والی فلائٹ میں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی سیٹیں بک کرائیں اور اس وقت وہ تینوں اس فلائٹ میں بیٹھے ناراک کی طرف اڑے چلے جا رہے تھے۔ عمران کے ساتھ صفدر بیٹھا تھا جبکہ جولیا سائیڈ پر ایک اور خاتون کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ خاتون بھی سوئس نژاد تھی۔ اس لئے جولیا اور اس کی خوب گاڑھی چھن رہی تھی۔ عمران اپنے مخصوص انداز میں سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا۔

''عمران صاحب۔ ناراک میں کون ہے جس کے لئے آپ اس انداز میں جا رہے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

"اس انداز سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ وضاحت کرو"۔ عمران نے آنکھیں کھولے بغیر کہا۔

"مطلب یہ ہے کہ آپ کا مشن لیبارٹری کی تباہی اور کرش نوٹس کی واپسی تھا جو مکمل ہو گیا لیکن اس کے باوجود آپ ناراک جا رہے ہیں۔ کیا بلیک سن تنظیم کا ہیڈکوارٹر ناراک میں ہے"...... صفدر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ناراک میں سیاہ فام افراد کا پسندیدہ ایک کلب ہے جسے کراس کلب کہا جاتا ہے۔ اس کا مالک اور جنرل منیجر ایک سیاہ فام راکس ہے۔ یہ راکس بلیک سن کے سپر ٹاپ سیکشن کا چیف ہے۔ میں نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔ تمہاری بات درست ہے ہمارا مشن مکمل ہو گیا ہے۔ جہاں تک بلیک سن کا تعلق ہے تو ایسی تنظیمیں دنیا میں قائم ہوتی اور ختم ہوتی رہتی ہیں پھر جب کوئی ایسا مخصوص گروپ جس سے پاکیشیا کو نقصان ہو تو پھر ان کے ہیڈکوارٹر کا خاتمہ بھی کیا جا سکتا ہے لیکن یہ لیبارٹری راکس کے تحت تھی۔ اس مشن میں ہم سے جتنے گروپس ٹکرائے ہیں یہ سب لوگ راکس کے تحت ہیں اور نجانے کتنے گروپس ہوں گے کیونکہ وہ اس تنظیم کے سب سے بڑے سیکشن کا انچارج ہے اور یقیناً اسے ہیڈکوارٹر کے بارے میں یا کم از کم اس کے فون نمبر کے بارے میں علم ہو گا اور یہ بھی بتا دوں کہ ایسی تنظیمیں شکست کی صورت میں اپنے خاص آدمیوں کو خود ہلاک کرا دیتی ہے۔ اس سے نہ صرف ان

کا رعب پڑتا ہے بلکہ مخالف ان کے ذریعے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ اس لیبارٹری کی تباہی کے بعد یقیناً راکس کو بھی موت کی سزا دے دی جائے گی جبکہ میں چاہتا ہوں کہ اس سے ہیڈکوارٹر کے بارے ں معلومات حاصل کر لی جائیں تاکہ اگر کل ہیڈکوارٹر پاکیشیا کے لاف کوئی اقدام کرتا ہے تو پھر اس تک آسانی سے پہنچا جا سکے"۔ مران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مجھے لگتا ہے کہ یہ شرارت سے باز نہیں آئیں گے"...... صفدر نے کچھ دیر بعد کہا۔

"شرارت کریں گے تو پھر بھگتیں گے بھی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اس کام کے لئے ہمیں علیحدہ رہائش اور کار کی ضرورت بھی پڑے گی۔ کسی ہوٹل میں رہائش رکھ کر ہم یہ کارروائی نہیں کر سکتے"...... صفدر نے کہا۔

"ناراک میں تمہارے نقاب پوش چیف کا فارن ایجنٹ اور کس دن کام آئے گا۔ میں نے روانگی سے پہلے اسے فون کر دیا تھا۔ وہ ایئرپورٹ پر ہمارا استقبال کرے گا"...... عمران نے کہا اور صفدر کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے اور پھر جب فلائٹ ناراک پہنچی تو فارن ایجنٹ اسمتھ ان کے استقبال کے لئے وہاں موجود تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ اس ایجنٹ اسمتھ کے ساتھ لارڈز

کالونی کی ایک کوٹھی میں پہنچ چکے تھے۔

''اسمتھ۔ یہاں ایک کلب سیاہ فام افراد کا ہے۔ کراس کلب۔ کیا تم وہاں کبھی گئے ہو''...... عمران نے اسمتھ کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ صرف ایک دو بار گیا ہوں کیونکہ وہاں سفید فاموں کو پسند نہیں کیا جاتا اور ماحول بھی سفید فاموں کے حق میں نہیں ہوتا''۔ اسمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کے جنرل مینجر راکس سے بھی تمہاری ملاقات ہوئی ہے یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''نہیں جناب۔ ویسے بھی وہ بہت کم ملاقاتیں کرتا ہے''۔ اسمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کی رہائش گاہ کا علم ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''یس سر۔ وہ کلب کی چوتھی منزل پر رہتا ہے۔ یہ پوری منزل اس کے لئے ریزرو ہے''...... اسمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ شکریہ۔ اب تم جا سکتے ہو''...... عمران نے کہا تو اسمتھ نے اٹھ کر سلام کیا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''میں پھاٹک بند کر کے آتا ہوں''...... صفدر نے اسمتھ کے پیچھے جاتے ہوئے کہا۔

''اب کیا فوری کلب جانا ہو گا یا پہلے معلومات حاصل کرو گے''...... جولیا نے کہا۔

''معلومات تو جو ملنا تھیں مل گئیں۔ اب اس سے براہِ راست معلومات حاصل کرنی ہیں اور ہمیں یہ کام جلد از جلد کرنا ہے کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ بلیک سن کا ہیڈکوارٹر اسے موت کی سزا دے دے گا اور میں اس کی ہلاکت سے پہلے اس سے ملنا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے صفدر واپس آ گیا۔

''عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں بھی سیاہ فام بن کر وہاں جانا چاہئے ورنہ وہاں ہمارے داخل ہوتے ہی ماحول خراب ہو جائے گا''...... صفدر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''میں تو ایسے ہی جاؤں گی''...... جولیا نے کہا۔

''تمہارے لئے تو صفدر کہہ رہا ہے۔ تمہاری وہاں موجودگی سے ہی تو وہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ تم فکر مت کرو۔ سیاہ فام بن کر تم زیادہ خوبصورت بن جاؤ گی''...... عمران نے کہا۔

''احمقوں جیسی باتیں مت کیا کرو۔ میرے موجودہ میک اپ میں تو وہ بہرحال جھجکیں گے لیکن اگر میں سیاہ فام بن کر وہاں گئی تو پھر ان میں کوئی جھجک تک نہ رہے گی''...... جولیا نے کہا۔

''بات تو جولیا کی ٹھیک ہے عمران صاحب۔ ہم نے اس پہلو پر تو واقعی غور نہیں کیا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ ہمارے وہاں داخل ہوتے ہی راکس تک ہمارے بارے میں اطلاع پہنچ جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ اسے کوئی شک پڑ

جائے تو وہ خود بھی غائب ہو سکتا ہے اور ہمارے خلاف بھرپور کارروائی بھی کر سکتا ہے جبکہ سیاہ فاموں کے میک اپ میں ہمارا وہاں جانا معمول کی بات ہو گی‘‘...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ اب میں تیار ہوں‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’آؤ پھر میں پہلے تمہارا میک اپ کر دوں‘‘...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو جولیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

’’ہم سب کے لئے اور خصوصاً جولیا کے لئے یہ پہلا تجربہ ہو گا‘‘...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ تینوں سیاہ فاموں کے روپ میں کار میں سوار ہو کر کراس کلب کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ یہ کلب چونکہ ناراک کے مضافات میں تھا اس لئے عمران کو معلوم تھا کہ خاصی لانگ ڈرائیونگ کرنا پڑے گی اس لئے وہ اطمینان سے بیٹھا ڈرائیونگ کر رہا تھا بلکہ اس نے ہلکا ہلکا میوزک بھی آن کر دیا تھا تاکہ سفر کی تھکاوٹ بھی محسوس نہ ہو۔ اسے معلوم تھا کہ وہاں کس قسم کے حالات سے واسطہ پڑ سکتا ہے اس لئے وہ چاہتا تھا کہ وہاں فریش موڈ میں داخل ہوں۔

راکس بت کی طرح ساکت و جامد بیٹھا ہوا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ پہلے تو راکس ویسے ہی بے حس و حرکت بیٹھا رہا لیکن جب گھنٹی مسلسل بجتی رہی تو اس نے مشینی انداز میں ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

’’بولو‘‘...... راکس نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے غبارے میں اچانک سوراخ ہو جانے سے تیز آواز نکلتی ہے۔

’’ماگا سے براؤن کی کال ہے جناب‘‘...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

’’اب کیا رہ گیا ہے سننے کے لئے۔ اب مزید کیا کہنا ہے اس نے‘‘...... راکس نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اسی لمحے مخصوص انداز کی سیٹی بجنے لگی تو راکس نے بے

اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ یہ آواز سب ہیڈکوارٹر سے کال کی تھی اور اسے معلوم تھا کہ جیسے ہی اس نے لیبارٹری کی تباہی کی رپورٹ دینی ہے تو سب ہیڈکوارٹر نے اسے موت کی سزا دے دینی ہے اس لئے یہ کال اسے اپنی موت کی آواز محسوس ہو رہی تھی لیکن گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ راکس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے میز کی دراز کھول کر اس میں سے سرخ رنگ کا کارڈلیس فون نکال کر اس کو آن کر دیا۔

''راکس بول رہا ہوں''...... راکس نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھتے ہوئے کہا۔

''تم نے لیبارٹری کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں دی۔ کیوں''...... دوسری طرف سے مشینی سی آواز سنائی دی۔

''رپورٹ دینے کے لئے کیا رہ گیا ہے وہاں۔ سوائے موت کے اور کچھ نہیں رہ گیا وہاں۔ سب کچھ تباہ کر دیا گیا ہے۔ جزیرے پر موجود جنگل جلا کر راکھ کر دیا گیا ہے۔ لیبارٹری تباہ کر دی گئی ہے۔ تمام سائنسدانوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ تمام مشینری پرزوں میں تبدیل کر دی گئی ہے۔ کیا رپورٹ دوں۔ بتائیں''...... راکس نے انتہائی جارحانہ لہجے میں کہا۔ شاید موت کے خوف نے اسے اس حالت میں پہنچا دیا تھا کہ اب سب ہیڈکوارٹر کا خوف بھی اس کے دل سے نکل گیا تھا۔

''کس نے یہ رپورٹ دی ہے تمہیں''...... مشینی آواز میں پوچھا

گیا تو راکس نے براؤن سے ملنے والی تمام تفصیل دوہرا دی۔

''تم بین الاقوامی تنظیم کے سپر سیکشن کے انچارج ہو۔ ایک لیبارٹری کی تباہی نے تمہاری یہ حالت کر دی ہے۔ تمہارا کیا خیال تھا کہ بلیک سن پوری دنیا پر حکومت کرے گی اور مقابلے میں کوئی مزاحمت نہ ہو گی۔ ہمیں ہر قدم پر مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن چونکہ اب تک کوئی ایجنسی مقابلے پر نہیں آئی تھی اور ہمارا مقابلہ عام مجرموں سے ہوتا رہا اس لئے پہلی بار ایجنسی سے مقابلے میں ہم ناکام رہے ہیں۔ اب ہمیں بھی ایجنسیوں کے انداز میں بلیک سن کی تربیت یافتہ ایجنسی قائم کرنا پڑے گی اور یہ کام تمہارے ذمے لگایا جاتا ہے۔ تم ایکریمیا میں ایسے ایجنٹوں کو تلاش کرو جو سیاہ فام ہونے کے ساتھ ساتھ کسی سرکاری ایجنسی کے ساتھ منسلک رہے ہوں''...... مشینی آواز نے کہا تو راکس کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے اندر کسی نے نئی روح پھونک دی ہو۔

''آپ۔ آپ مجھے کوئی سزا نہیں دیں گے۔ کیا واقعی''۔ راکس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

''تم ہمارے خاص آدمی ہو اور یہ ناکامی براہِ راست تمہاری ناکامی نہیں اس لئے تمہیں کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ تم ایجنسیوں کے تربیت یافتہ افراد کو ٹریس کر کے سب ہیڈکوارٹر کو رپورٹ دو''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راکس نے بھی رسیور رکھا اور بے اختیار کرسی سے اٹھ کر

بچوں کی طرح ناچنے لگ گیا۔ اس کا چہرہ فرطِ مسرت سے گلاب کے پھول کی طرح کھلا ہوا نظر آ رہا تھا۔ اسے واقعی یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ مرکر دوبارہ زندہ ہوا ہے۔ اسے سو فیصد یقین تھا کہ لیبارٹری کی تباہی کی رپورٹ دیتے ہی اس کے ڈیتھ آرڈر جاری کر دیئے جائیں گے لیکن سب ہیڈکوارٹر نے نہ صرف اسے موت کی سزا نہیں دی بلکہ اسے انتہائی اہم ایجنسی کی تیاری کا کام بھی سونپ دیا گیا۔ اس کے ذہن میں فوراً ناراک کے ساجھو کا خیال آیا۔ ساجھو ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی سے طویل عرصہ تک منسلک رہا تھا۔ وہ سیاہ فام تھا اور تربیت یافتہ تھا۔ سرکاری ایجنسی سے ریٹائر ہونے کے بعد وہ ایک پرائیویٹ ایجنسی سے متعلق ہو گیا تھا۔

ساجھو سے اس کے خاصے گہرے دوستانہ تعلقات تھے اس لئے اس نے اس کام میں ساجھو سے مدد لینے کا فیصلہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر موجود کارڈلیس فون اٹھایا اور اس نے اسے میز کی دراز میں رکھا اور پھر دراز بند کر کے اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''ساجھو کو اس کے مخصوص ٹھکانوں پر تلاش کرو اور جہاں بھی موجود ہو۔ میری اس سے بات کراؤ''...... راکس نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو راکس نے رسیور رکھ دیا۔ ویسے اس کے ذہن پر لیبارٹری کی تباہی کے مناظر بار بار ابھر رہے تھے۔ اسے اب تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کیونکہ اس لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات ایسے تھے کہ کسی صورت بھی اسے تسخیر نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن اس کے باوجود اسے اس انداز میں مکمل تباہ کر دیا گیا۔ یہ اس کے لئے واقعی حیرت کا سبب تھا۔ پھر نجانے کتنی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو راکس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... راکس نے کہا۔

''جناب ساجھو لائن پر ہیں باس''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہیلو۔ راکس بول رہا ہوں''...... راکس نے کہا۔

''ساجھو بول رہا ہوں راکس۔ آج کیسے یاد کر لیا''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے تکلفانہ سا تھا۔

''ساجھو۔ ایک انتہائی اہم مسئلہ درپیش ہے اور مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے''...... راکس نے کہا۔

''کیا ہو گیا ہے۔ کچھ بتاؤ گے تو پتہ چلے گا''...... ساجھو نے کہا تو راکس نے اسے ماسٹر آئی لینڈ پر لیبارٹری کی موجودگی سے لے کر ڈاکٹر آفتاب کی ہلاکت اور پھر اس کی مکمل تباہی تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

’’میرا تو خیال تھا کہ سب ہیڈکوارٹر مجھے موت کی سزا دے گا بلکہ خیال نہیں مکمل یقین تھا لیکن سب ہیڈکوارٹر نے میری تعریف کی اور مجھے سزا کی بجائے پاکیشیائی ایجنٹوں اور ان جیسے دیگر ایجنٹوں کے مقابلے کے لئے تربیت یافتہ ایجنٹس پر مشتمل ایجنسی بنانے کی ہدایت کی ہے جس پر مجھے تمہارا خیال آ گیا۔ تم نے اس کام میں میری مدد کرنی ہے‘‘...... راکس نے کہا۔

’’تم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کا کہا ہے۔ تمہارا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہے‘‘...... ساہو نے کہا۔

’’ہاں وہی۔ ہم انہیں پاکیشیائی ایجنٹس کہتے ہیں‘‘...... راکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’ویری بیڈ۔ تم اور تمہارا سب ہیڈکوارٹر دونوں ہی احمق ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مقابلے کے بعد یہ نتیجہ نکلنا ہی تھا اور اب مجھے تمہاری اور تمہارے سب ہیڈکوارٹر کے بارے میں بھی خطرہ محسوس ہونے لگ گیا ہے۔ یہ لوگ آسانی سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ یہ تمہارے سب ہیڈکوارٹر کو تباہ کر کے ہی واپس جائیں گے‘‘۔ ساہو نے کہا۔

’’سب ہیڈکوارٹر کا کسی کو علم نہیں ہے حتیٰ کہ مجھے بھی نہیں ہے۔ اس لئے تم یہ باتیں چھوڑو اور میری بات کا جواب دو‘‘...... راکس نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ اگر تم زندہ رہ گئے تو پھر بات ہو گی‘‘...... ساہو

نے کہا اور راکس بے اختیار چونک پڑا۔

’’کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے تمہیں بتایا تو ہے کہ سب ہیڈکوارٹر نے مجھے سزا نہیں دی‘‘...... راکس نے کہا۔

’’میں سب ہیڈکوارٹر کی نہیں بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بات کر رہا ہوں۔ میری بات تم مانو گے نہیں ورنہ کم از کم ایک ماہ کے لئے انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ‘‘...... ساہو نے کہا۔

’’ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ میرا ان سے براہِ راست کوئی تعلق بھی نہیں ہے‘‘...... راکس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’اوکے۔ میں ایک ہفتے کے لئے ولنگٹن جا رہا ہوں۔ ایک ہفتے بعد تم سے ملاقات ہو گی پھر بیٹھ کر بلیک سن کے لئے ایجنسی کا خاکہ تیار کریں گے‘‘...... ساہو نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ ذہن میں رکھنا۔ گڈ بائی‘‘...... راکس نے کہا اور اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا بزر بج اٹھا تو راکس چونک پڑا۔ کیونکہ بزر کا بجنا بتا رہا تھا کہ کراس کلب سے ہی کال کی جا رہی ہے۔ اس کا یہ آفس کلب کی چوتھی منزل پر تھا جبکہ کلب میں اس کا آفس دوسری منزل پر تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

’’یس‘‘...... راکس نے کہا۔

’’باس۔ کلب میں ایکریمین ریاست ولمور کی ایک ٹیم آئی ہوئی ہے۔ وہ آپ سے ملاقات چاہتی ہے۔ کلب کے سلسلے میں‘‘۔

دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”ٹیم۔ کیا مطلب۔ کیسی ٹیم“...... راکس نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ ولمور ریاست میں کلبوں کی ایک چین ٹاپ کلبز کے نام سے ہے۔ یہ سب سیاہ فاموں کے کلب ہیں۔ اب یہ لوگ یہاں ناراک میں بھی ٹاپ کلب قائم کرنا چاہتے ہیں جس کے لئے انہیں آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔ یہ ٹیم دو مردوں اور ایک عورت پر مشتمل ہے“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”سوری۔ میرے پاس وقت نہیں ہوتا ایسے فضول لوگوں سے ملنے کا۔ انہیں سوری کہہ کر واپس بھجوا دو“...... راکس نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تاکہ اب کلب کے آفس میں جا کر بیٹھ سکے۔ اسے معلوم تھا کہ کلب کا مینجر رافٹ آنے والوں کو واپس بھیج دے گا۔ وہ اسے کاموں کا ماہر تھا۔

عمران، صفدر اور جولیا سمیت اس وقت کراس کلب کے مینجر اٹ کے آفس میں موجود تھا۔ کراس کلب کا ماحول ان کی توقع ے خلاف خاصا شریفانہ تھا۔ اس لئے ان کی طرف کسی نے کوئی اس توجہ نہ کی تھی۔ کاؤنٹر پر جا کر جب انہوں نے راکس سے لنے کا اظہار کیا تو انہیں مینجر رافٹ کے کمرے میں بھجوا دیا گیا۔ ٹ نے ان کا خوشدلی سے استقبال کیا اور ان کی بات سن کر اس نے راکس سے فون پر رابطہ بھی کیا لیکن راکس نے عمران اور اس ے ساتھیوں سے ملنے سے صاف انکار کر دیا۔ چونکہ راکس سے ت کرتے ہوئے رافٹ نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر رکھا تھا اس لۓ راکس کا جواب انہوں نے خود بھی سن لیا تھا۔

”آئی ایم سوری مسٹر مارش۔ میں نے پہلے ہی آپ کو کہا تھا کہ ں ایسی باتوں میں دلچسپی نہیں لیا کرتے“...... رافٹ نے رسیور

رکھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کوئی بات نہیں مسٹر رافٹ۔ یہ تو جناب راکس کی مرضی ہے کہ وہ ہمارے کلب کی سرپرستی کرتے ہیں یا نہیں لیکن ہم ان سے ایک ملاقات ضرور چاہتے ہیں تاکہ ہم اپنے بڑوں کا سلام بھی انہیں پہنچا سکیں اور اس بات پر بھی فخر کر سکیں کہ ہماری ملاقات جناب راکس سے ہوئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"سوری مسٹر۔ باس ایک بار انکار کرنے کے بعد پھر کسی صورت نہیں ملیں گے"...... رافٹ نے کہا۔

"آپ کوشش تو کر دیکھیں۔ ہم آپ کے بھی ممنون رہیں گے"...... عمران نے کہا۔

"پھر آپ کو کچھ دیر انتظار کرنا ہو گا۔ باس کلب آفس میں آنے والے ہیں۔ پھر کوشش کروں گا۔ آپ ادھر وزٹنگ روم میں بیٹھ جائیں"...... رافٹ نے کہا۔

"کہاں ہے یہ آپ کے باس کا کلب آفس"۔ عمران نے کہا۔

"یہیں اسی منزل میں ہے لیکن اس کا راستہ عقبی طرف سے ہے۔ آیئے میں آپ کو وزٹنگ روم تک چھوڑ آؤں"...... رافٹ نے اٹھتے ہوئے کہا تو عمران، صفدر اور جولیا بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر رافٹ انہیں اپنے آفس سے باہر ایک سائیڈ پر موجود ایک کمرے کے دروازے پر لے آیا۔

"آپ یہاں تشریف رکھیں۔ باس کے آنے کے بعد بات ہو

گی"...... رافٹ نے کہا اور پھر اس طرح مڑ گیا جیسے اس کا کوئی تعلق ان سے نہ رہا ہو۔

"اس طرح معاملات حل نہیں ہوں گے عمران صاحب"۔ صفدر نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ میں یہاں اس راکس سے اس کے کلب آفس میں ملوں گا وہاں ہم نے ان سے کیا پوچھ گچھ کرنی ہے۔ ہمیں اس کے اس آفس تک پہنچنا ہے جسے وہ بلیک سن کے آفس کے طور پر استعمال کرتا ہے اور ہیڈکوارٹر کے بارے میں تو معلومات وہیں سے مل سکتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن کیسے۔ وہ تو ملنے کے لئے ہی تیار نہیں ہے"...... صفدر نے کہا۔

"وہ نہ ملے۔ ہم اسے مل لیں گے"...... عمران نے کہا اور پھر تقریباً بیس منٹ بعد میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ مارش بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"رافٹ بول رہا ہوں مسٹر مارش۔ باس نے آپ سے محض ملاقات سے بھی انکار کر دیا ہے۔ اس لئے آپ اب جا سکتے ہیں۔ آئی ایم سوری"...... رافٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں مسٹر رافٹ۔ آپ کا شکریہ۔ آپ نے بہرحال کوشش تو کی ہے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

’’آؤ۔ اب ہم نے اس کے آفس جانا ہے‘‘...... عمران نے کہا اور کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

’’عمران صاحب۔ ایک منٹ‘‘...... صفدر نے کہا تو عمران دروازہ کھولتے کھولتے رک گیا۔

’’آپ اس سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ صرف ہیڈکوارٹر کے بارے میں معلومات یا کوئی اور بات بھی معلوم کرنی ہے‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’ہیڈکوارٹر کے بارے میں معلومات۔ کیوں‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’تو پھر یہاں آفس میں اس سے پوچھ گچھ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اسے اٹھا کر لے چلتے ہیں۔ رہائش گاہ پر لے جا کر تفصیل سے بات چیت ہو سکے گی‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ اس کے آفس کا عقبی طرف راستہ ہو گا‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’تو تم جا کر کار کلب کے عقبی طرف لے آؤ۔ میں اور جولیا آفس میں جا کر اسے اغوا کر کے عقبی طرف پہنچ جائیں گے‘‘۔ عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور عمران دروازہ کھول کر باہر راہداری میں آ گیا۔ یہاں مشین گنوں سے مسلح چار آدمی موجود تھے لیکن چونکہ مینجر رافٹ نے انہیں خود وزٹنگ روم میں بٹھایا تھا اس لئے کسی نے انہیں دیکھ کر کوئی بات نہ کی تھی۔ صفدر تو باہر آتے ہی سائیڈ پر موجود لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

’’ہمیں چیف راکس کے آفس جانے کی اجازت مل گئی ہے۔ کہاں ہے ان کا آفس‘‘...... عمران نے ایک مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’وہ سامنے دروازہ ہے۔ سائیڈ پر پلیٹ بھی موجود ہے‘‘۔ اس آدمی نے مقابل میں ایک بند دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

’’تھینک یو۔ آؤ ماریا‘‘...... عمران نے اس آدمی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جولیا کو ماریا کے نام سے پکارتے ہوئے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں اس بند دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ چونکہ عمران نے ان مسلح افراد کو بتایا تھا کہ انہیں ملنے کی اجازت مل گئی ہے۔ اس لئے کسی نے ان کے بند دروازے کی طرف جانے پر اعتراض نہیں کیا تھا۔ عمران نے دروازے پر ہاتھ رکھ کر اسے دبایا تو دروازہ لاک نہیں تھا۔ وہ کھلتا چلا گیا اور عمران اندر داخل ہوا تو اس کے پیچھے جولیا بھی اندر داخل ہوئی تو بڑی سی میز کے پیچھے اونچی پشت والی کرسی پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔ وہ ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا لیکن اس کا جسم کسی پلے ہوئے بھینسے کی طرح تھا۔ چہرہ بڑا تھا اور اس پر زخموں کے مندمل بے شمار نشانات بھی تھے۔ عمران اس کی لائف ہسٹری سے آگاہ تھا۔ اسے معلوم تھا کہ راکس اپنے دور کا بڑا لڑاکا تھا اور ہر قسم کے جرائم میں ملوث رہتا تھا لیکن پھر ایک حادثے میں

اس کی ٹانگ کٹ گئی تو اس نے مصنوعی ٹانگ لگوائی۔ پھر یہ کلب کھول لیا لیکن اس کی مصنوعی ٹانگ اس خوبی سے ایڈجسٹ کی گئی تھی کہ اس کو اٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس کی ایک ٹانگ مصنوعی ہے۔

''تم۔تم کون ہو اور کیسے اندر آئے ہو''...... کرسی پر بیٹھے راکس نے چونک کر اور حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''دروازہ کھول کر اندر آئے ہیں مسٹر راکس''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہ میز کی سائیڈ سے ہو کر کرسی پر بیٹھے راکس کے قریب پہنچ گیا جبکہ جولیا نے اندر داخل ہو کر بڑے اطمینان بھرے انداز میں دروازہ اندر سے بند کر کے اسے باقاعدہ لاک کر دیا۔ اسی لمحے راکس نے میز کے کونے میں موجود گھنٹی کے بٹن کو پریس کرنے کی کوشش کی لیکن اس سے پہلے کہ اس کا بٹن تک ہاتھ پہنچتا، عمران نے اس کی گھومنے والی کرسی کے بازو کو پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا تو کرسی تیزی سے گھومی اور اس کے ساتھ ہی عمران کا بازو بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے حرکت میں آیا اور کمرہ راکس کے حلق سے نکلنے والی ہلکی سی چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کا جسم یکلخت ڈھیلا پڑ گیا تھا اور گردن ڈھلک گئی تھی۔ عمران کی کھڑی ہتھیلی خاصی قوت سے اس کی گردن پر کچھ اس طرح پڑی تھی کہ بھینسے جیسے جسم رکھنے کے باوجود اس کے لئے ایک ضرب کافی ثابت ہوئی۔ عمران نے کرسی کو گھومنے سے روکا اور پھر عقبی طرف

موجود دروازے کی طرف مڑ گیا اور پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ جولیا نے آگے بڑھ کر میز کی درازیں کھولیں اور ان میں موجود سامان چیک کرنا شروع کر دیا لیکن وہاں کوئی خاص چیز نہیں تھی۔ پھر عمران واپس آ گیا۔

''آؤ۔ عقبی گلی تک راستہ ہے اور صفدر بھی پہنچ چکا ہو گا''۔ عمران نے کہا اور کرسی پر ڈھلکے پڑے راکس کو ایک جھٹکے سے گھسیٹ کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور پھر عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا اس کے پیچھے تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں عقبی سیڑھیاں اتر کر ایک گلی میں پہنچ گئے۔ وہاں صفدر کار سمیت موجود تھا۔ عمران نے کار کا عقبی دروازہ کھول کر بے ہوش راکس کو عقبی سیٹوں کے درمیان ڈالا اور پھر اس پر سائیڈ میں پڑا ہوا کپڑا اٹھا کر ڈال دیا۔

''چلو صفدر۔ میں عقبی سیٹ پر بیٹھوں گا تاکہ اسے اگر راستے میں ہوش آ جائے تو اسے دوبارہ بے ہوش کیا جا سکے''...... عمران نے کہا تو صفدر ڈرائیونگ سیٹ پر اور جولیا سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ عمران عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا لیکن ضرب شاید کچھ اس طرح لگی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے لیکن راکس کو ہوش نہ آیا۔

''اب اسے اٹھا کر اندر لے چلو اور کمرے میں لے جا کر کرسی پر ڈال دو۔ میں کوئی رسی ڈھونڈ لاتا ہوں تاکہ اسے باندھا جا سکے''...... عمران نے کہا اور عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا اس کے

ساتھ تھی جبکہ صفدر نے بھی کار روک کر پہلے جا کر پھاٹک بند کیا اور اسے اندر سے لاک کیا اور پھر کار کی عقبی سیٹوں کے درمیان تقریباً ٹھنسے ہوئے راکس کو گھسیٹ کر باہر نکالا اور اس کے بھاری جسم کو کاندھے پر ڈال کر وہ عمارت کی اندرونی طرف بڑھ گیا۔ ایک بڑے کمرے میں پہنچ کر اس نے ایک کرسی پر راکس کو ڈال دیا۔ جولیا بھی اندر موجود تھی۔

''آپ آج کچھ ضرورت سے زیادہ ہی خاموش لگ رہی ہیں۔ کوئی خاص وجہ ہے''۔ صفدر نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کچھ نہیں۔ ویسے جب سے سیاہ فاموں کا میک اپ کیا ہے۔ مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے میں انسانوں کی صف سے باہر ہو گئی ہوں''...... جولیا نے جواب دیا۔

''سیاہ فام افراد کو ایسا ہی سمجھا جاتا ہے۔ صدیوں تک تو انہیں اس لئے غلام بنا کر رکھا گیا تھا کہ وہ سیاہ فام ہیں''...... صفدر نے کہا۔ اسی لمحے عمران ہاتھ میں رسی کا ایک بنڈل اٹھائے اندر داخل ہوا۔

''یہ لو رسی۔ اسے اچھی طرح باندھ دو۔ آؤ جولیا۔ میں تمہارا میک اپ واش کر دوں۔ تمہیں بہت بوریت محسوس ہو رہی ہو گی''۔ عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم ہنس رہے ہو۔ کوئی خاص بات''...... عمران نے کہا تو صفدر نے جولیا سے ہونے والی گفتگو دوہرا دی۔

''یہ ہمارا دین اسلام ہے جس نے بڑائی کا معیار صرف تقویٰ کو بنایا ہے۔ رنگ، نسل، زبان سب کی بڑائی ختم کر دی گئی ہے''۔ عمران نے کہا تو اس بار جولیا اور صفدر دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر عمران نے پہلے جولیا کا میک اپ واش کیا پھر صفدر کو بلا کر اس کا اور آخر میں اپنا میک اپ بھی واش کر دیا۔ پھر وہ بڑے کمرے میں آ گیا جہاں صفدر اور جولیا کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

''صفدر۔ کار کی نمبر پلیٹ تبدیل کر دو''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

''کیوں۔ کوئی خاص بات''۔ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا

''تو تمہارا خیال ہے کہ میں نے میک اپ سیاہ فام بن جانے کی وجہ سے واش کیا ہے۔ ایسی بات نہیں۔ راکس ایک بین الاقوامی تنظیم کا سیکشن انچارج ہے۔ جیسے ہی اس کی گمشدگی سامنے آئے گی۔ پورے ناراک میں اس کی تلاش شدت سے شروع ہو جائے گی۔ اس لئے میں نے میک اپ تبدیل کئے ہیں اور کار کا نمبر اس لئے تبدیل کرنے کے لئے کہا کہ وہ اس کار کا سراغ لگاتے ہوئے اگر یہاں تک پہنچیں گے تو وہ دھوکے میں رہ جائیں''...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

''اس کو کیسی ضرب لگائی ہے تم نے کہ اس قدر مضبوط جسم کا مالک ہونے کے باوجود اتنی دیر ہو گئی ہے کہ ابھی تک ہوش میں

نہیں آیا''...... جولیا نے کرسی پر بندھے بیٹھے راکس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اس ضرب سے اس کی شہ رگ بھی متاثر ہوئی ہے۔ ایسا میں نے دانستہ کیا تھا کیونکہ مجھے اندازہ تھا کہ اسے اس کے آفس سے اٹھا کر یہاں تک لے آنے میں وقت لگے گا اور ہوش میں آنے کے بعد یہ خطرناک بھی ثابت ہو سکتا تھا''...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر پہلے اس نے رسی کی گانٹھیں چیک کیں پھر دونوں ہاتھوں سے اس نے راکس کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور واپس آ کر جولیا کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد راکس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

''یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ میں کہاں ہوں۔ کون ہو تم''۔ راکس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارا نام راکس ہے اور تم کراس کلب کے جنرل مینجر ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ مگر تم کون ہو اور میں کہاں ہوں۔ یہ کون سی جگہ ہے''۔ راکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کے ساتھ ساتھ تم بلیک سن کے سپر ٹاپ سیکشن کے چیف

ہو''...... عمران نے کہا تو راکس کو جیسے زور دار جھٹکا لگا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''تم کون ہو۔ پہلے اپنے بارے میں بتاؤ''...... راکس نے کہا۔

''ہمارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ تمہیں ماسٹر آئی لینڈ والی لیبارٹری کے بارے میں رپورٹ مل چکی ہو گی۔ ہم نے وہ فارمولا جو ڈاکٹر اسٹوم نے پاکیشیائی ڈاکٹر آفتاب کے ذہن سے مشینری کے ذریعے نکالا تھا اور پھر اسے ہلاک کر دیا تھا وہ ہم نے واپس حاصل کر لیا ہے اور وہ کرش نوٹس بھی جو تمہارے آدمیوں نے ڈاکٹر آفتاب کے معصوم بچوں کو ہلاک کر کے حاصل کئے تھے''۔ عمران نے کہا۔ اس کا لہجہ آخر میں یکلخت انتہائی سرد ہو گیا تھا۔

''تم۔ تم مجھے یہاں کیسے لائے تھے۔ تم کبھی میرے پاس نہیں آئے۔ وہ سیاہ فام جوڑا ضرور آیا تھا''...... راکس نے گڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ ہم سیاہ فام افراد کے میک اپ میں تھے۔ بہرحال ہم تمہیں ہلاک کرنا نہیں چاہتے۔ ہم یہی پوچھ گچھ تمہارے آفس میں بھی کر سکتے تھے لیکن پھر ہمیں وہاں سے نکلنے کے لئے تمہیں ہلاک کرنا پڑتا۔ اس لئے ہم تمہیں اٹھا کر یہاں اپنی رہائش گاہ لے آئے کہ تم اگر ہم سے تعاون کرو گے تو زندہ بچ جاؤ گے''...... عمران نے کہا۔

''تعاون۔ کیسا تعاون''...... راکس نے کہا۔

"بلیک سن تنظیم کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں تفصیل بتا دو"۔ عمران نے کہا۔

"میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا"...... راکس نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"اچھا ہیڈکوارٹر کا فون نمبر کیا ہے جس پر تمہاری بات چیت ہوتی رہتی ہوگی"...... عمران نے کہا۔

"میں نے کہا تھا کہ مجھے معلوم نہیں ہے"...... راکس نے کہا تو عمران ایک بار پھر چونک پڑا کیونکہ اس کا تجربہ بتا رہا تھا کہ اس بار بھی وہ سچ بول رہا ہے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہیں فون نمبر بھی معلوم نہ ہو۔ تم نے ایمرجنسی بات کرنی ہو۔ کوئی رپورٹ دینی ہو تو کیا کرتے ہو"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں اپنے فون سے ڈبل زیرو ون ملا کر فون بند کر دیتا ہوں تو کچھ دیر بعد سب ہیڈکوارٹر خود ہی رابطہ کر لیتا ہے"...... راکس نے کہا۔

"سب ہیڈکوارٹر کا کیا مطلب ہوا"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"اس کو ہم سب ہیڈکوارٹر کہتے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم اس کا کیا مطلب ہے۔ میرے خیال میں تو یہ چھوٹا ہیڈکوارٹر ہے جبکہ بڑا کوئی

ر ہوگا"...... راکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کون بولتا ہے۔ مرد یا عورت"...... عمران نے کہا۔

"مشین کی آواز ہوتی ہے جیسے گراریاں ایک دوسرے سے رگڑی جا رہی ہوں"...... راکس نے کہا۔

"تمہیں کیسے انگیج کیا گیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"دس سال قبل اچانک مجھے فون پر میرے بینک نے بتایا کہ میرے اکاؤنٹ میں پچاس لاکھ ڈالرز جمع کرائے گئے ہیں۔ میں بڑا حیران ہوا تو فوراً ہی ایک فون آیا جس میں مشینی گراریاں بول رہی تھیں کہ سیاہ فام افراد کی پوری دنیا پر حکومت قائم کرنے کے لئے ایک بین الاقوامی تنظیم قائم کی گئی ہے جس کا نام بلیک سن ہے۔ اس میں تمہیں ایکریمیا کا انچارج بنایا گیا ہے اور تمہارے اکاؤنٹ میں پچاس لاکھ ڈالرز جمع کرا دیئے ہیں۔ اس کے بعد واقعی آج تک ہر ماہ میرے اکاؤنٹ میں پچاس لاکھ ڈالرز جمع کرا دیئے جاتے ہیں اور میں تب سے اس کے ساتھ کام کر رہا ہوں۔ حکم سب ہیڈکوارٹر دیتا ہے اور میں اس کی تعمیل کرتا ہوں"۔ راکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ گانٹھیں تم سے نہیں کھل سکیں گی۔ کافی دیر ہو گئی ہے تمہیں کوشش کرتے ہوئے"...... عمران نے اچانک کہا تو راکس کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"مجھے چھوڑ دو۔ میں نے تمہارا کچھ نہیں بگاڑا بلکہ الٹا تم نے

ہماری لیبارٹری تباہ کر کے مجھے موت کے منہ میں دھکیل دیا ہے۔
مجھے سو فیصد یقین تھا کہ میرے ڈیتھ آرڈر جاری کر دیئے جائیں
گے لیکن سب ہیڈکوارٹر نے مجھے معافی دے دی۔ تم بھی مجھے چھوڑ
دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ پاکیشیا کے خلاف ذاتی طور پر کوئی
کام نہیں کروں گا''...... راکس نے کہا۔

''ایک شرط پر تمہیں زندگی مل سکتی ہے کہ تم کوئی ایسا کلیو دو کہ
جس سے تمہارے سب ہیڈکوارٹر کو تلاش کیا جا سکے''...... عمران نے
کہا۔

''مجھے واقعی معلوم نہیں ہے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں''...... راکس
نے بے بس سے لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تم سچ ہی بول رہے ہو کیونکہ جب کوئی بولتا
ہے تو میں سچ اور جھوٹ کو فوراً جان جاتا ہوں لیکن ان دس سالوں
میں کوئی کال تمہیں ہیڈکوارٹر کے حوالے سے آئی ہو جس میں
ہیڈکوارٹر کا حوالہ ہو''...... عمران نے کہا تو راکس بے اختیار چونک
پڑا۔

''ہاں ہاں۔ ایک بار ایک آدمی ہارپ نامی کا فون آیا تھا۔ وہ
ایکریمی ریاست شامور سے بول رہا تھا۔ اس نے کہا کہ سپیشل بلیک
سیٹلائٹ خراب ہے۔ اس لئے سب ہیڈکوارٹر کا مجھ سے رابطہ نہیں
ہوسکتا۔ اس نے مجھے ایک کام بتایا جو میں نے کر دیا۔ اس ہارپ کا
بھی میں نے خود خفیہ طور پر پتہ کرایا تو وہ ریاست شامور کے

دارالحکومت گارشپ میں ریڈ زون کلب کا مالک تھا۔ بعد میں وہ
ایک لڑائی میں ہلاک ہو گیا تھا''...... راکس نے تفصیل سے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

''سپیشل بلیک سیٹلائٹ''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

''تمہارے گروپ نے ہمارا سائنسدان ہلاک کیا۔ تمہارے
گروپ نے اس سائنسدان کے معصوم بچوں کو ہلاک کیا۔ ان کی
بیوی کو ہلاک کیا۔ اس لئے تمہیں زندہ نہیں چھوڑا جا سکتا۔ سوری''۔
عمران نے کہا اور اس سے پہلے کہ راکس کچھ کہتا، تڑتڑاہٹ کی تیز
آوازوں کے ساتھ ہی کمرہ راکس کے حلق سے نکلنے والی چیخوں
سے گونج اٹھا۔ راکس کچھ دیر تک کرسی پر تڑپتا رہا اور پھر ساکت ہو
گیا۔ اسی لمحے صفدر اندر داخل ہوا۔ شاید فائرنگ کی آوازیں سن کر
وہ اندر آیا تھا۔

''کچھ معلوم ہوا''...... صفدر نے کہا۔

''بس ایک سیٹلائٹ کا کوڈ نام اور اس کا کوڈ نمبر معلوم ہو سکا
ہے۔ اسے واقعی بڑی ذہانت سے خفیہ رکھا گیا ہے۔ بہرحال اب
اسے اٹھا کر کسی ویران جگہ پر ڈال دو۔ اس کے بعد ہماری پاکیشیا
واپسی ہو گی''...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب روایت اٹھ کھڑا ہوا۔

''بیٹھو'' ......رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ اس بار آپ کو مشن مکمل کرنے کے لئے خاصی محنت کرنا پڑی ہے''۔بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''کیا یہ جولیا کی رپورٹ ہے یا تمہیں اب کشف ہونے لگ گیا ہے''......عمران نے چونک کر کہا۔

''جولیا کی رپورٹ ہے۔ اس نے آپ کی محنت کی بڑی داد دی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ایسی محنت تو ہر مشن پر ہوتی رہتی ہے لیکن کوئی خاص بات جولیا کو پسند آ گئی ہو گی ورنہ میرا خیال تھا کہ وہ اپنی رپورٹ میرے

خلاف لکھے گی''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ نے کھلے بارود اور خوشبو سے جس طرح جزیرے کے حفاظتی سرکلز ختم کئے ہیں اور پھر آپ نے جس طرح خصوصی موٹر بوٹ میں موجود میزائلوں کے ذریعے لیبارٹری کو تباہ کیا اور پھر لیبارٹری تک پہنچے ہیں۔ اس کی جولیا نے بڑی تعریف کی ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''خوشبو تو خواتین کی سب سے پسندیدہ چیز ہے اور جب خوشبو پراسرار بھی ہو تو پھر تو خوشبو نے اپنا اثر تو دکھانا ہی ہوتا ہے لیکن بظاہر یہ واقعی بچوں کا کھیل لگتا ہے کہ اس قدر خطرناک سائنسی ریز سرکلز کو صرف خوشبوں سے ختم کر دیا جائے''......عمران نے کہا۔

''آپ کو پہلے سے معلوم تھا کہ یہ سرکلز کس ریز پر مشتمل ہیں کہ آپ خوشبو کی بوتلیں ساتھ لے گئے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس مشن پر واقعی میں نے خاصی محنت کی ہے۔ اس سپیشل موٹر بوٹ کو آنے میں دو تین روز لگ گئے۔ اس دوران ہم فارغ تھے۔ میں نے اس دوران اس جزیرے کی چیکنگ کی۔ گہری چیکنگ البتہ اندر سے کی گئی کیونکہ وہاں سیٹلائٹ ریز سرکلز تھے۔ واقعی اس سمندر کے اندر بھی ریز سرکل تھے۔ میں نے سپر ٹاپ سیکشن کے چیف ایکس کے لہجے میں ماسٹر آئی لینڈ میں موجود لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر اسٹوم سے فون پر بات کی۔ اس طرح سیٹلائٹ ریز فائر اور سمندر کے اندر موجود ریز سرکلز کے ناموں کا مجھے علم ہو گیا تو میں

سمجھ گیا تھا کہ ان کا کیا توڑ کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ جب خصوصی موٹر بوٹ آ گئی تو میں نے یہ سب چیزیں خرید کر رکھ لیں جو واقعی شعبدہ بازی کی شکل میں سامنے آئیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ جولیا اور صفدر کو ساتھ لے کر ناراک گئے تھے۔ جولیا نے لکھا ہے کہ آپ کا یہ دورہ ناکام رہا اور ہیڈکوارٹر کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ بظاہر تو ایسا ہی ہے لیکن چند اشارات مل گئے ہیں۔ جولیا کی موجودگی میں۔ پھر صفدر نے بھی یہ بات پوچھی تھی جس پر میں نے ان اشارات کے متعلق بتایا تھا لیکن جولیا نے شاید یہی سمجھا ہے کہ میں ویسے ہی کہہ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''وہ کیا اشارات ہیں۔ مجھے تو بتائیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تم نے مجھے چائے تک تو پوچھا نہیں۔ اشارات پوچھنے لگ گئے ہو''...... عمران نے کہا۔

''آپ بتا دیں۔ پھر چائے بھی آپ کو پلوا دی جائے گی''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''پہلے یہ بتاؤ کہ فارمولا اور کرش نوٹس کا کیا کیا تم نے''۔ عمران نے پوچھا۔

''وہ میں نے سلیمان کے ذریعے سرسلطان کو بھجوا دیئے تھے تاکہ وہ انہیں سرداور تک پہنچا دیں''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے

ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سرداور سے بات کر لوں۔ تم چائے لے آؤ۔ پھر آگے بات ہو گی''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو مسکراتا ہوا اٹھا اور کچن کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''داور بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی سرداور کی آواز سنائی دی۔ چونکہ یہ ان کا ذاتی ڈائریکٹ نمبر تھا اس لئے انہوں نے اسے براہِ راست اٹنڈ کیا تھا۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے بلیک زیرو کچن سے واپس آ گیا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں چائے کی پیالیاں تھیں۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری لئے وہ میز کے پیچھے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''یہ بذبان خود سے تمہارا کیا مطلب ہوتا ہے''...... سرداور نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میرا مطلب ہوتا ہے کہ میں پرائی زبان سے نہیں بول رہا۔ اپنی زبان سے بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''پرائی زبان سے تم کیسے بول سکتے ہو۔ پرائے قلم سے لکھا تو جا سکتا ہے لیکن پرائی زبان سے بولا تو نہیں جا سکتا''...... سرداور

نے کہا۔

''پرائی زبان کا مطلب ایسی زبان جو نہ مادری ہو اور نہ قومی ہو''...... عمران نے کہا۔

''یہ ڈگریاں تو تم بھی پرائی زبان سے بولتے ہو۔ انہیں بھی تو اپنی زبان میں بولا کرو''...... سرداور نے کہا۔

''مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ پہلے عالم فاضل، منشی فاضل کی ڈگریاں ہوا کرتی تھیں۔ اب یہ دیسی ڈگریاں کوئی دیتا ہی نہیں''...... عمران نے کہا تو سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

''اچھا بتاؤ کہ فون کیسے کیا ہے۔ میں نے بڑی ضروری میٹنگ اٹنڈ کرنی ہے''...... سرداور نے کہا۔

''ہمارے ملک میں میٹنگ کا بہت رواج ہے۔ جب بھی کسی آفس میں جاؤ۔ وہاں سب میٹنگ کر رہے ہوتے ہیں لیکن اس کا کوئی خوشگوار رزلٹ تو کبھی سامنے نہیں آیا''...... عمران نے کہا۔

''میٹنگز بہت ضروری ہوتی ہیں۔ اسلام میں مشاورت کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ میٹنگز بھی ایک طرح سے مشاورت ہوتی ہیں۔ بہرحال میں درست کہہ رہا ہوں۔ یا تو بتا دو کہ کیوں کال کی ہے یا پھر دو گھنٹوں کے بعد دوبارہ کال کر لینا''...... سرداور نے کہا۔

''میں نے تو ایک چھوٹی سی بات معلوم کرنی ہے۔ اب دو گھنٹے کون انتظار کرے''...... عمران نے کہا۔

''کیا بات ہے۔ تم بتاؤ''...... سرداور نے اس بار قدرے غصیلے

لہجے میں کہا۔

''سرسلطان نے آپ کو وہ فارمولا اور ڈاکٹر آفتاب مرحوم کے کرش نوٹس بھجوائے تھے۔ ان کا کیا ہوا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ اس پر کام شروع کر دیا گیا ہے اور اس میزائل کا نام ڈاکٹر آفتاب مرحوم کے نام پر ہی رکھا گیا ہے۔ آفتاب میزائل۔ انشاء اللہ بہت جلد یہ میزائل ہمارے دفاعی ہتھیاروں میں سب سے مؤثر ہتھیار ہو گا''...... سرداور نے کہا۔

''بس یہی پوچھنا تھا۔ اللہ حافظ''۔عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر سامنے میز پر پڑی ہوئی چائے کی پیالی اٹھا کر منہ سے لگا لی۔

''وہ سرخ ڈائری مجھے دو تاکہ بلیک سن کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں اشارات کی وضاحت معلوم کر لی جائے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے سرخ جلد والی ضخیم ڈائری نکال کر اس نے عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے ڈائری لے کر اسے کھولا اور پھر اس کے صفحے پلٹنے شروع کر دیئے۔ وہ ساتھ ساتھ چائے بھی سپ کر رہا تھا اور ڈائری کو پڑھ بھی رہا تھا۔ پھر ایک صفحے کو کچھ دیر دیکھنے کے بعد اس نے ڈائری کو واپس میز پر رکھا اور رسیور اٹھا کر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''یس۔ انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہاں سے جنوبی ایکریمیا کا نمبر اور جنوبی ایکریمیا کے شہر کارا

کاس کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو کچھ دیر کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"لیس۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی لیکن لہجہ ایکریمین تھا۔

"کارا کاس میں انٹرنیشنل رافنڈ کارپوریشن کا نمبر دیں"۔ عمران نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انٹرنیشنل رافنڈ کارپوریشن کارا کاس"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے سپیشل ممبر علی عمران بول رہا ہوں۔ سیٹلائٹ سیکشن کے انچارج سے بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ماتھر بول رہا ہوں انچارج سیٹلائٹ سیکشن"...... چند لمحوں کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ قدرے سخت تھا۔

"انکل۔ اتنے بوڑھے ہو کر بھی تمہارے لہجے کی سختی نہ گئی۔ آنٹی کیتھرائن کو ہمیشہ یہی گلہ رہا کہ تم پیار بھری باتیں بھی اس طرح کرتے ہو جیسے کسی دشمن کو ڈانٹ رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"ارے ارے۔ کون بول رہے ہو تم"...... دوسری طرف سے

چونکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"تمہارا بھتیجا اور تمہاری وراثت کا حق دار علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو تم ہو ناٹی بوائے۔ بڑے طویل عرصے بعد تمہاری آواز سنی ہے۔ کیسے ہو"...... دوسری طرف سے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"میں نے یہ سمجھا تھا کہ ڈی ایس سی یعنی ڈاکٹر آف سائنس کرنے کے بعد اب میں بیمار سیٹلائٹس کا علاج بھی کر سکوں گا لیکن لگتا ہے کہ ان کے لئے علیحدہ ڈگری لینا پڑے گی"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ماتھر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"ہاتھی جب پہاڑ تلے آتا ہے تو اسے اپنی حیثیت کا ادراک ہوتا ہے۔ تم بھی اپنے آپ کو ہاتھی سمجھتے ہو۔ اب بولو"...... ماتھر نے کہا۔

"مطلب یہ ہوا کہ تم پہاڑ ہو۔ ٹھیک ہے۔ ماننا پڑے گا ورنہ مسئلہ کیسے حل ہو گا"...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"مسئلہ ہے کیا۔ یہ تو بتاؤ"...... دوسری طرف سے ماتھر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مسئلہ یہ ہے انکل کہ ایک بین الاقوامی خفیہ تنظیم ہے بلیک سن۔ یہ اس قدر خفیہ رکھی گئی ہے کہ اس کے بارے میں اس کے

اپنے آدمیوں کو بھی علم نہیں ہے۔ صرف اشارے ملے ہیں کہ جب ڈبل زیرو، ون ڈائل کیا جائے تو اس کے ہیڈکوارٹر سے رابطہ ہو جاتا ہے اور نمبر کا تعلق کسی بلیک سپیشل سیٹلائٹ سے ہے۔ مجھے اس تنظیم کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں ان اشاروں کی مدد سے معلوم کرنا ہے''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''نمبر ڈبل زیرو، ون، سیٹلائٹ بلیک سپیشل۔ ٹھیک ہے۔ تمہارا نمبر کیا ہے۔ میں معلومات حاصل کر کے تمہیں فون کرتا ہوں''۔ ماتھر نے کہا۔

''کتنا وقت لیں گے''...... عمران نے کہا۔

''دو گھنٹے''...... ماتھر نے جواب دیا۔

''اوکے۔ میں دو گھنٹے بعد دوبارہ فون کروں گا''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''یہ کس قسم کی تنظیم ہے عمران صاحب۔ پہلے تو آپ نے کبھی اس سے معلوم نہیں کیا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''معلومات مہیا کرنے والی تنظیموں نے اب اپنا دائرہ کار بڑھا دیا ہے۔ اب سیٹلائٹ، اور کوڈ نمبرز ایکسچینج کے بارے میں بھی معلومات مہیا کی جاتی ہیں۔ یہ تنظیم ہائی سٹار ورلڈ آرگنائزیشن کے تحت ابھی حال ہی میں بنائی گئی ہے اور ماتھر جو پہلے ہائی سٹار آرگنائزیشن میں تھا۔ اب اس کے سیٹلائٹ شعبے کا انچارج ہے''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ کیسے معلومات جمع کرتے ہوں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''خلاء میں اس وقت بے شمار ملکوں کے سیٹلائٹس کے ساتھ ساتھ بے شمار تجارتی، موسمیاتی، معدنیات کی تلاش اور مواصلاتی سیٹلائٹس بھی ہیں۔ ان کے ہیڈکوارٹر میں ان کے آدمی ہوتے ہیں۔ ویسے بھی دولت ایسی جگہ کھل جا سم سم کا کردار ادا کرتی ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب آپ ہیڈکوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کر کے کیا اس کے خاتمے پر کام کریں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''فوری تو نہیں لیکن اگر ہیڈکوارٹر نے اب کوئی حرکت کی تو پھر اس کا خاتمہ کرنا پڑے گا''...... عمران نے قدرے ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔

''آپ ہیڈکوارٹر کے خلاف کام نہیں کرتے۔ بلیک تھنڈر کے ہیڈکوارٹر کے خلاف آپ نے کام نہیں کیا۔ اب یہ بلیک سن تنظیم سامنے آئی ہے لیکن آپ اس کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں ڈھیلے ڈھیلے سے لہجے میں بات کر رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''سب ہیڈکوارٹر اور مین ہیڈکوارٹر کا مشن ایک جیسا تو نہیں ہو سکتا مگر تمہارا چیک''...... عمران بات کرتے کرتے چیک پر آ کر رک گیا۔

”چلیں آپ ہیڈکوارٹر کے مشن پر ڈبل مالیت کا چیک لے لیا کریں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”واہ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر پہلا ہیڈکوارٹر دانش منزل ہی سامنے آتا ہے“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔ پھر اسی طرح کی گپ شپ میں جب دو گھنٹے گزر گئے تو عمران نے رسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو“...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”سلطان بول رہا ہوں۔ عمران ہے یہاں“...... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

”نہ بھی ہو تب بھی حکم سلطانی کے پیش نظر کان سے پکڑ کر حاضر کیا جا سکتا ہے“...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے اور آواز میں کہا۔

”میں نے تمہارے فلیٹ پر فون کیا۔ رانا ہاؤس فون کیا لیکن تم کہیں نہ ملے تو میں نے یہاں فون کیا ہے“...... سرسلطان نے کہا۔

”اوہ۔ آپ کو تکلیف ہوئی، کوئی خاص بات ہو گئی ہے“۔ عمران نے کہا۔

”اقوام متحدہ کے تحت صامالی قزاقوں کے خلاف مؤثر کارروائی کے لئے فورس تیار کی جا رہی ہے۔ ہمیں بھی کہا گیا ہے کہ ہم اپنی نیوی کو اس میں شامل کریں۔ تم نے بھی صامالی قزاقوں کے خلاف

حال ہی میں کام کیا ہے اس لئے میں نے فون کیا ہے تاکہ تم سے دریافت کر سکوں کہ کیا ہمیں اس سلسلے میں مؤثر کارروائی کرنی چاہئے یا صرف خانہ پری کر دی جائے“...... سرسلطان نے کہا۔

”مؤثر کارروائی کی ضرورت ہے سرسلطان۔ ان لوگوں نے بحری راستوں پر آفت برپا کی ہوئی ہے۔ ان کی سرکوبی انتہائی ضروری ہے“...... عمران نے کہا۔

”او کے۔ اللہ حافظ“...... سرسلطان نے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”انٹرنیشنل رافنڈ کارپوریشن کارا کاس“...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”علی عمران سپیشل ممبر فرام پاکیشیا۔ سیلائٹ سیکشن کے انچارج سے بات کرائیں“...... عمران نے کہا۔

”ہولڈ کریں“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ ماتھر بول رہا ہوں“...... چند لمحوں بعد ماتھر کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں“...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"بھتیجے۔ تمہارا کام ہو گیا ہے۔ بلیک سپیشل سٹلائٹ ایکریمیا کے لارڈ اوبران کی کمپنی بلیک سن کی ملکیت ہے۔ بلیک سن پوری دنیا میں اسلحہ سازی کے لئے معروف نام ہے"...... ماتھر نے کہا۔

"یہ کوڈ نمبر ڈبل ریڈ ون کہاں جا ملتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ نئی بات ہے کہ یہ نمبر براعظم افریقہ کے ملک کانگو کے مشہور شہر کنڈو کے شمال مشرقی علاقے لوساکا میں موجود رسیور سے جا ملتا ہے"...... ماتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کنفرم ہیں"...... عمران نے کہا۔

"سو فیصد کنفرم"...... ماتھر نے جواب دیا۔

"او کے۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کمال ہے جسے اس قدر چھپا کر رکھا گیا ہے اسے اتنی آسانی سے تلاش کر لیا گیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اسی لئے تو سب کہتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کچھ چھپایا نہیں جا سکتا۔ سوائے ایک چیز کے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"کون سی چیز"...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"بڑی مالیت کا چیک"...... عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو ایک بار پھر کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ایڈونچر

مکمل ناول

ٹارگٹ عمران

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

- عمران شدید زخمی حالت میں ہسپتال پہنچایا گیا تھا۔ پھر ——؟
- عمران کو بیماری کے دوران ہسپتال میں ہی ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا۔ پھر؟
- وہ لمحہ جب یہودیوں کی انتہائی خطرناک تنظیم فارما نے اپنا سپر ایجنٹ پاکیشیا بھجوا دیا۔ ٹارگٹ عمران تھا۔
- وہ لمحہ جب تھامس، عمران کو ہلاک کر کے فتح کے شادیانے بجاتا ہوا واپس چلا گیا۔ پھر؟
- کیا واقعی عمران ہلاک ہو گیا۔ یا ——؟
- وہ لمحہ جب عمران کا شاگرد ٹائیگر، تھامس تک پہنچ گیا اور پھر ان دونوں کے درمیان خوفناک فائٹ ہوئی۔ نتیجہ کیا نکلا ——؟
- وہ لمحہ جب فارما کے دو اور سپر ایجنٹس چارلی اور مچلی عمران کے سر پر پہنچ گئے۔
- وہ جان لیوا لمحات جب بیمار عمران اور فارما کے سپر ایجنٹوں کے درمیان ہسپتال کے تہہ خانے میں انتہائی خوفناک جسمانی فائٹ ہوئی۔ نتیجہ کیا نکلا ——؟
- کیا بیمار عمران فائٹر سپر ایجنٹوں کا مقابلہ کر سکا۔ یا ——؟
- تیز ایکشن اور جسمانی فائٹس سے بھرپور ایک دلچسپ اور یادگار ناول

ن سیریز میں سپر ایجنٹ صفدر پر لکھا جانے والا ایک ناقابل فراموش ایڈونچر

مکمل ناول

فاسٹ ایجنٹ

......پاکیشیا کے مایہ ناز سائنس دان پروفیسر احسان فارانی ایک اہم فارمولے م کر رہے تھے اور اس کی بھنک ایکریمیا اور روسیاہ کو پڑ گئی۔

......روسیاہ کی ریڈ کراس ایجنسی کی لیڈی ایجنٹ پرنسز ڈاریا پروفیسر احسان نی کا فارمولا اڑانے پاکیشیا پہنچ گئی۔

......ایکریمی ایجنسی بلیک سنیک کا سپر ایجنٹ جیف مارشل بھی پروفیسر احسان نی کا فارمولا حاصل کرنے پاکیشیا آیا لیکن پرنسز ڈاریا مشن مکمل کر کے واپس یاہ جا چکی تھی اور وہ ہاتھ ملتا رہ گیا۔

......بلیک زیرو۔ جس نے عمران سے روسیاہ مشن پر جانے کی درخواست کی مگر ان نے اس کی درخواست رد کر دی اور سپر ایجنٹ صفدر کو اکیلے مشن پر بھیج دیا۔

......سپر ایجنٹ صفدر اور سپر ایجنٹ جیف مارشل کے درمیان فارمولے کے ول کے لئے زبردست فائٹ۔ فارمولا کون حاصل کر سکا۔ صفدر یا جیف مارشل

(تحریر۔ خالد نور)